ایک صدی گزر جانے کے بعد برادرِ اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا بریلوی کا مجموعۂ شعری نئی زیبائش



پہلی بار افقِ اشاعت پر ضیا بار

کلیاتِ حسن

نتیجۂ فکر

تاجدارِ فکر و فن، شہنشاہِ سخن، اُستاذِ زمن

مولانا محمد حسن رضا حسن بریلوی

مُرتّبین

محمد افروز قادری چریاکوٹی، انڈیا

محمد ثاقب رضا قادری پاکستان

رضا اکیڈمی ممبئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بفیضِ حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کلیاتِ حسن

نتیجہ فکر

تاجدارِ فکر وفن، شہنشاہِ سخن، اُستاذِ زمن حضرت
مولانا محمد حسن رضا خان حسنؔ بریلوی علیہ الرحمہ

ناشر

رضا اکیڈمی

۵۲ رڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹ فون : ۲۶۳۴۲۱۵۶

تفصیلات

کتاب	:	کلیاتِ حسن ....
		[ذوقِ نعت ، وسائلِ بخشش ، صمصامِ حسن ، قند پارسی ، قطعات و اشعارِ حسن]
مرتبین	:	محمد افروز قادری چریاکوٹی، انڈیا
		afrozqadri@gmail.com
		محمد ثاقب رضا قادری ضیائی، لاہور
		saqib1126@hotmail.com
غرض وغایت	:	تحفظ وترویج اثاثۂ علماے اہل سنت وجماعت
صفحات	:	چار سو چوالیس (444)
اشاعت	:	۲۰۱۲ء - ۱۴۳۳ھ
ناشر	:	رضا اکیڈمی ممبئی
قیمت	:	170/روپے

{ہماری بات}

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز کو خدمت دین کے لیے مکمل طور سے فارغ البال اور خوش حال بنانے کی خاطر اُن کی تمام عائلی ذمے داریاں اپنے سر لے کر جس شخصیت نے معیاری خدمت بخوبی انجام دی، وہ کوئی اور نہیں، آپ کے برادرِ گرامی قدر، تاجدارِ فکر وفن، اُستاذِ زمن حضرت علامہ محمد حسن رضا خاں حسن بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں۔

آپ کی ہشت پہلو شخصیت نے اصلاح فکر واعتقاد، شعر وسخن کی آب یاری، سیرت وتذکرہ نگاری اور تحقیق وتنقید کے میدان میں جو کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں، وہ نہایت قابل ذکر ہیں۔ علامہ حسن بریلوی بلاشبہہ اُستاذِ زمن اور ناخدائے شعر وسخن ہیں جس کے ٹھوس دلائل وشواہد زیرِ نظر کتاب میں موجود ہیں، جن کو آپ فکر ونظر کی کسوٹی پر پرکھ سکتے ہیں۔

لیکن ایسی قابل قدر تاریخی شخصیت کی خدمات کا سراغ لگا کر انھیں مرتب ومنظم شکل میں منظر عام پر لانے کی اب تک کسی نے زحمت نہیں کی تھی۔ ظاہر ہے جو کام جس کے حصے کا ہے، وہی کرتا ہے، اور یہ کام ایک ہندوستانی محقق اور زود قلم مترجم ومؤلف مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی اور پاکستانی محقق عزت مآب محمد ثاقب رضا قادری لاہوری کے حصے میں تھا۔

قابل مبارک باد ہیں یہ دونوں حضرات، جنھوں نے جماعت اہل سنت کی ایک نمایاں شخصیت کو منظر عام پر لانے کا فرضِ کفایہ اَدا کر دیا، جس پر ہماری غفلت کا پردہ پڑا ہوا تھا۔ علامہ حسن بریلوی بلبل ہندوستان نواب مرزا خاں داغ دہلوی کے قابل فخر شاگرد ہیں۔ اس لحاظ سے شعر وسخن کے اوپر کام کرنے والے حضرات کی بھی ذمے داری تھی کہ علامہ کا ذکر خیر کرتے۔ انھیں یکسر نظر انداز کر دینا تاریخی ناانصافی ہے۔

رضا اکیڈمی ممبئی نے اپنے اب تک کہ دور طباعت واشاعت میں 700 سے زائد کتابیں شائع کی ہیں، ان میں اپنی منفرد نوعیت کے لحاظ سے یہ کتاب بطورِ خاص قابل ذکر ہے، اور موجودہ حالات میں علمی وفکری ضرورت بھی۔ مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی کے توسط سے رضا اکیڈمی ممبئی یہ ضرورت پوری کرنے جا رہا ہے۔ یہ اس کی خوش قسمتی ہے۔ اُمید ہے کہ قارئین اس پیش کش کو قبول فرمائیں۔

اسیر مفتی اعظم ہند
الحاج محمد سعید نوری
بانی وسکریٹری رضا اکیڈمی ممبئی

سنگ میل

☆ مولانا کی 'ثمرِ فصاحت' کافی ضخیم ہونے کے باعث اِس کلیات کا حصہ نہ بن سکی، وہ الگ سے کتابی شکل میں آرہی ہے؛ تا کہ اُس کی اَدبی وفنی حیثیت مزید اُجاگر اور قابلِ توجہ ہو سکے۔ ناشر

شرفِ انتساب

فصیح الملک، بلبل ہندوستان

جنابِ نواب مرزا خان صاحب

داغؔ دہلوی

.... : کے نام : ....

جن کی نگہِ دل نواز سے مولانا حسنؔ بریلوی

کی بہار یہ شاعری رشکِ باغ و بہار ہوئی.

عقیدت کیش:

محمد اَفروز قادری چریاکوٹی

محمد ثاقب رضا قادری ضیائی

اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے شروع

آغازِ سخن

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ
رحمۃ للعلمین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

میں کہ مری نوا میں ہے آتشِ رفتہ کا سراغ
یری تمام سرگزشت کھوئے ہوؤں کی جستجو

ماہر علم وفن، ناخدائے سخن، اُستاذِ زمن حضرت مولانا محمد حسن رضا محقق بریلوی کی شخصیت کے تعارف کے کئی پہلو ہیں، اور ہر پہلو کئی حیثیتوں سے رخشندہ وتابندہ ہے۔ شعر وسخن کی کہکشاؤں میں اُن کے نام کی وہی حیثیت ہے جو ستاروں کی جھرمٹ میں ماہِ تمام کی۔ سیرت وتذکرہ نگاری میں اُن کے زبان وبیان کی جامعیت کا کوئی ہم پلہ نظر نہیں آتا۔ ردِّ باطل اور احقاقِ حق میں اُن کی مہارت و حذاقت اور صلابت وپختگی اپنی نظیر آپ ہے۔ علم وتحقیق کے میدان میں اُن کی نادرہ کاری اور دقیقہ سنجی اُن کے قدِ علمی کی اونچائی کا پتا دیتی ہے۔ اگر مختصر سے جملے میں مولانا کو 'نظم ونثر کا بے تاج بادشاہ' کہہ لیا جائے تو یقیناً کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔

اُس ایک شخص میں پنہاں تھیں خوبیاں کیا کیا
ہزار لوگ ملیں گے مگر کہاں وہ شخص!

لیکن سکے کا ایک رخ جتنا روشن ودل آویز ہے، ہماری بدقسمتی نے اس کے دوسرے رخ کو اتنا ہی غبار آلود اور روح فرسا بنا دیا۔ اندازہ فرمائیں کہ جماعت کی ایک ایسی ہشت پہلو شخصیت اور ہمہ جہت ہستی کی زندگی کے کسی ایک پہلو کو بھی تو ہم ڈھنگ سے دنیا کے سامنے پیش نہ کر سکے۔

مولانا ہم میں آج فقط ایک شاعر وسخن ور ہی کی حیثیت سے متعارف و مشہور ہیں، اور ہماری تمام ترطبع آزمائیاں اسی پہلو کو اُجاگر کرنے میں ہوئی ہیں؛ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ مولانا کے نثری شہ پارے تعداد و وزن دونوں اعتبارات سے اُن کے شعری سرمائے سے کہیں زیادہ ہیں۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے علمی اَثاثوں اور تحقیقی کارنامے تو بہت حد تک منظر عام پر آبھی گئے؛ تاہم اُن کے برادرِ گرامی، قوتِ بازوے رضا، حضرت مولانا حسن رضا کی کاوشوں سے زمانے کو کماحقہ متعارف کرانے کا قرض ابھی تک ہمارے اوپر چڑھا ہوا تھا۔

لہٰذا اپنی مجرمانہ کوتاہیوں سے کسی حد تک عہدہ برآری اور وقت کے شدید ترین تقاضے کے تحت ہم نے محض مولانا حسن رضا محقق بریلوی کی مظلوم شخصیت کے گراں مایہ علمی وفکری اَثاثہ جات کی شیرازہ بندی کا اِرادہ کیا، اور انھیں قارئین کے اِستفادے کی میز تک لے آنے کا خواب دیکھا، تو پھر کیا ہوا کہ رحمت خداوندی اور عنایت رسالت پناہی ہمارے شامل حال ہوگئی، اور وہ سارا خواب حقیقت کا روپ دھارتا چلا گیا، جسے آج آپ کے روبرو پیش کرتے ہوئے ہمیں بھرپور قلبی مسرت کا اِحساس ہورہا ہے؛ تاہم اس ہفت اقلیم کو سر کرنے، اور اس کی تلاش وجستجو نے ہم سے کیا کچھ جتن کروائے، اور کہاں کہاں تک کی خاک چھنوائی، اس کی کچھ تفصیلات سوانح مصنف کے ساتھ 'رسائل حسن' کے اِبتدائی صفحات میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

آج جب بھی امام احمد رضا کی تعدادِ تصانیف کی بات چھڑتی ہے تو ہمارا سارا زور اُن کی تعداد ہی کے پر پیچ مسئلے کو حل کرنے پر صرف ہوجاتا ہے، پھر آگے اُن کتابوں کی تلاش کے لیے ہم میں ایک ذرا قوت وہمت نہیں ہوتی؛ لیکن میرا وجدان کہتا ہے کہ جس طرح مولانا حسن رضا محقق بریلوی کے علمی وفکری اَثاثوں کی دیوانہ وار تلاش نے ہمیں ساحل مقصود سے ہمکنار کردیا، اسی طرح محدث بریلوی کی بعض کتب وتحقیقات کی مخلصانہ تلاش وجستجو بھی ہمیں یقیناً مراد آشنا کردے گی۔ مردِ سیالکوٹی صحیح کہہ گیا ہے۔

اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

مثلِ کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی

اَب بھی درختِ طور سے آتی ہے بانگِ لاتخف

رسائلِ حسن، کلیاتِ حسن اور جہانِ حسن میں مولانا محمد حسن کی کل کائنات کو ہم نے سمیٹ دینے کی کوشش کی؛ مگر بوئے حسن مٹھیوں کی قید میں آنے سے رہی، یعنی زلفِ یار دراز ہوتی چلی گئی، اور ہمارے قابو کے ہاتھوں سے باہر نکل گئی؛ لہٰذا جہانِ حسن کی جلد کو ہم نے مزید استیعابی بنانے کی غرض سے وقتی طور پر معرضِ التوا میں ڈال کر اپنی ساری کوشش رسائل وکلیاتِ حسن پر مرکوز کردی۔ کرم خوردہ رسائل، قدیم طرزِ طباعت، اور مخطوطوں کی زبان کے گنجلک معرکے سر کرتے ہوئے ۔بحمداللہ۔ ہم اپنے نصب العین کو پانے میں کامیاب ہوگئے۔ ذلک من فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ بقولِ مصنفِ علام۔

کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ

بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

یہ کلیاتِ حسن ہے۔ اس میں پانچ منظوم شہ پارے شامل ہیں۔ ذوقِ نعت ، وسائلِ بخشش ، صمصامِ حسن ، قندِ پارسی ، اور قطعات واَشعارِ حسن۔ مؤخر الذکر مولانا کی کوئی مستقل تصنیف نہیں بلکہ اُن کے منتشر ومتفرق قصائد وقطعات کا ایک اضافی مجموعہ ہے، سہولت کی غرض سے ہم نے انھیں ایک الگ رسالے کی شکل دے دی ہے۔ ذیل میں ان کتابوں کی کچھ جھلکیاں پیش کی جاتی ہیں :

ذوقِ نعت: یہ مولانا کی دل آویز نعتوں کا حسین اِنتخاب ہے۔ اس کی ترتیب میں عام اَساتذہ کے دیوانوں کی طرح حروفِ تہجی کی ترتیب کا اِلتزام کیا گیا ہے، اور ہر ردیف میں نعتیں کہی گئی ہیں، بلکہ بعض ایسی سنگلاخ زمینوں میں بھی جن میں نعتیہ مضامین کی تخم ریزی مشکل ہوتی ہے مولانا کامیاب نعتیں کہنے میں ظفر یاب ہوگئے ہیں۔

ذوقِ نعت کی خشت تو نعتوں ہی پر رکھی گئی ہے؛ تاہم نعت وقصیدۂ شہِ اَبرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خلفائے راشدین اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں بھی قصائد نظم کیے گئے ہیں۔ نیز شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ، سلطان الہند خواجہ غریب نواز سیدنا

معین الدین چشتی سجزی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ الشریف، حضور اچھے میاں مارہروی قدس سرہ العزیز، اور حضرت مولانا فضل رسول قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی کی بارگاہ میں منقبتوں کی سوغات بھی پیش کی گئی ہیں۔

مولانا نے معراجِ سید کونین کا نقشہ بھی خوب کھینچا ہے، اور شہادتِ امام حسین کی داستان کا رنگ بھی خوب جمایا ہے۔ 'کشفِ رازِ نجدیت' کے تحت معاندین اہل سنت و جماعت کی جو درگت بنائی ہے وہ پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اور پھر اختتام پر بانی نیچریت سر سید احمد خان کے چہیتے مقلد مسٹر نذیر احمد خان دہلوی کی جو گوش مالی کی ہے اور ان کی نابکاریوں کی جو بچی تصویر کھینچی ہے وہ بڑے خاصے کی چیز ہے۔

وسائلِ بخشش: یہ دراصل سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبتوں پر مشتمل ایک گنجینۂ بے بہا ہے۔ اس میں نظم کا سہارا لے کر مولانا نے معتبر و مستند حوالوں سے پیرانِ پیر دستگیر کے کوائف و احوال بیان کیے ہیں، اور قدم بہ قدم اُن سے وقوع پذیر ہونے والی معروف کرامتوں کا خوبصورت پیرائے میں نذرانہ پیش کیا ہے۔ زبان اتنی رواں اور شگفتہ ہے کہ نثر فصیح کا مزا دے جاتی ہے۔ اس کتاب میں مولانا کا اِستغاثانی رنگ بہت گہرا ہے، جو سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مولانا کے قلبی کھنچاؤ اور جذباتی لگاؤ کی غمازی کرتا ہے۔ اخیر میں دو تاریخی قصیدے 'نغمہ روح' اور 'نظم معطر' (۱۳۰۹ھ) بھی شامل ہیں۔

صمصام حسن بر دابر فتن: یہ مولانا کی ردِّ بدمذہباں خصوصاً تردید ندوہ میں بے نظیر فارسی مثنوی ہے۔ اس کا آغاز حمد و نعت کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر بدمذہبوں کے کچھ گھناؤنے عقائد کی قلعی کھولی جاتی ہے، اور ان کے سرکردہ لیڈروں کے چہرے بے نقاب کیے جاتے ہیں...... رافضیوں کے نظریات بیان کر کے اُن کا ترکی بہ ترکی جواب دیا جاتا ہے...... نیچریوں کی تھیوری پیش کر کے شدومد کے ساتھ اُن کا ردّ و اِبطال کیا جاتا ہے...... بیچ میں پھر آقائے گرامی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں مصنف دل گیر ہو کر اِستغاثانی نظم پیش کرتے ہیں۔

اس کے بعد تفصیل سے ندوہ اور اہل ندوہ کے اغراض و مقاصد کی پوتھی کھولی جاتی ہے، اور ان کی ضلالت و غوایت واشگاف کر کے پھر انھیں آئینہ صداقت و ہدایت دکھایا جاتا ہے۔ پھر اخیر میں

مجلس علمائے اہل سنت کی مدح طرازی ہوتی ہے، اور فرداً فرداً اُن تمام ارباب علم وفضل کی شان میں مدحیہ وسپاسیہ اشعار پیش کیے جاتے ہیں جنھوں نے تحریک ندوہ کی تخریب وتردید میں دامے، درمے، قدمے، سخنے، قلمے حصہ لیا۔

قند پارسی: یہ مولانا کی فارسی غزلوں کا دل فریب مجموعہ ہے۔ اس میں مکمل غزلوں کے ساتھ متفرق اشعار، قطعات اور رباعیات وتواریخ بھی ہیں۔ نیز مولانا نے حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ العزیز کی شان میں مختصر مگر بڑی جامع منقبت رقم فرمائی ہے، اور اُن کے روحانی فیوض وبرکات سے بہرہ ور ہونے کی عرضی پیش کی ہے۔

پھر چند متفرق اشعارِ تابدار کے بعد طوطیِ ہند حضرت مولانا امیر خسرو قدس سرہ کی کتاب مستطاب ہشت بہشت پر تقریظ ثبت فرمائی ہے، جس میں پہلے مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات، اور استغاثہ دربارگاہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کرنے کے بعد بیانِ شب معراج کا خوب رنگ جماتے ہیں، اور عروج صاحب تاج کی بھرپور کیفیات رقم فرماتے ہیں۔ پھر اخیر میں بہت سے اکابر اہل سنت اور احباب واعوان کی شان میں قطعاتِ تواریخ لکھے ہیں۔

ثمر فصاحت: یہ مولانا کی سحر طراز غزلوں کا روح پرور اِنتخاب ہے۔ گرچہ یہ اس کلیاتِ حسن کا حصہ نہیں، اور عنقریب الگ سے کتابی شکل میں اشاعت پذیر ہونے والا ہے؛ تاہم موقع کی مناسبت سے اس کے مندرجات کا یہاں کچھ ذکر کردینا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ اس لاجواب کتاب کا آغاز حمد باری اور نعت رسالت پناہی کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کی ترتیب میں بھی حروفِ تہجی کی ترتیب کا اِلتزام کیا گیا ہے، اور ہر ردیف میں کثرت سے مجازی غزلیں کہی گئی ہیں۔

ثمر فصاحت کا عمومی مزاج تو مجازی غزلوں سے خمیر ہوا ہے؛ تاہم مولانا نے حسب ضرورت اس میں دو ایک خوبصورت سہرے، رجبی شریف، اور رقعہ تسمیہ خوانی بھی لکھ ڈالی ہیں۔ پھر اخیر میں قند پارسی کی طرح اکابر اہلسنت کی بارگاہ میں قطعاتِ تواریخ، نیز تواریخ مساجد اور تواریخ کتب کا گلدستہ پیش کیا ہے۔ یہ دیوان فصیح البیان آپ جب بھی پڑھیں، سید تجمل چشتی فخری جلال پوری، اور مولانا کے شاگرد مولانا حکیم نظامی کے یہ اشعار ضرور ذہن نشیں رکھیے گا۔

پردۂ الفاظ میں ہے شاہدِ معنی نہاں ۔

ہے مجازی میں عیاں رنگِ حقیقت دیکھنا

مجازی رنگ میں رمزِ حقیقت ✿ کمالِ ظاہری و باطنی ہے

وہ دیکھیں شاہدِ معنی کا جلوہ ✿ جنھیں چشمِ بصیرت حق نے دی ہے

ہیں ظاہر میں تو شعرِ عاشقانہ ✿ مگر باطن میں مطلب اور ہی ہے

شاید اِسی لیے مرزا اسداللہ خان غالبؔ کو کہنا پڑا تھا ۔

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو ✿ بنتی نہیں ہے بادہ وساغر کہے بغیر

قطعات واَشعارِ حسن: یہ مولانا کی کوئی مستقل تصنیف نہیں ؛ بلکہ مختلف کتابوں کے اَواخر میں ضمیمے کے بطور اُن کے یادگار قطعاتِ تواریخ، رقعات، رباعیات اور متفرق بکھرے ہوئے اشعار وغیرہ کو یکجا کر کے ایک حسین گلدستے کی شکل میں پیش کر دیا گیا ہے؛ تاکہ اہل ذوق کے لیے ایک ہی پنگھٹ سے تشنگیِ شوق کی سیرابی کا سامان میسر آسکے۔

کلیات کی ترتیب وتہذیب میں کوئی فنی واِصطلاحی سقم نہ رہ جانے کا پورا اہتمام کیا گیا ہے، اور پروف ریڈنگ میں بھی ژرف نگاہی سے کام لیا گیا ہے؛ تاہم انسان ہونے کے باعث غلطیوں کا امکان باقی ہے؛ لہٰذا کسی بھی قسم کی کمی وکوتاہی کتاب کے اندر نظر آئے تو پہلی فرصت میں ہمیں مطلع فرما کر ممنونیت کا موقع فراہم فرمائیں۔

ہم اُن جملہ اَربابِ علم ودانش کے تہِ دل سے شکرگزار ہیں جنھوں نے ہماری اس سعی وکاوش کو کامیاب بنانے میں کسی طور پر حصہ لیا، اور اُن کے لیے صمیمِ قلب سے دعا گو بھی۔ ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر مندرجہ ذیل شخصیات کا ممنونِ کرم نہ ہوا جائے :

☆ مواد کی دستیابی میں حضرت علامہ اُسید الحق عاصم قادری بدایونی الازہری (خانقاہ قادریہ، بدایوں شریف) کا کلیدی رول رہا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ اگر اُن کا دستِ تعاون دراز نہ ہوتا تو شاید ہمارا یہ خواب اِس قدر جلد شرمندۂ تعبیر نہ ہو پاتا۔ علامہ نے ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے اکثر رسائل نہ صرف فراہم کیے، بلکہ مخدوش عبارات پر نظرِ ثانی فرما کر اُن کی تصحیح کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔ قحط الرجال

کے اس دور میں ایسے سچے علم نواز، نفع بخش اور بے ضرر دوست نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہیں۔

محبِ گرامی محترم محمد ابرار عطاری، جناب محترم میثم عباس رضوی صاحب، محترم مولانا مرید احمد چشتی صاحب، ممتاز محقق جناب مختار عالم حق صاحب، محترم عبید الرحمٰن صاحب، محترم خلیل احمد رانا صاحب (پاکستان)۔

مفتی ذوالفقار صاحب نعیمی ککرالوی بدایونی۔ جناب حامد رضا صاحب [جو سردست مولانا حسن رضا پر پی ایچ ڈی کر رہے ہیں]۔ اور محترم زبیر رضا قادری صاحب (بمبئی)۔

☆ مشاورت کے لیے مصلحِ قوم وملت حضرت علامہ محمد عبد المبین نعمانی قادری (چریاکوٹ)، جناب مفتی محمد کاشف رضوی صاحب (بنگلور)۔ مکرمی جناب محمد عثمان قادری (کویت)۔ محترم جناب ریاض شاہد صاحب (اوکاڑہ، پاکستان)۔ اور محترم جناب مفتی محمد سعید صابر ضیائی نعیمی (لاہور، پاکستان) جنھوں نے فارسی کلام کی تصحیح میں تعاون فرمایا۔ نیز یادگار اسلاف حضرت علامہ مولانا قاری محمد سلیمان سیالوی صاحب (لاہور، پاکستان)۔

☆ اشاعت کے لیے محبِ گرامی قدر حضرت مولانا غلام حسن صاحب (خواجہ بک ڈپو، دہلی، انڈیا)

یہ وہ چند شخصیات ہیں جن کے مفید مشوروں، بے پایاں شفقتوں اور قدم بہ قدم تعاون کے باعث یہ سب کچھ ممکن ہوسکا ہے۔ خدائے قدیر انھیں اس کا بہتر اجر عطا فرمائے، ان کے دونوں جہان اچھے کرے، اور انھیں اپنی رضا کے کاموں میں لگائے رکھے۔ آمین

اُمید ہے کہ ہماری یہ کاوش قارئین باتمکین کو بھائے گی، اور اِس سے اِستفادے کے وقت وہ مصنف کے حق میں دعاے رحمت ومغفرت اور مرتبین کے لیے دعاے خیر وبرکت کرنا نہ بھولیں گے۔ اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو، اور فلاحِ دارین کے کام کرنے کی توفیق ہمارے رفیقِ حال کردے۔

:- طالبینِ دعا وکرم :-

محمد افروز قادری چریاکوٹی۔ انڈیا

محمد ثاقب رضا قادری۔ پاکستان

بروز منگل، ۲۴ر جولائی ۲۰۱۲ء ...... ۴ر رمضان شریف، ۱۴۳۳ھ

بفیضِ حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سلسلۂ اشاعت نمبر 728

ذوقِ نعت

{1326ھ}

{نعتیہ کلام}

مولانا محمد حسن رضا خان قادری برکاتی ابوالحسینی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت [illegible] رسول کا ✦ یارب کلام کو صلۂ قبول کا

الحمدللہ والمنۃ

[illegible]

یعنی

ذوقِ نعت

۱۳ ۲۶

معروف بہ

صلۂ آخرت

۱۳ ۲۶

مصنفہ

[illegible] مولانا حسن رضا خاں صاحب حسنؔ

رحمۃ اللہ علیہ

جس کو حضرت مولانا ابو البرکات علامہ سید احمد صاحب [illegible]

حزب الاحناف لاہور نے شائع فرمایا۔

[حزب الاحناف لاہور سے شائع شدہ نسخے کا سرورق]

فہرست

{ردیف باے تازی}

{ردیف تاے منقوطہ}

{ردیف ثاے مثلثہ}

{ردیف جیم تازی}

{ردیف حاے حطی}

{ردیف خاے معجمہ}

{ردیف دالِ مہملہ}

{ردیف ذال معجمہ}

{ردیف راے مہملہ}

{ردیف زاے معجمہ}

{ردیف سین مہملہ}

{ردیف شین معجمہ}

{ردیف صاد معجمہ}

{ردیف ضاد معجمہ}

{ردیف طاے مہملہ}

{ردیف ظاد معجمہ}

{ردیف عین مہملہ}

{ردیف غین معجمہ}

{ردیف فا}

{ردیف قاف}

{ردیف کاف}

{ردیف لام}

{ردیف میم}

{ردیف نون}

{ردیف واوٌ}

{ردیف ہائے ہوز}

{ردیف یائے تحتانی}

{مسدسات}

ہے پاک رُتبہ فکر سے اُس بے نیاز کا

ہے پاک رُتبہ فکر سے اُس بے نیاز کا
کچھ دخل عقل کا ہے نہ کام اِمتیاز کا

شہ رگ سے کیوں وصال ہے آنکھوں سے کیوں حجاب
کیا کام اس جگہ خردِ ہرزہ تاز کا

لب بند اور دل میں وہ جلوے بھرے ہوئے
اللہ رے جگر ترے آگاہ راز کا

غش آ گیا کلیم سے مشتاقِ دید کو
جلوہ بھی بے نیاز ہے اُس بے نیاز کا

ہر شے سے ہیں عیاں مرے صانع کی صنعتیں
عالم سب آئینوں میں ہے آئینہ ساز کا

اَفلاک و ارض سب ترے فرماں پذیر ہیں
حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا

اس بے کسی میں دل کو مرے ٹیک لگ گئی
شُہرہ سنا جو رحمتِ بے کس نواز کا

مانندِ شمع تیری طرف لَو لگی رہے
دے لطف میری جان کو سوز و گداز کا

تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا

بندہ پہ تیرے نفسِ لعیں ہو گیا محیط
اللہ کر علاج مری حرص و آز کا

کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کار ساز کا

فکر اسفل ہے مری مرتبہ اَعلیٰ تیرا

فکر اَسفل ہے مری مرتبہ اعلیٰ تیرا
وصف کیا خاک لکھے خاک کا پُتلا تیرا

طور پر ہی نہیں موقوف اُجالا تیرا
کون سے گھر میں نہیں جلوۂ زیبا تیرا

ہر جگہ ذکر ہے اے واحد و یکتا تیرا
کون سی بزم میں روشن نہیں اِکّا تیرا

پھر نمایاں جو سرِ طور ہو جلوہ تیرا
آگ لینے کو چلے عاشقِ شیدا تیرا

خیرہ کرتا ہے نگاہوں کو اُجالا تیرا
کیجیے کون سی آنکھوں سے نظارہ تیرا

جلوۂ یار نرالا ہے یہ پردہ تیرا
کہ گلے مل کے بھی کھلتا نہیں ملنا تیرا

کیا خبر ہے کہ عَلَی الْعَرْش کے معنی کیا ہیں
کہ ہے عاشق کی طرح عرش بھی جویا تیرا

اَرِنِیْ گوئے سرِ طور سے پوچھے کوئی
کس طرح غش میں گراتا ہے تجلا تیرا

پار اُترتا ہے کوئی، غرق کوئی ہوتا ہے
کہیں پایاب کہیں جوش میں دریا تیرا

باغ میں پھول ہوا، شمع بنا محفل میں
جوشِ نیرنگ در آغوش ہے جلوہ تیرا

نئے انداز کی خلوت ہے یہ اے پردہ نشیں
آنکھیں مشتاق رہیں دل میں ہو جلوہ تیرا

شہ نشیں ٹوٹے ہوئے دل کو بنایا اُس نے
آہ اے دیدۂ مشتاق یہ لکھا تیرا

سات پردوں میں نظر اور نظر میں عالم
کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ معمّا تیرا

طُور کا ڈھیر ہوا غش میں پڑے ہیں موسیٰ
کیوں نہ ہو یار کہ جلوہ ہے یہ جلوہ تیرا

چار اضداد کی کس طرح گرہ باندھی ہے
ناخنِ عقل سے کھلتا نہیں عقدہ تیرا

دشتِ ایمن میں مجھے خاک نظر آئے گا
مجھ میں ہو کر نظر آتا نہیں جلوہ تیرا

ہر سحر نغمۂ مرغانِ نواسنج کا شور
گونجتا ہے ترے اوصاف سے صحرا تیرا

وحشیِ عشق سے کھلتا ہے تو اے پردۂ یار
کچھ نہ کچھ چاکِ گریباں سے ہے رشتہ تیرا

سچ ہے اِنسان کو کچھ کھو کے ملا کرتا ہے
آپ کو کھو کے تجھے پائے گا جویا تیرا

ہیں ترے نام سے آبادی و صحرا آباد
شہر میں ذکر ترا، دشت میں چرچا تیرا

برقِ دیدار ہی نے تو یہ قیامت توڑی
سب سے ہے اور کسی سے نہیں پردہ تیرا

آمدِ حشر سے اک عید ہے مشتاقوں کی
اسی پردے میں تو ہے جلوۂ زیبا تیرا

سارے عالم کو تو مشتاقِ تجلی پایا
پوچھنے جائیے اب کس سے ٹھکانا تیرا

طور پر جلوہ دکھایا ہے تمنائی کو
کون کہتا ہے کہ اپنوں سے ہے پردہ تیرا

کام دیتی ہیں یہاں دیکھیے کس کی آنکھیں
دیکھنے کو تو ہے مشتاق زمانہ تیرا

مے کدہ میں ہے ترانہ تو اذاں مسجد میں
وصف ہوتا ہے نئے رنگ سے ہر جا تیرا

چاک ہو جائیں گے دل جیب و گریباں کس کے
دے نہ چھپنے کی جگہ راز کو پردہ تیرا

بے نوا مفلس و محتاج و گدا کون کہ میں
صاحبِ جود و کرم، وصف ہے کس کا تیرا

آفریں اہلِ محبت کے دلوں کو اے دوست
ایک کوزے میں لیے بیٹھے ہیں دریا تیرا

اتنی نسبت بھی مجھے دونوں جہاں میں بس ہے
تو مرا مالک و مولیٰ ہے میں بندہ تیرا

اُنگلیاں کانوں میں دے دے کے سنا کرتے ہیں
خلوتِ دل میں عجب شور ہے برپا تیرا

اب جماتا ہے حسنؔ اُس کی گلی میں بستر
خوب رویوں کا جو محبوب ہے پیارا تیرا

جن و انسان و ملک کو ہے بھروسا تیرا

جن و اِنسان و ملک کو ہے بھروسا تیرا
سرورا مرجعِ کُل ہے درِ والا تیرا

واہ اے عطرِ خدا ساز مہکنا تیرا
خوب رو ملتے ہیں کپڑوں میں پسینہ تیرا

دَہر میں آٹھ پہر بٹتا ہے باڑا تیرا
وقف ہے مانگنے والوں پہ خزانہ تیرا

لا مکاں میں نظر آتا ہے اُجالا تیرا
دُور پہنچایا ترے حسن نے شہرہ تیرا

جلوۂ یار اِدھر بھی کوئی پھیرا تیرا
حسرتیں آٹھ پہر تکتی ہیں رستہ تیرا

یہ نہیں ہے کہ فقط ہے یہ مدینہ تیرا
تو ہے مختار، دو عالم پہ ہے قبضہ تیرا

کیا کہے وصف کوئی دشتِ مدینہ تیرا
پھول کی جانِ نزاکت میں ہے کانٹا تیرا

کس کے دامن میں چھپے کس کے قدم پہ لوٹے
تیرا سگ جائے کہاں چھوڑ کے ٹکڑا تیرا

خسروِ کون و مکاں اور تواضع ایسی
ہاتھ تکیہ ہے ترا، خاک بچھونا تیرا

خوب رویانِ جہاں تجھ پہ فدا ہوتے ہیں
وہ ہے اے ماہِ عرب حُسنِ دل آرا تیرا

دشتِ پُر ہول میں گھیرا ہے درندوں نے مجھے
اے مرے خضر اِدھر بھی کوئی پھیرا تیرا

بادشاہانِ جہاں بہر گدائی آئیں
دینے پر آئے اگر مانگنے والا تیرا

دشمن و دوست کے منہ پر ہے کشادہ یکساں
روئے آئینہ ہے مولیٰ درِ والا تیرا

پاؤں مجروح ہیں منزل ہے کڑی بوجھ بہت
آہ اگر ایسے میں پایا نہ سہارا تیرا

نیک اچھے ہیں کہ اعمال ہیں اُن کے اچھے
ہم بدوں کے لیے کافی ہے بھروسا تیرا

آفتوں میں ہے گرفتار غلامِ عجمی
اے عرب والے اِدھر بھی کوئی پھیرا تیرا

اُونچے اُونچوں کو ترے سامنے ساجد پایا
کس طرح سمجھے کوئی رُتبۂ اعلیٰ تیرا

خارِ صحرائے نبی پاؤں سے کیا کام تجھے
آ مِری جان مِرے دل میں ہے رستہ تیرا

کیوں نہ ہو ناز مجھے اپنے مقدر پہ کہ ہوں
سگ ترا، بندہ ترا، مانگنے والا تیرا

اچھے اچھے ہیں ترے در کی گدائی کرتے
اُونچے اُونچوں میں بٹا کرتا ہے صدقہ تیرا

بھیک بے مانگے فقیروں کو جہاں ملتی ہو
دونوں عالم میں وہ دروازہ ہے کس کا تیرا

کیوں تمنا مری مایوس ہو اے ابرِ کرم
سُوکھے دھانوں کا مددگار ہے چھینٹا تیرا

ہائے پھر خندۂ بے جا مرے لب پر آیا
ہائے پھر بھول گیا راتوں کا رونا تیرا

حشر کی پیاس سے کیا خوف گنہ گاروں کو
تشنہ کاموں کا خریدار ہے دریا تیرا

سوزنِ گم شدہ ملتی ہے تبسم سے ترے
شام کو صبح بناتا ہے اُجالا تیرا

صدق نے تجھ میں یہاں تک تو جگہ پائی ہے
کہہ نہیں سکتے اُلش کو بھی تو جھوٹا تیرا

خاص بندوں کے تصدق میں رہائی پائے
آخر اس کام کا تو ہے یہ نکما تیرا

بندِ غم کاٹ دیا کرتے ہیں تیرے اَبرو
پھیر دیتا ہے بلاؤں کو اشارہ تیرا

حشر کے روز ہنسائے گا خطاکاروں کو
میرے غمخوارِ دل شب میں یہ رونا تیرا

عملِ نیک کہاں نامۂ بدکاراں میں
ہے غلاموں کو بھروسا مرے آقا تیرا

بہرِ دیدار جھک آئے ہیں زمیں پر تارے
واہ اے جلوۂ دل دار چمکنا تیرا

اُونچی ہو کر نظر آتی ہے ہر اک شے چھوٹی
جا کے خورشید بنا چرخ پہ ذرّہ تیرا

اے مدینے کی ہوا دل مرا افسردہ ہے
سُوکھی کلیوں کو کھلا جاتا ہے جھونکا تیرا

میرے آقا تو ہیں وہ ابرِ کرم، سوزِ اَلم
ایک چھینٹے کا بھی ہو گا نہ یہ دُہرا تیرا

اب حسنؔ منقبتِ خواجۂ اجمیر سنا
طبع پُر جوش ہے رُکتا نہیں خامہ تیرا

منقبت حضرت خواجہ غریب نوازؒ

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

مئے سر جوش در آغوش ہے شیشہ تیرا
بے خودی چھائے نہ کیوں پی کے پیالہ تیرا

خفتگانِ شب غفلت کو جگا دیتا ہے
سالہا سال وہ راتوں کا نہ سونا تیرا

ہے تری ذات عجب بحرِ حقیقت پیارے
کسی تیراک نے پایا نہ کنارا تیرا

جورِ پامالیِ عالم سے اُسے کیا مطلب
خاک میں مل نہیں سکتا کبھی ذرہ تیرا

کس قدر جوشِ تحیّر کے عیاں ہیں آثار
نظر آیا مگر آئینے کو تلوا تیرا

گلشنِ ہند ہے شاداب کلیجے ٹھنڈے
واہ اے ابرِ کرم زور برسنا تیرا

کیا مہک ہے کہ معطر ہے دماغِ عالم
تختۂ گلشنِ فردوس ہے روضہ تیرا

تیرے ذرہ پہ معاصی کی گھٹا چھائی ہے
اس طرف بھی کبھی اے مہر ہو جلوہ تیرا

تجھ میں ہیں تربیتِ خضر کے پیدا آثار
بحر و بَر میں ہمیں ملتا ہے سہارا تیرا

پھر مجھے اپنا درِ پاک دکھا دے پیارے
آنکھیں پُر نور ہوں پھر دیکھ کے جلوہ تیرا

ظِلِّ حق غوث پہ، ہے غوث کا سایہ تجھ پر
سایہ گسترِ سرِ خدام پہ سایہ تیرا

تجھ کو بغداد سے حاصل ہوئی وہ شانِ رفیع
دنگ رہ جاتے ہیں سب دیکھ کے رُتبہ تیرا

کیوں نہ بغداد میں جاری ہو ترا چشمۂ فیض
بحرِ بغداد ہی کی نہر ہے دریا تیرا

کرسی ڈالی تری تختِ شہِ جیلاں کے حضور
کتنا اُونچا کیا اللہ نے پایا تیرا

رشک ہوتا ہے غلاموں کو کہیں آقا سے
کیوں کہوں رشک دہِ بدر ہے تلوا تیرا

بشر افضل ہیں ملک سے تری یوں مدح کروں
نہ ملک خاص بشر کرتے ہیں مُجرا تیرا

جب سے تو نے قدمِ غوث لیا ہے سر پر
اولیا سر پر قدم لیتے ہیں شاہا تیرا

محیِ دیں غوث ہیں اور خواجہ معین الدیں ہے
اے حسؔن کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا

آسماں گر ترے تلووں کا نظارہ کرتا

آسماں گر ترے تلووں کا نظارہ کرتا ❁ روز اک چاند تصدق میں اُتارا کرتا
طوفِ روضہ ہی پہ چکرائے تھے کچھ ناواقف ❁ میں تو آپے میں نہ تھا اور جو سجدہ کرتا
صَرصرِ دشتِ مدینہ جو کرم فرماتی ❁ کیوں میں افسردگیِ بخت کی پرواہ کرتا
چھپ گیا چاند نہ آئی ترے دیدار کی تاب ❁ اور اگر سامنے رہتا بھی تو سجدہ کرتا
یہ وہی ہیں کہ گرِ د آپ اور ان پر مچلو ❁ اُلٹی باتوں پہ کہو کون نہ سیدھا کرتا
ہم سے ذرّوں کی تو تقدیر ہی چمکا جاتا ❁ مہر فرما کے وہ جس راہ سے نکلا کرتا
دُھوم ذرّوں میں اناالشمس کی پڑ جاتی ہے ❁ جس طرف سے ہے گزر چاند ہمارا کرتا
آہ کیا خوب تھا گر حاضرِ در ہوتا میں ❁ اُن کے سایہ کے تلے چین سے سویا کرتا
شوق و آداب بہم گرمِ کشاکش رہتے ❁ عشقِ گم کردہ تواں عقل سے اُلجھا کرتا
آنکھ اُٹھتی تو میں جھنجھلا کے پلک سی لیتا ❁ دِل بگڑتا تو میں گھبرا کے سنبھالا کرتا
بے خودانہ کبھی سجدہ میں سوے در گرِتا ❁ جانبِ قبلہ کبھی چونک کے پلٹا کرتا
بام تک دل کو کبھی بالِ کبوتر دیتا ❁ خاک پر گر کے کبھی ہائے خدایا کرتا
گاہ مرہم نہیِ زخمِ جگر میں رہتا ❁ گاہ نشتر زنیِ خونِ تمنا کرتا
ہم رہِ مہر کبھی گردِ خطیرہ پھرتا ❁ سایہ کے ساتھ کبھی خاک پہ لوٹا کرتا
صحبتِ داغِ جگر سے کبھی جی بہلاتا ❁ اُلفتِ دست و گریباں کا تماشا کرتا
دلِ حیراں کو کبھی ذوقِ تپش پر لاتا ❁ تپشِ دل کو کبھی حوصلہ فرسا کرتا
کبھی خود اپنے تحیّر پہ میں حیراں رہتا ❁ کبھی خود اپنے سمجھنے کو نہ سمجھا کرتا

کبھی کہتا کہ یہ کیا بزم ہے کیسی ہے بہار ❁ کبھی اندازِ تجاہل سے میں توبہ کرتا
کبھی کہتا کہ یہ کیا جوشِ جنوں ہے ظالم ❁ کبھی پھر گر کے تڑپنے کی تمنا کرتا
ستھری ستھری وہ فضا دیکھ کے میں غرقِ گناہ ❁ اپنی آنکھوں میں خود اُس بزم میں کھٹکا کرتا
کبھی رحمت کے تصور میں ہنسی آجاتی ❁ پاسِ آداب کبھی ہونٹوں کو بخیہ کرتا
دل اگر رنجِ معاصی سے بگڑنے لگتا ❁ عفو کا ذکر سنا کر میں سنبھالا کرتا
یہ مزے خوبیٔ قسمت سے جو پائے ہوتے ❁ سخت دیوانہ تھا گر خلد کی پروا کرتا
موت اُس دن کو جو پھر نام وطن کا لیتا ❁ خاک اُس سر پہ جو اُس در سے کنارا کرتا

اے حسنؔ قصدِ مدینہ نہیں رونا ہے یہی
اور میں آپ سے کس بات کا شکوہ کرتا

عاصیوں کو در تمہارا مل گیا

عاصیوں کو دَر تمہارا مل گیا ❁ بے ٹھکانوں کو ٹھکانا مل گیا

فضلِ رب سے پھر کمی کس بات کی ❁ مل گیا سب کچھ جو طیبہ مل گیا

کشفِ رازِ مَنْ رَّاٰنِی (۱) یوں ہوا ❁ تم ملے تو حق تعالیٰ مل گیا

بے خودی ہے باعثِ کشفِ حجاب ❁ مل گیا ملنے کا رستہ مل گیا

اُن کے در نے سب سے مستغنی کیا ❁ بے طلب بے خواہش اِتنا مل گیا

ناخدائی کے لیے آئے حضور ❁ ڈوبتو نکلو سہارا مل گیا

دونوں عالم سے مجھے کیوں کھو دیا ❁ نفسِ خود مطلب تجھے کیا مل گیا

خلد کیسا کیا چمن کس کا وطن ❁ مجھ کو صحرائے مدینہ مل گیا

آنکھیں پُرنم ہوگئیں سر جھک گیا ❁ جب ترا نقشِ کفِ پا مل گیا

ہے محبت کس قدر نامِ خدا ❁ نامِ حق سے نامِ والا مل گیا

اُن کے طالب نے جو چاہا پا لیا ❁ اُن کے سائل نے جو مانگا مل گیا

تیرے دَر کے ٹکڑے ہیں اور میں غریب ❁ مجھ کو روزی کا ٹھکانا مل گیا

اے حسنؔ فردوس میں جائیں جناب ❁ ہم کو صحرائے مدینہ مل گیا

---

(۱) اس شعر میں حدیث مبارکہ کا عندالصوفیہ مشہور مضمون پیش کیا گیا ہے: مَن رَاٰنِی فَقَد رَاَ الحَق یعنی جس نے میری زیارت کی تحقیق اس نے حق تعالیٰ کی زیارت کی۔

دل مرا دنیا پہ شیدا ہو گیا

دل مرا دنیا پہ شیدا ہو گیا ❁ اے مرے اللہ یہ کیا ہو گیا
کچھ مرے بچنے کی صورت کیجیے ❁ اب تو جو ہونا تھا مولیٰ ہو گیا
عیب پوشِ خلق دامن سے ترے ❁ سب گنہ گاروں کا پردہ ہو گیا
رکھ دیا جب اُس نے پتھر پر قدم ❁ صاف اک آئینہ پیدا ہو گیا
دُور ہو مجھ سے جو اُن سے دُور ہے ❁ اُس پہ میں صدقے جو اُن کا ہو گیا
گرمیِ بازارِ مولیٰ بڑھ چلی ❁ نرخِ رحمت خوب سستا ہو گیا
دیکھ کر اُن کا فروغِ حسنِ پا ❁ مہر ذرّہ ، چاند تارا ہو گیا
رَبِّ سَلِّمْ وہ اِدھر کہنے لگے ❁ اُس طرف پار اپنا بیڑا ہو گیا
اُن کے جلووں میں ہیں یہ دلچسپیاں ❁ جو وہاں پہنچا وہیں کا ہو گیا
تیرے ٹکڑوں سے پلے دونوں جہاں ❁ سب کا اُس دَر سے گزارا ہو گیا
السلام اے ساکنانِ کوے دوست ❁ ہم بھی آتے ہیں جو ایما ہو گیا
اُن کے صدقے میں عذابوں سے چھٹے ❁ کام اپنا نام اُن کا ہو گیا
سر وہی جو اُن کے قدموں سے لگا ❁ دل وہی جو اُن پہ شیدا ہو گیا
حسنِ یوسف پر زلیخا مٹ گئیں ❁ آپ پر اللہ پیارا ہو گیا
اُس کو شیروں پر شرف حاصل ہوا ❁ آپ کے دَر کا جو کتا ہو گیا
زاہدوں کی خلد پر کیا دُھوم تھی ❁ کوئی جانے گھر یہ اُن کا ہو گیا
غول اُن کے عاصیوں کے آئے جب ❁ چھنٹ گئی سب بھیڑ رستہ ہو گیا
جا پڑا جو دشتِ طیبہ میں حسنؔ ❁ گلشنِ جنت گھر اُس کا ہو گیا

کہوں کیا حال زاہد گلشن طیبہ کی نزہت کا

کہوں کیا حال زاہد، گلشن طیبہ کی نزہت کا
کہ ہے خلد بریں چھوٹا سا ٹکڑا میری جنت کا

تعالیٰ اللہ شوکت تیرے نامِ پاک کی آقا
کہ اب تک عرشِ اعلیٰ کو ہے سکتہ تیری ہیبت کا

وکیل اپنا کیا ہے احمد مختار کو میں نے
نہ کیوں کر پھر رہائی میری منشا ہو عدالت کا

بلاتے ہیں اُسی کو جس کی بگڑی وہ بناتے ہیں
کمر بندھنا دیارِ طیبہ کو کھلنا ہے قسمت کا

کھلیں اسلام کی آنکھیں ہوا سارا جہاں روشن
عرب کے چاند صدقے کیا ہی کہنا تیری طلعت کا

نہ کر رُسوائے محشر، واسطہ محبوب کا یا ربّ
یہ مجرم دُور سے آیا ہے سن کر نام رحمت کا

مرادیں مانگنے سے پہلے ملتی ہیں مدینہ میں
ہجومِ جود نے روکا ہے بڑھنا دستِ حاجت کا

شب اسریٰ ترے جلوؤں نے کچھ ایسا سماں باندھا
کہ اب تک عرشِ اعظم منتظر ہے تیری رُخصت کا

یہاں کے ڈوبتے دم میں اُدھر جا کر اُبھرتے ہیں
کنارا ایک ہے بحرِ ندامت بحرِ رحمت کا

غنی ہے دل، بھرا ہے نعمت کونین سے دامن
گدا ہوں میں فقیر آستانِ خود بدولت کا

طوافِ روضۂ مولیٰ پہ ناواقف بگڑتے ہیں
عقیدہ اَور ہی کچھ ہے اَدب دانِ محبت کا

خزانِ غم سے رکھنا دُور مجھ کو اُس کے صدقے میں
جو گل اے باغباں ہے عطر تیرے باغِ صنعت کا

الٰہی بعدِ مردن پردہ ہائے حائل اُٹھ جائیں
اُجالا میرے مرقد میں ہو اُن کی شمعِ تربت کا

سنا ہے روزِ محشر آپ ہی کا منہ تکیں گے سب
یہاں پورا ہوا مطلب دلِ مشتاقِ رؤیت کا

وجودِ پاک باعث خِلقتِ مخلوق کا ٹھہرا
تمہاری شانِ وحدت سے ہوا اِظہار کثرت کا

ہمیں بھی یاد رکھنا ساکنانِ کوچۂ جاناں
سلامِ شوق پہنچے بے کسانِ دشتِ غربت کا

حسنؔ سرکارِ طیبہ کا عجب دربارِ عالی ہے
درِ دولت پہ اک میلہ لگا ہے اہلِ حاجت کا

تصور لطف دیتا ہے دہانِ پاکِ سرور کا

تصور لطف دیتا ہے دہانِ پاک سرور کا
بھرا آتا ہے پانی میرے منہ میں حوضِ کوثر کا

جو کچھ بھی وصف ہو اُن کے جمالِ ذرّہ پرور کا
مرے دیوان کا مطلع ہو مطلع مہرِ محشر کا

مجھے بھی دیکھنا ہے حوصلہ خورشید محشر کا
لیے جاؤں گا چھوٹا سا کوئی ذرّہ ترے دَر کا

جو اک گوشہ چمک جائے تمہارے ذرّۂ دَر کا
ابھی منہ دیکھتا رہ جائے آئینہ سکندر کا

اگر جلوہ نظر آئے کفِ پائے منور کا
ذرا سا منہ نکل آئے ابھی خورشید محشر کا

اگر دم بھر تصور کیجیے شانِ پیمبر کا
زباں پہ شور ہو بے ساختہ اللہ اکبر کا

اُجالا طور کا دیکھیں جمالِ جاں فزا دیکھیں
کلیم آ کر اُٹھا دیکھیں ذرا پردہ ترے دَر کا

دو عالم میہماں، تو میزباں، خوانِ کرم جاری
اِدھر بھی کوئی ٹکڑا میں بھی کتا ہوں ترے دَر کا

نہ گھر بیٹھے ملے جوہر صفا و خاکساری کے
مریدِ ذرّۂ طیبہ ہے آئینہ سکندر کا

اگر اُس خندۂ دنداں نما کا وصف موزوں ہو
ابھی لہرا چلے بحرِ سخن سے چشمہ گوہر کا

ترے دامن کا سایہ اور دامن کتنے پیارے ہیں
وہ سایہ دشتِ محشر کا یہ حامی دیدۂ تر کا

تمہارے کوچہ و مرقد کے زائر کو میسر ہے
نظارہ باغِ جنت کا ، تماشا عرشِ اکبر کا

گنہ گارانِ اُمت اُن کے دامن پر مچلتے ہوں
الٰہی چاک ہو جس دم گریباں صبحِ محشر کا

ملائک جن و اِنساں سب اِسی در کے سلامی ہیں
دو عالم میں ہے اک شہرہ مرے محتاج پرور کا

الٰہی تشنہ کامِ ہجر دیکھے دشتِ محشر میں
برسنا ابرِ رحمت کا ، چھلکنا حوضِ کوثر کا

زیارت میں کروں اور وہ شفاعت میری فرمائیں
مجھے ہنگامۂ عیدین یا رب دن ہو محشر کا

نصیب دوستاں اُن کی گلی میں گر سکونت ہو
مجھے ہو مغفرت کا سلسلہ ہر تار بستر کا

وہ گریہ اُستُنِ حَنّانہ کا آنکھوں میں پھرتا ہے
حضوری نے بڑھایا تھا جو پایہ اَوجِ منبر کا

ہمیشہ رہروانِ طیبہ کے زیرِ قدم آئے
الٰہی کچھ تو ہو اِعزاز میرے کاسۂ سر کا

سہارا کچھ نہ کچھ رکھتا ہے ہر فردِ بشر اپنا
کسی کو نیک کاموں کا حسنؔ کو اپنے یاوَر کا

مجرم ہیبت زدہ جب فردِ عصیاں لے چلا

مجرمِ ہیبت زدہ جب فردِ عصیاں لے چلا
لطفِ شہ تسکین دیتا پیشِ یزداں لے چلا

دل کے آئینہ میں جو تصویرِ جاناں لے چلا
محفلِ جنت کی آرائش کا ساماں لے چلا

رہروِ جنت کو طیبہ کا بیاباں لے چلا
دامنِ دل کھینچتا خارِ مغیلاں لے چلا

گل نہ ہو جائے چراغِ زینتِ گلشن کہیں
اپنے سر میں مَیں ہوائے دشتِ جاناں لے چلا

رُوئے عالم تاب نے بانٹا جو باڑا نور کا
ماہِ نو کشتی میں پیالا مہرِ تاباں لے چلا

گو نہیں رکھتے زمانے کی وہ دولت اپنے پاس
پَر زمانہ نعمتوں سے بھر کے داماں لے چلا

تیری ہیبت سے ملا تاجِ سلاطیں خاک میں
تیری رَحمت سے گدا تختِ سلیماں لے چلا

ایسی شوکت پر کہ اُڑتا ہے پھریرا عرش پر
جس گدا نے آرزو کی اُن کو مہماں لے چلا

دبدبہ کس سے بیاں ہو اُن کے نامِ پاک کا
شیر کے منہ سے سلامت جانِ سلماں لے چلا

صدقے اُس رحمت کے اُن کو روزِ محشر ہر طرف
ناشکیبا شورِ فریادِ اَسیراں لے چلا

ساز و سامانِ گدائے کوے سرور کیا کہوں
اُس کا منگتا سروری کے ساز و ساماں لے چلا

دو قدم بھی چل نہ سکتے ہم سرِ شمشیر تیز
ہاتھ پکڑے رَبِّ سَلِّمْ کا نگہباں لے چلا

دستگیرِ خستہ حالاں دست گیری کیجیے
پاؤں میں رعشہ ہے سر پر بارِ عصیاں لے چلا

وقتِ آخر نا اُمیدی میں وہ صورت دیکھ کر
دِل شکستہ دل کے ہر پارہ میں قرآں لے چلا

قیدیوں کی جنبشِ اَبرو سے بیڑی کاٹ دو
ورنہ جُرموں کا تسلسل سوے زنداں لے چلا

روزِ محشر شاد ہوں عاصی کہ پیشِ کبریا
رَحم اُن کو اُمَّتِی گویاں و گِریاں لے چلا

شکلِ شبنم راتوں کا رونا ترا ابرِ کرم
صبحِ محشر صورتِ گل ہم کو خنداں لے چلا

کشتگانِ ناز کی قسمت کے صدقے جایئے
اُن کو مقتل میں تماشاے شہیداں لے چلا

اخترِ اِسلام چمکا ، کفر کی ظلمت چھٹی
بدر میں جب وہ ہلالِ تیغِ بُرّاں لے چلا

بزمِ خوباں کو خدا نے پہلے دی آرائشیں
پھر مرے دُولہا کو سوے بزمِ خوباں لے چلا

اللہ اللہ صرصرِ طیبہ کی رنگ آمیزیاں
ہر بگولا نزہتِ سروِ گلستاں لے چلا

قطرہ قطرہ اُن کے گھر سے بحرِ عرفاں ہو گیا
ذرہ ذرہ اُن کے دَر سے مہرِ تاباں لے چلا

صبحِ محشر ہر ادائے عارضِ روشن میں وہ
شمعِ نور افشاں پے شامِ غریباں لے چلا

شافعِ روزِ قیامت کا ہوں اَدنیٰ امتی
پھر حسنؔ کیا غم اگر میں بارِ عصیاں لے چلا

قبلہ کا بھی کعبہ رُخِ نیکو نظر آیا

قبلہ کا بھی کعبہ رُخِ نیکو نظر آیا
کعبہ کا بھی قبلہ خمِ اَبرو نظر آیا

محشر میں کسی نے بھی مری بات نہ پوچھی
حامی نظر آیا تو بس اِک تو نظر آیا

پھر بندِ کشاکش میں گرفتار نہ دیکھے
جب معجزۂ جنبشِ اَبرو نظر آیا

اُس دل کے فدا جو ہے تری دید کا طالب
اُن آنکھوں کے قربان جنھیں تو نظر آیا

سلطان و گدا سب ہیں ترے دَر کے بھکاری
ہر ہاتھ میں دروازے کا بازو نظر آیا

سجدہ کو جھکا جائے براہیم میں کعبہ
جب قبلۂ کونین کا اَبرو نظر آیا

بازارِ قیامت میں جنھیں کوئی نہ پوچھے
ایسوں کا خریدار ہمیں تو نظر آیا

محشر میں گنہ گار کا پلّہ ہوا بھاری
پلّہ پہ جو وہ قرب ترازو نظر آیا

یا دیکھنے والا تھا ترا یا ترا جویا
جو ہم کو خدا بین و خدا جو نظر آیا

شل ہاتھ سلاطیں کے اُٹھے بہر گدائی
دروازہ ترا قوتِ بازو نظر آیا

یوسف سے حسیں اور تمنائے نظارہ
عالم میں نہ تم سا کوئی خوش رُو نظر آیا

فریادِ غریباں سے ہے محشر میں وہ بے چین
کوثر پہ تھا یا قرب ترازو نظر آیا

تکلیف اُٹھا کر بھی دعا مانگی عدو کی
خوش خلق نہ ایسا کوئی خوش خو نظر آیا

ظاہر ہیں حسنؔ احمد مختار کے معنی
کونین پہ سرکار کا قابو نظر آیا

ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا

ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا
یوسف کو ترا طالب دیدار بنایا

طلعت سے زمانے کو پُر انوار بنایا
نکہت سے گلی کوچوں کو گلزار بنایا

دیواروں کو آئینہ بناتے ہیں وہ جلوے
آئینوں کو جن جلوؤں نے دیوار بنایا

وہ جنس کیا جس نے جسے کوئی نہ پوچھے
اُس نے ہی مرا تجھ کو خریدار بنایا

اے نظم رسالت کے چمکتے ہوئے مقطع
تو نے ہی اُسے مطلعِ انوار بنایا

کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر
کونین کی خاطر تمھیں سرکار بنایا

کنجی تمھیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا مالک و مختار بنایا

اللہ کی رحمت ہے کہ ایسے کی یہ قسمت
عاصی کا تمھیں حامی و غم خوار بنایا

آئینۂ ذاتِ احدی آپ ہی ٹھہرے
وہ حسن دیا ایسا طرح دار بنایا

انوارِ تجلّی سے وہ کچھ حیرتیں چھائیں
سب آئینوں کو پشت بدیوار بنایا

عالم کے سلاطین بھکاری ہیں بھکاری
سرکار بنایا تمھیں سرکار بنایا

گلزار کو آئینہ کیا منہ کی چمک نے
آئینہ کو رُخسار نے گل زار بنایا

یہ لذتِ پابوس کہ پتھر نے جگر میں
نقشِ قدمِ سید ابرار بنایا

خدام تو بندے ہیں ترے حسنِ خلق نے
پیارے تجھے بدخواہ کا غم خوار بنایا

بے پردہ وہ جب خاک نشینوں میں نکل آئے
ہر ذرّہ کو خورشیدِ پُر انوار بنایا

اے ماہِ عرب مہرِ عجم میں ترے صدقے
ظلمت نے مرے دن کو شب تار بنایا

للہ کرم میرے بھی ویرانۂ دل پر
صحرا کو ترے حسن نے گلزار بنایا

اللہ تعالیٰ بھی ہوا اُس کا طرف دار
سرکار تمھیں جس نے طرفدار بنایا

گلزارِ جناں تیرے لیے حق نے بنائے
اپنے لیے تیرا گل رُخسار بنایا

بے یار و مددگار جنھیں کوئی نہ پوچھے
ایسوں کا تجھے یار و مددگار بنایا

ہر بات بداعمالیوں سے میں نے بگاڑی
اور تم نے مری بگڑی کو ہر بار بنایا

ان کے دُرِ دنداں کا وہ صدقہ تھا کہ جس نے
ہر قطرۂ نیساں دُرِ شہوار بنایا

اُس جلوۂ رنگیں کا تصدق تھا کہ جس نے
فردوس کے ہر تختہ کو گلزار بنایا

اُس رُوحِ مجسم کے تبرک نے مسیحا
جاں بخش تمھیں یوں دمِ گفتار بنایا

اُس چہرۂ پُر نور کی وہ بھیک تھی جس نے
مہر و مہ و انجم کو پُر انوار بنایا

اُن ہاتھوں کا جلوہ تھا یہ اے حضرتِ موسیٰ
جس نے یدِ بیضا کو ضیا بار بنایا

اُن کے لبِ رنگیں کی نچھاور تھی وہ جس نے
پتھر میں حسنؔ لعلِ پُر انوار بنایا

تمہارا نام مصیبت میں جب لیا ہو گا

تمہارا نام مصیبت میں جب لیا ہو گا ❁ ہمارا بگڑا ہوا کام بن گیا ہو گا
گناہگار پہ جب لطف آپ کا ہو گا ❁ کیا بغیر کیا ، بے کیا کیا ہو گا
خدا کا لطف ہوا ہو گا دستگیر ضرور ❁ جو گرتے گرتے ترا نام لے لیا ہو گا
دکھائی جائے گی محشر میں شانِ محبوبی ❁ کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہا ہو گا
خدائے پاک کی چاہیں گے اگلے پچھلے خوشی ❁ خدائے پاک خوشی اُن کی چاہتا ہو گا
کسی کے پاؤں کی بیڑی یہ کاٹتے ہوں گے ❁ کوئی اسیرِ غم اُن کو پکارتا ہو گا
کسی طرف سے صدا آئے گی حضور آؤ ❁ نہیں تو دَم میں غریبوں کا فیصلہ ہو گا
کسی کے پلّہ پہ یہ ہوں گے وقتِ وزنِ عمل ❁ کوئی اُمید سے منہ اُن کا تک رہا ہو گا
کوئی کہے گا دہائی ہے یَا رَسُوْلَ اللہ ❁ تو کوئی تھام کے دامن مچل گیا ہو گا
کسی کو لے کے چلیں گے فرشتے سوئے جحیم ❁ وہ اُن کا راستہ پھِر پھِر کے دیکھتا ہو گا
شکستہ پا ہوں مرے حال کی خبر کر دو ❁ کوئی کسی سے یہ رو رو کے کہہ رہا ہو گا
خدا کے واسطے جلد اُن سے عرضِ حال کرو ❁ کسے خبر ہے کہ دَم بھر میں ہائے کیا ہو گیا
پکڑ کے ہاتھ کوئی حالِ دل سنائے گا ❁ تو رو کے قدموں سے کوئی لپٹ گیا ہو گا
زبان سُوکھی دِکھا کر کوئی لبِ کوثر ❁ جنابِ پاک کے قدموں پہ گر گیا ہو گا
نشانِ خسروِ دیں دُور کے غلاموں کو ❁ لِوائے حمد کا پرچم بتا رہا ہو گا

کوئی قریب ترازو کوئی لبِ کوثر ❁ کوئی صراط پر اُن کو پکارتا ہو گا
یہ بے قرار کرے گی صدا غریبوں کی ❁ مقدس آنکھوں سے تار اشک کا بندھا ہوگا
وہ پاک دل کہ نہیں جس کو اپنا اندیشہ ❁ ہجومِ فکر و تردد میں گھر گیا ہو گا
ہزار جان فدا نرم نرم پاؤں سے ❁ پکار سن کے اَسیروں کی دوڑتا ہو گا
عزیز بچہ کو ماں جس طرح تلاش کرے ❁ خدا گواہ یہی حال آپ کا ہو گا
خدائی بھر اِنھیں ہاتھوں کو دیکھتی ہو گی ❁ زمانہ بھر اِنھیں قدموں پہ لوٹتا ہو گا
بنی ہے دَم پہ دُہائی ہے تاج والے کی ❁ یہ غل، یہ شور، یہ ہنگامہ، جابجا ہو گا
مقام فاصلوں پر کام مختلف اِتنے ❁ وہ دن ظہورِ کمالِ حضور کا ہو گا
کہیں گے اور نبی اِذھَبُوْاِلٰی غَیرِی ❁ مرے حضور کے لب پر اَنَا لَھَا ہوگا
دُعاے اُمتِ بدکار وردِ لب ہو گی ❁ خدا کے سامنے سجدہ میں سر جھکا ہو گا
غلام اُن کی عنایت سے چین میں ہونگے ❁ عدو حضور کا آفت میں مبتلا ہو گا
میں اُن کے دَر کا بھکاری ہوں فضلِ مولیٰ سے ❁ حسنؔ فقیر کا جنت میں بسترا ہو گا

یہ اِکرام ہے مصطفٰے پر خدا کا

یہ اکرام ہے مصطفٰے پر خدا کا ❁ کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفٰے کا
یہ بیٹھا ہے سکہ تمہاری عطا کا ❁ کبھی ہاتھ اُٹھنے نہ پایا گدا کا
چمکتا ہوا چاند ثور و حرا کا ❁ اُجالا ہوا بُرج عرشِ خدا کا
لحد میں عمل ہو نہ دیوِ بلا کا ❁ جو تعویذ میں نقش ہو نقشِ پا کا
جو بندہ خدا کا وہ بندہ تمہارا ❁ جو بندہ تمہارا وہ بندہ خدا کا
مرے گیسوؤں والے میں تیرے صدقے ❁ کہ سر پر ہجومِ بلا ہے بلا کا
ترے زیرِ پا مسندِ ملکِ یزداں ❁ ترے فرق پر تاجِ مُلکِ خدا کا
سہارا دیا جب مرے ناخدا نے ❁ ہوئی ناؤ سیدھی پھرا رُخ ہوا کا
کیا ایسا قادر قضا و قدر نے ❁ کہ قدرت میں ہے پھیر دینا قضا کا
اگر زیرِ دیوارِ سرکار بیٹھوں ❁ مرے سر پہ سایہ ہو فضلِ خدا کا
ادب سے لیا تاجِ شاہی نے سر پر ❁ یہ پایا ہے سرکار کے نقشِ پا کا
خدا کرنا ہوتا جو تحتِ مشیت ❁ خدا ہو کر آتا یہ بندہ خدا کا
اَذاں کیا جہاں دیکھو ایمان والو ❁ پسِ ذکرِ حق ذکر ہے مصطفٰے کا
کہ پہلے زباں حمد سے پاک ہو لے ❁ تو پھر نام لے وہ حبیبِ خدا کا
یہ ہے تیرے ایمائے اَبرو کا صدقہ ❁ ہدف ہے اَثر اپنے تیرِ دُعا کا

ترا نام لے کر جو مانگے وہ پائے ❁ ترا نام لیوا ہے پیارا خدا کا
نہ کیوں کر ہو اُس ہاتھ میں سب خدائی ❁ کہ یہ ہاتھ تو ہاتھ ہے کبریا کا
جو صحرائے طیبہ کا صدقہ نہ ملتا ❁ کھلاتا ہی تو پھول جھونکا صبا کا
عجب کیا نہیں گر سراپا کا سایہ ❁ سراپا سراپا ہے سایہ خدا کا
خدا مدح خواں ہے خدا مدح خواں ہے ❁ مرے مصطفےٰ کا مرے مصطفےٰ کا
خدا کا وہ طالب خدا اُس کا طالب ❁ خدا اُس کا پیارا وہ پیارا خدا کا
جہاں ہاتھ پھیلا دے منگتا بھکاری ❁ وہی در ہے داتا کی دولت سرا کا
ترے رُتبہ میں جس نے چون وچرا کی ❁ نہ سمجھا وہ بدبخت رُتبہ خدا کا
ترے پاؤں نے سربلندی وہ پائی ❁ بنا تاجِ سر عرشِ ربِّ عُلا کا
کسی کے جگر میں تو سر پر کسی کے ❁ عجب مرتبہ ہے ترے نقشِ پا کا
ترا دردِ الفت جو دل کی دوا ہو ❁ وہ بے درد ہے نام لے جو دوا کا
ترے بابِ عالی کے قربان جاؤں ❁ یہ ہے دوسرا نام عرشِ خدا کا
چلے آؤ مجھ جاں بلب کے سرھانے ❁ کہ سب دیکھ لیں پھر کے جانا قضا کا
بھلا ہے حسنؔ کا جنابِ رضا سے ❁ بھلا ہو الٰہی جنابِ رضا کا

سرِ صبحِ سعادت نے گریباں سے نکالا

سرِ صبحِ سعادت نے گریباں سے نکالا
ظلمت کو ملا عالمِ اِمکاں سے نکالا

پیدائشِ محبوب کی شادی میں خدا نے
مدت کے گرفتاروں کو زِنداں سے نکالا

رحمت کا خزانہ پۓ تقسیم گدایاں
اللہ نے تہ خانۂ پنہاں سے نکالا

خوشبو نے عنادِل سے چھڑائے چمن و گل
جلوے نے پتنگوں کو شبستاں سے نکالا

ہے حسنِ گلوے مہِ بطحا سے یہ روشن
اب مہر نے سر اُن کے گریباں سے نکالا

پردہ جو ترے جلوۂ رنگیں نے اُٹھایا
صَرصَر کا عمل صحنِ گلستاں سے نکالا

اُس ماہ نے جب مہر سے کی جلوہ نمائی
تاریکیوں کو شامِ غریباں سے نکالا

اے مہرِ کرم تیری تجلی کی اَدا نے
ذرّوں کو بلاۓ شبِ ہجراں سے نکالا

صدقے ترے اے مردمکِ دیدۂ یعقوب
یوسفؔ کو تری چاہ نے کنعاں سے نکالا

ہم ڈوبنے ہی کو تھے کہ آقا کی مدد نے
گرداب سے کھینچا ہمیں طوفاں سے نکالا

اُمت کے کلیجے کی خلش تم نے مٹائی
ٹوٹے ہوئے نشتر کو رگِ جاں سے نکالا

اِن ہاتھوں کے قربان کہ اِن ہاتھوں سے تم نے
خارِ رہِ غم پائے غریباں سے نکالا

اَرمان زدوں کی ہیں تمنائیں بھی پیاری
اَرمان نکالا تو کس ارماں سے نکالا

یہ گردنِ پُر نور کا پھیلا ہے اُجالا
یا صبح نے سر اُن کے گریباں سے نکالا

گلزارِ براہیم کیا نار کو جس نے
اُس نے ہی ہمیں آتشِ سوزاں سے نکالا

دینی تھی جو عالم کے حسینوں کو ملاحت
تھوڑا سا نمک اُن کے نمکداں سے نکالا

قرآں کے حواشی پہ جَلالَیــــــن لکھی ہے
مضموں یہ خطِ عارضِ جاناں سے نکالا

قربان ہوا بندگی پہ لُطفِ رہائی
یوں بندہ بنا کر ہمیں زِنداں سے نکالا

اے آہ مرے دل کی لگی اور نہ بجھتی
کیوں تو نے دُھواں سینۂ سوزاں سے نکالا

مدفن نہیں پھینک آئیں گے احباب گڑھے میں
تابوت اگر کوچۂ جاناں سے نکالا

کیوں شور ہے، کیا حشر کا ہنگامہ بپا ہے
یا تم نے قدم گورِ غریباں سے نکالا

لاکھوں ترے صدقے میں کہیں گے دمِ محشر
زنداں سے نکالا ہمیں زنداں سے نکالا

جو بات لبِ حضرتِ عیسیٰ نے دکھائی
وہ کام یہاں جنبشِ داماں سے نکالا

منہ مانگی مرادوں سے بھری جیب دو عالم
جب دستِ کرم آپ نے داماں سے نکالا

کانٹا غمِ عقبیٰ کا حسنؔ اپنے جگر سے
اُمت نے خیالِ سرِ مژگاں سے نکالا

اگر قسمت سے میں اُن کی گلی میں خاک ہو جاتا

اگر قِسمت سے میں اُن کی گلی میں خاک ہو جاتا
غمِ کونین کا سارا بکھیڑا پاک ہو جاتا

جو اے گل جامۂ ہستی تری پوشاک ہو جاتا
تو خارِ نیستی سے کیوں اُلجھ کر چاک ہو جاتا

جو وہ ابرِ کرم پھر آبروے خاک ہو جاتا
تو اُس کے دو ہی چھینٹوں میں زمانہ پاک ہو جاتا

ہواے دامنِ رنگیں جو ویرانے میں آ جاتی
لباسِ گل میں ظاہر ہر خس و خاشاک ہو جاتا

لبِ جاں بخش کی قربت حیاتِ جاوداں دیتی
اگر ڈورا نفس کا ریشۂ مسواک ہو جاتا

ہوا دل سوختوں کو چاہیے تھی اُن کے دامن کی
الٰہی صبحِ محشر کا گریباں چاک ہو جاتا

اگر دو بوند پانی چشمۂ رحمت سے مل جاتا
مری ناپاکیوں کے میل دُھلتے پاک ہو جاتا

اگر پیوند ملبوسِ پیمبر کے نظر آتے
ترا اے حُلّۂ شاہی کلیجہ چاک ہو جاتا

جو وہ گل سونگھ لیتا پھول مرجھایا ہوا بلبل
بہارِ تازگی میں سب چمن کی ناک ہو جاتا

چمک جاتا مقدر جب دُرِ دنداں کی طلعت سے
نہ کیوں رشتہ گہر کا ریشۂ مسواک ہو جاتا

عدو کی آنکھ بھی محشر میں حسرت سے نہ منہ تکتی
اگر تیرا کرم کچھ اے نگاہِ پاک ہو جاتا

بہارِ تازہ رہتیں کیوں خزاں میں دھجیاں اُڑتیں
لباسِ گل جو اُن کی ملگجی پوشاک ہو جاتا

کماندارِ نبوت قادر اندازی میں یکتا ہیں
دو عالم کیوں نہ اُن کا بستۂ فتراک ہو جاتا

نہ ہوتی شاق گر دَر کی جدائی تیرے ذرّہ کو
قمر اِک اَور بھی روشن سرِ افلاک ہو جاتا

تری رحمت کے قبضہ میں ہے پیارے قلبِ ماہیت
مرے حق میں نہ کیوں زہرِ گنہ تریاک ہو جاتا

خدا تارِ رگِ جاں کی اگر عزت بڑھا دیتا
شراکِ نعلِ پاکِ سیدِ لولاک ہو جاتا

تجلی گاہِ جاناں تک اُجالے سے پہنچ جاتے
جو تو اے توسنِ عمرِ رواں چالاک ہو جاتا

اگر تیری بھرن اے ابرِ رحمت کچھ کرم کرتی
ہمارا چشمۂ ہستی اُبل کر پاک ہو جاتا

حسنؔ اہلِ نظر عزت سے آنکھوں میں جگہ دیتے
اگر یہ مشتِ خاک اُن کی گلی کی خاک ہو جاتا

دشمن ہے گلے کا ہار آقا

دشمن ہے گلے کا ہار آقا ❁ لٹتی ہے مری بہار آقا
تم دل کے لیے قرار آقا ❁ تم راحتِ جانِ زار آقا
تم عرش کے تاجدار مولیٰ ❁ تم فرش کے با وقار آقا
دامن دامن ہوائے دامن ❁ گلشن گلشن بہار آقا
بندے ہیں گنہگار بندے ❁ آقا ہیں کرم شعار آقا
اِس شان کے ہم نے کیا کسی نے ❁ دیکھے نہیں زینہار آقا
بندوں کا اَلم نے دل دُکھایا ❁ اَور ہو گئے بے قرار آقا
آرام سے سوئیں ہم کمینے ❁ جاگا کریں با وقار آقا
ایسا تو کہیں سنا نہ دیکھا ❁ بندوں کا اُٹھائیں بار آقا
جن کی کوئی بات تک نہ پوچھے ❁ اُن پر تمھیں آئے پیار آقا
پاکیزہ دلوں کی زینت ایمان ❁ ایمان کے تم سنگار آقا
صدقہ جو بٹے کہیں سلاطیں ❁ ہم بھی ہیں اُمیدوار آقا
چکرا گئی ناؤ بے کسوں کی! ❁ آنا مرے غمگسار آقا
اللہ نے تم کو دے دیا ہے ❁ ہر چیز کا اختیار آقا
ہے خاک پہ نقشِ پا تمہارا ❁ آئینہ بے غبار آقا
عالم میں ہیں سب بنی کے ساتھی ❁ بگڑی کے تمھیں ہو یار آقا
سرکار کے تاجدار بندے ❁ سرکار ہیں تاجدار آقا
دے بھیک اگر جمالِ رنگیں ❁ جنت ہو مرا مزار آقا
آنکھوں کے کھنڈر بھی اب بسا دو ❁ دل کا تو ہوا وقار آقا

ایماں کی تاک میں ہے دشمن ❁ آؤ دمِ احتضار آقا
ہو شمعِ شبِ سیاہ بختاں ❁ تیرا رُخِ نور بار آقا
تو رحمتِ بے حساب کو دیکھ ❁ جُرموں کا نہ لے شمار آقا
دیدار کی بھیک کب بٹے گی ❁ منگتا ہے اُمیدار آقا
بندوں کی ہنسی خوشی میں گزرے ❁ اِس غم میں ہوں اشکبار آقا
آتی ہے مدد بَلا سے پہلے ❁ کرتے نہیں انتظار آقا
سایہ میں تمہارے دونوں عالم ❁ تم سایۂ کردگار آقا
جب فوجِ اَلم کرے چڑھائی ❁ ہو اَوجِ کرم حصار آقا
ہر ملکِ خدا کے سچے مالک ❁ ہر ملک کے شہر یار آقا
مانا کہ میں ہوں ذلیل بندہ ❁ آقا تو ہے با وقار آقا
ٹوٹے ہوئے دل کو دو سہارا ❁ اَب غم کی نہیں سہار آقا
ملتی ہے تمھیں سے داد دل کی ❁ سنتے ہو تمھیں پکار آقا
تیری عظمت وہ ہے کہ تیرا ❁ اللہ کرے وقار آقا
اللہ کے لاکھوں کارخانے ❁ سب کا تمھیں اختیار آقا
کیا بات تمہارے نقشِ پا کی ❁ ہے تاجِ سرِ وقار آقا
خود بھیک دو خود کہو بھلا ہو ❁ اِس دَین کے میں نثار آقا
وہ شکل ہے واہ وا تمہاری ❁ اللہ کو آئے پیار آقا
جو مجھ سے مجھے چھپائے رکھے ❁ وہ جلوہ کر آشکار آقا
جو کہتے ہیں بے زباں تمہارے ❁ گونگوں کی سنو پکار آقا
وہ دیکھ لے کربلا میں جس نے ❁ دیکھے نہ ہو جاں نثار آقا
آرام سے شش جہت میں گزرے ❁ غم دل سے نہ ہو دو چار آقا
ہو جانِ حسنؔ نثار تجھ پر ❁ ہو جاؤں ترے نثار آقا

واہ کیا مرتبہ ہوا تیرا

واہ کیا مرتبہ ہوا تیرا ❁ تو خدا کا خدا ہوا تیرا
تاج والے ہوں اِس میں یا محتاج ❁ سب نے پایا دیا ہوا تیرا
ہاتھ خالی کوئی پھرا نہ پھرے ❁ ہے خزانہ بھرا ہوا تیرا
آج سنتے ہیں سننے والے کل ❁ دیکھ لیں گے کہا ہوا تیرا
اِسے تو جانے یا خدا جانے ❁ پیش حق رُتبہ کیا ہوا تیرا
گھر ہیں سب بند دَر ہیں سب تیغ ❁ ایک دَر ہے کھلا ہوا تیرا
کام توہین سے ہے نجدی کو ❁ تو ہوا یا خدا ہوا تیرا
تاجداروں کا تاجدار بنا ❁ بن گیا جو گدا ہوا تیرا
اور میں کیا لکھوں خدا کی حمد ❁ حمد اُسے وہ خدا ہوا تیرا
جو ترا ہو گیا خدا کا ہوا ❁ جو خدا کا ہوا ہوا تیرا
حوصلے کیوں گھٹیں غریبوں کے ❁ ہے اِرادہ بڑھا ہوا تیرا
ذات بھی تیری انتخاب ہوئی ❁ نام بھی مصطفےٰ ہوا تیرا
جسے تو نے دیا خدا نے دیا ❁ دَین رب کا دیا ہوا تیرا
ایک عالم خدا کا طالب ہے ❁ اور طالب خدا ہوا تیرا
بزمِ اِمکاں ترے نصیب کھلے ❁ کہ وہ دُولھا بنا ہوا تیرا
میری طاعت سے میرے جرم فزوں ❁ لطف سب سے بڑھا ہوا تیرا

خوفِ وزنِ عمل کسے ہو کہ ہے ❁ دل مدد پر تُلا ہوا تیرا
کام بگڑے ہوئے بنا دینا ❁ کام کس کا ہوا ہوا تیرا
ہر اَدا دل نشیں بنی تیری ❁ ہر سخن جاں فزا ہوا تیرا
آشکارا کمالِ شانِ حضور ❁ پھر بھی جلوہ چھپا ہوا تیرا
پردہ دارِ اَدا ہزار حجاب ❁ پھر بھی پردہ اُٹھا ہوا تیرا
بزمِ دنیا میں بزمِ محشر میں ❁ نام کس کا ہوا ہوا تیرا
مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَ الْحَقّ ❁ حُسن یہ حق نما ہوا تیرا
بارِ عصیاں سروں سے پھینکے گا ❁ پیش حق سر جھکا ہوا تیرا
یمِ جودِ حضور پیاسا ہوں ❁ یم گھٹا سے بڑھا ہوا تیرا
وصلِ وحدت پھر اُس پہ یہ خلوت ❁ تجھ سے سایہ جدا ہوا تیرا
صنعِ خالق کے جتنے خاکے ہیں ❁ رنگ سب میں بھرا ہوا تیرا
ارضِ طیبہ قُدومِ والا سے ❁ ذرّہ ذرّہ سما ہوا تیرا
اے جناں میرے گل کے صدقے میں ❁ تختہ تختہ بسا ہوا تیرا
اے فلک مہرِ حق کے باڑے سے ❁ کاسہ کاسہ بھرا ہوا تیرا
اے چمن بھیک ہے تبسم کی ❁ غنچہ غنچہ کِھلا ہوا تیرا
ایسی شوکت کے تاجدار کہاں ❁ تخت تختِ خدا ہوا تیرا
اِس جلالت کے شہر یار کہاں ❁ مِلک مُلکِ خدا ہوا تیرا
اِس وجاہت کے بادشاہ کہاں ❁ حکم حکمِ خدا ہوا تیرا
خلق کہتی ہے لامکاں جس کو ❁ شہ نشیں ہے سجا ہوا تیرا
زیست وہ ہے کہ حُسنِ یار رہے ❁ دل میں عالم بسا ہوا تیرا
موت وہ ہے کہ ذکرِ دوست رہے ❁ لب پہ نقشہ جما ہوا تیرا
ہوں زمیں والے یا فلک والے ❁ سب کو صدقہ عطا ہوا تیرا

ہر گھڑی گھر سے بھیک کی تقسیم ❁ رات دن دَر کھلا ہوا تیرا

نہ کوئی دوسَرا میں تجھ سا ہے ❁ نہ کوئی دُوسرا ہوا تیرا

سوکھے گھاٹوں مرا اُتار ہو کیوں ❁ کہ ہے دریا چڑھا ہوا تیرا

سوکھے دھانوں کی بھی خبر لے لے ❁ کہ ہے بادل گھرا ہوا تیرا

مجھ سے کیا لے سکے عدو ایماں ❁ اور وہ بھی دیا ہوا تیرا

لے خبر ہم تباہ کاروں کی ❁ قافلہ ہے لٹا ہوا تیرا

مجھے وہ درد دے خدا کہ رہے ❁ ہاتھ دل پہ دَھرا ہوا تیرا

تیرے سر کو ترا خدا جانے ❁ تاجِ سر نقشِ پا ہوا تیرا

بگڑی باتوں کی فکر کر نہ حسنؔ
کام سب ہے بنا ہوا تیرا

معطی مطلب تمہارا ہر اشارہ ہو گیا

معطی مطلب تمہارا ہر اشارہ ہو گیا
جب اشارہ ہو گیا مطلب ہمارا ہو گیا

ڈوبتوں کا یا نبی کہتے ہی بیڑا پار تھا
غم کنارے ہو گئے پیدا کنارا ہو گیا

تیری طلعت سے زمیں کے ذرّے مہ پارے بنے
تیری ہیبت سے فلک کا مہ دوپارا ہو گیا

اللہ اللہ محو حُسنِ روے جاناں کے نصیب
بند کر لیں جس گھڑی آنکھیں نظارا ہو گیا

یوں تو سب پیدا ہوئے ہیں آپ ہی کے واسطے
قسمت اُس کی ہے جسے کہہ دو ہمارا ہو گیا

تیرگی باطل کی چھائی تھی جہاں تاریک تھا
اُٹھ گیا پردہ ترا حق آشکارا ہو گیا

کیوں نہ دم دیں مرنے والے مرگِ عشقِ پاک پر
جان دی اور زندگانی کا سہارا ہو گیا

نام تیرا، ذکر تیرا، تو، ترا پیارا خیال
ناتوانوں بے سہاروں کا سہارا ہو گیا

ذرّۂ کوے حبیب، اللہ رے تیرے نصیب
پاؤں پڑ کر عرش کی آنکھوں کا تارا ہو گیا

تیرے صانع سے کوئی پوچھے ترا حُسن و جمال
خود بنایا اور بنا کر خود ہی پیارا ہو گیا

ہم کمینوں کا اُنھیں آرام تھا اِتنا پسند
غم خوشی سے دُکھ بتہِ دل سے گوارا ہو گیا

کیوں نہ ہو تم مالکِ مُلکِ خدا مِلکِ خدا
سب تمہارا ہے خدا ہی جب تمہارا ہو گیا

روزِ محشر کے اَلم کا دشمنوں کو خوف ہو
دُکھ ہمارا آپ کو کس دن گوارا ہو گیا

جو ازل میں تھی وہی طلعت وہی تنویر ہے
آئینہ سے یہ ہوا جلوہ دوبارا ہو گیا

تو نے ہی تو مصر میں یوسف کو یوسف کر دیا
تو ہی تو یعقوب کی آنکھوں کا تارا ہو گیا

ہم بھکاری کیا ہماری بھیک کس گنتی میں ہے
تیرے دَر سے بادشاہوں کا گزارا ہو گیا

اے حسنؔ قربان جاؤں اُس جمالِ پاک پر
سینکڑوں پردوں میں رہ کر عالم آرا ہو گیا

منقبت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا
ہے یارِ غارِ محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

الٰہی رحم فرما خادمِ صدیق اکبر ہوں
تری رحمت کے صدقے واسطہ صدیق اکبر کا

رُسل اور انبیا کے بعد جو افضل ہو عالم سے
یہ عالم میں ہے کس کا مرتبہ صدیق اکبر کا

گدا صدیق اکبر کا خدا سے فضل پاتا ہے
خدا کے فضل سے میں ہوں گدا صدیق اکبر کا

نبی کا اور خدا کا مدح گو صدیق اکبر ہے
نبی صدیق اکبر کا خدا صدیق اکبر کا

ضیا میں مہر عالم تاب کا یوں نام کب ہوتا
نہ ہوتا نام گر وجہِ ضیا صدیق اکبر کا

ضعیفی میں یہ قوت ہے ضعیفوں کو قوی کر دیں
سہارا لیں ضعیف و اَقویا صدیق اکبر کا

خدا اِکرام فرماتا ہے اَتْقٰی کہہ کے قرآں میں
کریں پھر کیوں نہ اِکرام اتقیا صدیق اکبر کا

منزلِ وہ کچھ ملی خاک سرِ کوے پیمبر سے
مصفّٰی آئینہ ہے نقشِ پا صدیق اکبر کا

ہوئے فاروق وعثمان وعلی جب داخلِ بیعت
بنا فخرِ سلاسل سلسلہ صدیق اکبر کا

مقامِ خوابِ راحت چین سے آرام کرنے کو
بنا پہلوے محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

علی ہیں اُس کے دشمن اور وہ دشمن علی کا ہے
جو دشمن عقل کا دشمن ہوا صدیق اکبر کا

لٹایا راہِ حق میں گھر کئی بار اس محبت سے
کہ لُٹ لُٹ کر حسنؔ گھر بن گیا صدیق اکبر کا

منقبت خلیفۂ دوم رضی اللہ عنہ

نہیں خوش بخت محتاجانِ عالم میں کوئی ہم سا
ملا تقدیر سے حاجت روا فاروقِ اعظم سا

ترا رشتہ بنا شیرازۂ جمعیتِ خاطر
پڑا تھا دفترِ دینِ کتاب اللہ برہم سا

مراد آئی مرادیں ملنے کی پیاری گھڑی آئی
ملا حاجت رَوا ہم کو درِ سلطانِ عالم سا

ترے جود و کرم کا کوئی اندازہ کرے کیوں کر
ترا اِک اِک گدا فیض و سخاوت میں ہے حاتم سا

خدارا مہر کر اے ذرہ پرور مہر نورانی
سیہ بختی سے ہے روزِ سیہ میرا شبِ غم سا

تمہارے دَر سے جھولی بھر مرادیں لے کے اُٹھیں گے
نہ کوئی بادشاہ تم سا نہ کوئی بے نوا ہم سا

فدا اے اُمِّ کلثوم آپ کی تقدیر یاوَر کے
علی بابا ہوا ، دُولھا ہوا فاروق اکرم سا

غضب میں دشمنوں کی جان ہے تیغِ سرافگن سے
خروجِ ورفض کے گھر میں نہ کیوں برپا ہو ماتم سا

شیاطیں مضمحل ہیں تیرے نامِ پاک کے ڈر سے
نکل جائے نہ کیوں رفّاض بد اطوار کا دم سا

منائیں عید جو ذی الحجہ میں تیری شہادت کی
الٰہی روز و ماہ و سن اُنھیں گزرے محرم سا

حسنؔ در عالمِ پستی سرِ رفعت اگر داری
بَیا فرقِ اِرادت بر درِ فاروقِ اعظم سا

منقبت خلیفۂ سوم رضی اللہ عنہ

اللہ سے کیا پیار ہے عثمانِ غنی کا
محبوبِ خدا یار ہے عثمانِ غنی کا

رنگین وہ رُخسار ہے عثمانِ غنی کا
بلبل گل گلزار ہے عثمانِ غنی کا

گرمی پہ یہ بازار ہے عثمانِ غنی کا
اللہ خریدار ہے عثمانِ غنی کا

کیا لعل شکر بار ہے عثمانِ غنی کا
قند ایک نمک خوار ہے عثمانِ غنی کا

سرکار عطا پاش ہے عثمانِ غنی کا
دربار دُرر بار ہے عثمانِ غنی کا

دل سوختو ہمت جگر اب ہوتے ہیں ٹھنڈے
وہ سایۂ دیوار ہے عثمانِ غنی کا

جو دل کو ضیا دے جو مقدر کو جلا دے
وہ جلوۂ دیدار ہے عثمانِ غنی کا

جس آئینہ میں نورِ الٰہی نظر آئے
وہ آئینہ رُخسار ہے عثمانِ غنی کا

سرکار سے پائیں گے مرادوں پہ مرادیں
دربار یہ دُر بار ہے عثمانِ غنی کا

آزاد، گرفتارِ بلائے دو جہاں ہے
آزاد، گرفتار ہے عثمانِ غنی کا

بیمار ہے جس کو نہیں آزارِ محبت
اچھا ہے جو بیمار ہے عثمانِ غنی کا

اللہ غنی حد نہیں اِنعام و عطا کی
وہ فیض پہ دربار ہے عثمانِ غنی کا

رُک جائیں مرے کام حسنؔ ہو نہیں سکتا
فیضان مددگار ہے عثمانِ غنی کا

منقبت خلیفۂ چہارم کرم اللہ وجہہ

اے حبِّ وطن ساتھ نہ یوں سوے نجف جا
ہم اور طرف جاتے ہیں تو اور طرف جا

چل ہند سے چل ہند سے چل ہند سے غافل!
اُٹھ سوے نجف سوے نجف سوے نجف جا

پھنستا ہے وبالوں میں عبث اخترِ طالع
سرکار سے پائے گا شرف بہرِ شرف جا

آنکھوں کو بھی محروم نہ رکھ حُسنِ ضیا سے
کی دل میں اگر اے مہِ بے داغ و کلف جا

اے کُلفتِ غم بندۂ مولیٰ سے نہ رکھ کام
بے فائدہ ہوتی ہے تری عمر تلف جا

اے طلعتِ شہ آ تجھے مولیٰ کی قسم آ
اے ظلمتِ دل جا تجھے اُس رُخ کا خلف جا

ہو جلوہ فزا صاحبِ قوسین کا نائب
ہاں تیرِ دعا بہرِ خدا سُوے ہدف جا

کیوں غرقِ اَلم ہے دُرِ مقصود سے منہ بھر
نیسانِ کرم کی طرف اے تشنہ صدف جا

جیلاں کے شرف حضرتِ مولیٰ کے خلف ہیں
اے نا خلف اُٹھ جانبِ تعظیمِ خلف جا

تفضیل کا جویا نہ ہو مولیٰ کی وِلا میں
یوں چھوڑ کے گوہر کو نہ تو بہر خذف جا

مولیٰ کی امامت سے محبت ہے تو غافل
اَربابِ جماعت کی نہ تو چھوڑ کے صف جا

کہہ دے کوئی گھیرا ہے بلاؤں نے حسنؔ کو
اے شیرِ خدا بہرِ مدد تیغ بکف جا

{ردیف باے تازی}

دردِ دل کر مجھے عطا یا رب

دردِ دل کر مجھے عطا یا رب ❁ دے مرے درد کی دوا یا رب
لاج رکھ لے گناہ گاروں کی ❁ نام رحمٰن ہے ترا یا رب
عیب میرے نہ کھول محشر میں ❁ نام ستار ہے ترا یا رب
بے سبب بخش دے نہ پوچھ عمل ❁ نام غفار ہے ترا یا رب
زخم گہرا سا تیغِ اُلفت کا ❁ مرے دل کو بھی کر عطا یا رب
یوں گموں میں کہ تجھ سے مل جاؤں ❁ یوں گما اِس طرح ملا یا رب
بھول کر بھی نہ آئے یاد اپنی ❁ میرے دل سے مجھے بھلا یا رب
خاک کر اپنے آستانے کی ❁ یوں ہمیں خاک میں ملا یا رب
میری آنکھیں مرے لیے ترسیں ❁ مجھ سے ایسا مجھے چھپا یا رب
ٹیس کم ہو نہ دردِ اُلفت کی ❁ دل تڑپتا رہے مرا یا رب
نہ بھریں زخمِ دل ہرے ہو کر ❁ رہے گلشن ہرا بھرا یا رب
تیری جانب یہ مُشتِ خاک اُڑے ❁ بھیج ایسی کوئی ہوا یا رب
سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ ❁ تو نے جب سے سنا دیا یا رب
آسرا ہم گناہ گاروں کا ❁ اور مضبوط ہو گیا یا رب
ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِی بِیْ ❁ میرے ہر دَرد کی دوا یا رب

تو نے میرے ذلیل ہاتھوں میں ❁ دامنِ مصطفےٰ دیا یا رب
تو نے دی مجھ کو نعمتِ اسلام ❁ پھر جماعت میں لے لیا یا رب
کر دیا تو نے قادِری مجھ کو ❁ تیری قدرت کے میں فدا یا رب
دولتیں ایسی نعمتیں اتنی ❁ بے غرض تو نے کیں عطا یا رب
دے کہ لیتے نہیں کریم کبھی ❁ جو دیا جس کو دے دیا یا رب
تو کریم اور کریم بھی ایسا ❁ کہ نہیں جس کو دُوسرا یا رب
ظن نہیں بلکہ ہے یقین مجھے ❁ وہ بھی تیرا دیا ہوا یا رب
ہوگا دنیا میں قبر و محشر میں ❁ مجھ سے اچھا معاملہ یا رب
اِس نکمے سے کام لے ایسے ❁ یہ نکما ہو کام کا یا رب
مجھے ایسے عمل کی دے توفیق ❁ کہ ہو راضی تری رضا یا رب
جس نے اپنے لیے بُرائی کی ❁ ہے یہ نادان وہ بُرا یا رب
ہر بھلے کی بھلائی کا صدقہ ❁ اِس بُرے کو بھی کر بھلا یا رب
میں نے بنتی ہوئی بگاڑی بات ❁ بات بگڑی ہوئی بنا یا رب
میں نے سُبحٰن ربیَ الاعلیٰ ❁ خاک پر رکھ کے سر کہا یا رب
صدقہ اس دی ہوئی بلندی کا ❁ پستیوں سے مجھے بچا یا رب
بونے والے جو بوئیں وہ کاٹیں ❁ یہ ہوا تو میں مر مٹا یا رب
آہ جو بو چکا ہوں وقتِ درو ❁ ہو گا حسرت کا سامنا یا رب
صدقہ ماہِ ربیع الاوّل کا ❁ گیہوں اس کھیت سے اُگا یا رب
پاک ہے دُرد و دَرد سے جو مے ❁ جام اُس کا مجھے پلا یا رب
کر کے گسترہ خوانِ اُدعُونی ❁ تو نے بندوں کو دی صلا یا رب
آستاں پر ترے ترا منگتا ❁ سن کر آیا ہے یہ صدا یا رب
نعمت اَستَجِب سے پائے بھیک ❁ ہاتھ پھیلا ہوا مرا یا رب

تجھ سے وہ مانگوں میں جو بہتر ہو ❁ مدعی ہو نہ مدعا یا رب
مجھے دونوں جہاں کے غم سے بچا ❁ شاد رکھ شاد دائما یا رب
مجھ پر اور میرے دونوں بھائیوں پر ❁ سایہ ہو تیرے فضل کا یا رب
عیش تینوں گھروں کے تینوں کو ❁ اپنی رحمت سے کر عطا یا رب
میرے فاروق و حامد و حسنین (☆) ❁ درد و غم سے رہیں جدا یا رب
لختِ دل مصطفٰے، حسین، رضا (☆) ❁ ہر جگہ پائیں مرتبہ یا رب
سایۂ پنجتن ہوں پانچوں پر ❁ دائما ہو تری عطا یا رب
علم و عمر و عمل فراخ معاش ❁ مجتبیٰ (☆) کو بھی کر عطا یا رب
دونوں عالم کی نعمتیں پائے ❁ مرتضیٰ بہر مصطفٰے یا رب
کر دے فضل و نعم سے مالا مال ❁ غم اَلم سے انھیں بچا یا رب
اِن کے دشمن ذلیل و خوار رہیں ❁ رَد رہے اِن کی ہر بلا یا رب
بال بیکا کبھی نہ ہو اِن کا ❁ بول بالا ہو دائما یا رب
میری ماں میری بہنیں بھانجے سب ❁ پائیں آرام دو سَرا یا رب
اور بھی جتنے میرے پیارے ہیں ❁ حاجتیں سب کی ہوں رَوا یا رب
میرے احباب پر بھی فضل رہے ❁ تیرا تیرے حبیب کا یا رب
اہلِ سُنّت کی ہر جماعت پر ❁ ہر جگہ ہو تری عطا یا رب
دشمنوں کے لیے ہدایت کی ❁ تجھ سے کرتا ہوں اِلتجا یا رب

تُو حسنؔ کو اُٹھا حسن کر کے
ہو مع الخیر خاتمہ یا رب

(☆) مولانا حسن رضا کے صاحبزادے (فاروق رضا خان، حسین رضا خان و حسنین رضا خان)۔ شہزادگان اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام حامد رضا خان و مصطفیٰ رضا خان نوری۔۔۔۔۔۔ برادر اصغر اعلیٰ حضرت مولانا رضا علی خان۔ مجتبیٰ رضا خان و مرتضیٰ رضا خان غالباً مولانا حسن کے پوتوں کے نام ہیں۔

سر سے پا تک ہر اُدا ہے لاجواب

سر سے پا تک ہر اُدا ہے لاجواب
خوبرویوں میں نہیں تیرا جواب

حُسن ہے بے مثل صورت لاجواب
میں فدا تم آپ ہو اپنا جواب

پوچھے جاتے ہیں عمل میں کیا کہوں
تم سکھا جاؤ مرے مولیٰ جواب

میری حامی ہے تری شانِ کریم
پُرسشِ روزِ قیامت کا جواب

ہے دعائیں سنگِ دشمن کا عوض
اِس قدر نرم ایسے پتھر کا جواب

پلتے ہیں ہم سے نکمے بے شمار
ہیں کہیں اُس آستانہ کا جواب

روزِ محشر ایک تیرا آسرا
سب سوالوں کا جوابِ لاجواب

میں یدِ بیضا کے صدقے اے کلیم
پر کہاں اُن کی کفِ پا کا جواب

کیا عمل تو نے کیے اس کا سوال
تیری رحمت چاہیے میرا جواب

مہر و مہ ذرّے ہیں اُن کی راہ کے
کون دے نقشِ کفِ پا کا جواب

تم سے اُس بیمار کو صحت ملے
جس کو دے دیں حضرت عیسیٰ جواب

دیکھ رضواں دشتِ طیبہ کی بہار
میری جنت کا نہ پائے گا جواب

شور ہے لطف و عطا کا شور ہے
مانگنے والا نہیں سنتا جواب

جرم کی پاداش پاتے اہلِ جرم
اُلٹی باتوں کا نہ ہو سیدھا جواب

پر تمہارے لطف آڑے آ گئے
دے دیا محشر میں پُرسش کا جواب

ہے حسنؔ محو جمالِ روئے دوست
اے نکیرین اس سے پھر لینا جواب

جانب مغرب وہ چمکا آفتاب

جانب مغرب وہ چمکا آفتاب
بھیک کو مشرق سے نکلا آفتاب

جلوہ فرما ہو جو میرا آفتاب
ذرّہ ذرّہ سے ہو پیدا آفتاب

عارضِ پُر نور کا صاف آئینہ
جلوۂ حق کا چمکتا آفتاب

یہ تجلّی گاہِ ذاتِ بحت ہے
زُلفِ انور ہے شب آسا آفتاب

دیکھنے والوں کے دل ٹھنڈے کیے
عارضِ انور ہے ٹھنڈا آفتاب

ہے شب دیجور طیبہ نور سے
ہم سیہ کاروں کا کالا آفتاب

بخت چمکا دے اگر شانِ جمال
ہو مری آنکھوں کا تارا آفتاب

نور کے سانچے میں ڈھالا ہے تجھے
کیوں ترے جلووں کا ڈھلتا آفتاب

ناخدائی سے نکالا آپ نے
چشمۂ مغرب سے ڈوبا آفتاب

ذرّہ کی تابش ہے اُن کی راہ میں
یا ہوا ہے بگر کے ٹھنڈا آفتاب

گرمیوں پر ہے وہ حُسنِ بے زوال
ڈھونڈتا پھرتا ہے سایہ آفتاب

اُن کے دَر کے ذرّہ سے کہتا ہے مہر
ہے تمہارے دَر کا ذرّہ آفتاب

شامِ طیبہ کی تجلی دیکھ کر
ہو تری تابش کا تڑکا آفتاب

روے مولیٰ سے اگر اُٹھتا نقاب
چرخ کھا کر غش میں گرتا آفتاب

کہہ رہی ہے صبحِ مولد کی ضیا
آج اندھیرے سے ہے نکلا آفتاب

وہ اگر دیں نکہت و طلعت کی بھیک
ذرّہ ذرّہ ہو مہکتا آفتاب

تلوے اور تلوے کے جلوے پر نثار
پیارا پیارا نور پیارا آفتاب

اے خدا ہم ذرّوں کے بھی دن پھریں
جلوہ فرما ہو ہمارا آفتاب

اُن کے ذرّہ کے نہ سر چڑھ حشر میں
دیکھ اب بھی ہے سویرا آفتاب

جس سے گزرے اے حسنؔ وہ مہرِ حسن
اُس گلی کا ہو اندھیرا آفتاب

{ردیف تاے منقوطہ}

پُرنور ہے زمانہ صبحِ شبِ ولادت

پُر نور ہے زمانہ صبحِ شبِ ولادت
پردہ اُٹھا ہے کس کا صبحِ شبِ ولادت

جلوہ ہے حق کا جلوہ صبحِ شبِ ولادت
سایہ خدا کا سایہ صبحِ شبِ ولادت

فصلِ بہار آئی شکلِ نگار آئی
گلزار ہے زمانہ صبحِ شبِ ولادت

پھولوں سے باغ مہکے شاخوں پہ مُرغ چہکے
عہدِ بہار آیا صبحِ شبِ ولادت

پژ مُردہ حسرتوں کے سب کھیت لہلہائے
جاری ہوا وہ دریا صبحِ شبِ ولادت

گل ہے چراغِ صرصَر گل سے چمن معطر
آیا کچھ ایسا جھونکا صبحِ شبِ ولادت

قطرہ میں لاکھ دریا گل میں ہزار گلشن
نشوونما ہے کیا کیا صبحِ شبِ ولادت

جنت کے ہر مکاں کی آئینہ بندیاں ہیں
آراستہ ہے دنیا صبحِ شبِ ولادت

دل جگمگا رہے ہیں قسمت چمک اُٹھی ہے
پھیلا نیا اُجالا صبحِ شبِ ولادت

چمکے ہوئے دلوں کے مدّت کے میل چھوٹے
اَبرِ کرم وہ برسا صبحِ شبِ ولادت

بلبل کا آشیانہ چھایا گیا گلوں سے
قسمت نے رنگ بدلا صبحِ شبِ ولادت

اَرض و سما سے منگتا دوڑے ہیں بھیک لینے
بانٹے گا کون باڑا صبحِ شبِ ولادت

انوار کی ضیائیں پھیلی ہیں شام ہی سے
رکھتی ہے مہر کیسا صبحِ شبِ ولادت

مکہ میں شام کے گھر روشن ہیں ہر نگہ پر
چمکا ہے وہ اُجالا صبحِ شبِ ولادت

شوکت کا دبدبہ ہے ہیبت کا زلزلہ ہے
شق ہے مکانِ کسریٰ صبحِ شبِ ولادت

خطبہ ہوا زمیں پر سکہ پڑا فلک پر
پایا جہاں نے آقا صبحِ شبِ ولادت

آئی نئی حکومت سکہ نیا چلے گا
عالم نے رنگ بدلا صبحِ شبِ ولادت

رُوح الامیں نے گاڑا کعبہ کی چھت پہ جھنڈا
تا عرش اُڑا پھریرا صبحِ شبِ ولادت

دونوں جہاں کی شاہی ناکتخدا دُلہن تھی
پایا دُلہن نے دُولہا صبحِ شبِ ولادت

پڑھتے ہیں عرش والے سنتے ہیں فرش والے
سلطانِ نو کا خطبہ صبحِ شبِ ولادت

چاندی ہے مفلسوں کی باندی ہے خوش نصیبی
آیا کرم کا داتا صبحِ شبِ ولادت

عالم کے دفتروں میں ترمیم ہو رہی ہے
بدلا ہے رنگِ دنیا صبحِ شبِ ولادت

ظلمت کے سب رجسٹر حرفِ غلط ہوئے ہیں
کاٹا گیا سیاہا صبحِ شبِ ولادت

ملکِ ازل کا سرور سب سروروں کا افسر
تختِ ابد پہ بیٹھا صبحِ شبِ ولادت

سُوکھا پڑا ہے ساوا دریا ہوا سماوا
ہے خشک و تر پہ قبضہ صبحِ شبِ ولادت

نوابیاں سدھاریں جاری ہیں شاہی آئیں
کچا ہوا علاقہ صبحِ شبِ ولادت

دن پھر گئے ہمارے سوتے نصیب جاگے
خورشید ہی وہ چمکا صبحِ شبِ ولادت

قربان اے دوشنبے تجھ پر ہزار جمعے
وہ فضل تو نے پایا صبحِ شبِ ولادت

پیارے ربیع الاوّل تیری جھلک کے صدقے
چمکا دیا نصیبہ صبحِ شبِ ولادت

وہ مہر مہر فرما وہ ماہِ عالم آرا
تاروں کی چھاؤں آیا صبحِ شبِ ولادت

نوشہ بناؤ اُن کو دولھا بناؤ اُن کو
ہے عرش تک یہ شُہرہ صبحِ شبِ ولادت

شادی رچی ہوئی ہے بجتے ہیں شادیانے
دُولھا بنا وہ دُولھا صبحِ شبِ ولادت

محروم رہ نہ جائیں دن رات برکتوں سے
اس واسطے وہ آیا صبحِ شبِ ولادت

عرشِ عظیم جھومے کعبہ زمین چومے
آتا ہے عرش والا صبحِ شبِ ولادت

ہشیار ہوں بھکاری نزدیک ہے سواری
یہ کہہ رہا ہے ڈنکا صبحِ شبِ ولادت

بندوں کو عیشِ شادی اَعدا کو نامرادی
کڑکیت کا ہے کڑکا صبحِ شبِ ولادت

تارے ڈھلک کر آئے کاسے کٹورے لائے
یعنی بٹے گا صدقہ صبحِ شبِ ولادت

آمد کا شور سن کر گھر آئے ہیں بھکاری
گھیرے کھڑے ہیں رستہ صبحِ شبِ ولادت

ہر جان منتظر ہے ہر دیدہ رہ نگر ہے
غوغا ہے مرحبا کا صبحِ شبِ ولادت

جبریل سر جھکائے قدسی پرے جمائے
ہیں سرو قد ستادہ صبحِ شبِ ولادت

کس داب کس ادب سے کس جوش کس طرب سے
پڑھتے ہیں اُن کا کلمہ صبحِ شبِ ولادت

ہاں دین والو اُٹھو تعظیم والوں اُٹھو
آیا تمہارا مولیٰ صبحِ شبِ ولادت

اُٹھو حضور آئے شاہِ غیور آئے
سلطانِ دین و دنیا صبحِ شبِ ولادت

اُٹھو ملک اُٹھے ہیں عرش و فلک اُٹھے ہیں
کرتے ہیں اُن کو سجدہ صبحِ شبِ ولادت

آؤ فقیرو آؤ منہ مانگی آس پاؤ
بابِ کریم ہے وا صبحِ شبِ ولادت

سُوکھی زبانوں آؤ اے جلتی جانوں آؤ
لہرا رہا ہے دریا صبحِ شبِ ولادت

مُرجھائی کلیوں آؤ کمھلائے پھولوں آؤ
برسا کرم کا جھالا صبحِ شبِ ولادت

تیری چمک دمک سے عالم جھلک رہا ہے
میرے بھی بخت چمکا صبحِ شبِ ولادت

تاریک رات غم کی لائی بلا ستم کی
صدقہ تجلیوں کا صبحِ شبِ ولادت

لایا ہے شیر تیرا نورِ خدا کا جلوہ
دل کر دے دودھ دھویا صبحِ شبِ ولادت

بانٹا ہے دو جہاں میں تو نے ضیا کا باڑا
دے دے حسنؔ کا حصہ صبحِ شبِ ولادت

ذکر شہادت

باغ، جنت کے ہیں بہرِ مدح خوانِ اہلِ بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلِ بیت

کس زباں سے ہو بیانِ عز و شانِ اہلِ بیت
مدح گوئے مصطفےٰ ہے مدح خوانِ اہلِ بیت

اُن کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلِ بیت

مصطفےٰ عزت بڑھانے کے لیے تعظیم دیں
ہے بلند اقبال تیرا دُودمانِ اہلِ بیت

اُن کے گھر میں بے اجازت جبرئیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہلِ بیت

مصطفےٰ بائع خریدار اُس کا اللہ اشتری (۱)
خوب چاندی کر رہا ہے کاروانِ اہلِ بیت

رزم کا میداں بنا ہے جلوہ گاہِ حسن و عشق
کربلا میں ہو رہا ہے امتحانِ اہلِ بیت

پھول زخموں کے کھلائے ہیں ہوائے دوست نے
خون سے سینچا گیا ہے گلستانِ اہلِ بیت

---

(۱) اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔ (پارہ ۱۱، التوبۃ: ۱۱۱)

حوریں کرتی ہے عروسانِ شہادت کا سنگار
خوبرو دُولھا بنا ہے ہر جوانِ اہلِ بیت

ہو گئی تحقیق عیدِ دید آبِ تیغ سے
اپنے روزے کھولتے ہیں صائمانِ اہلِ بیت

جمعہ کا دن ہے کتابیں زیست کی طے کر کے آج
کھیلتے ہیں جان پر شہزادگانِ اہلِ بیت

اے شبابِ فصلِ گل یہ چل گئی کیسی ہوا
کٹ رہا ہے لہلہاتا بوستانِ اہلِ بیت

کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندھیر ہے
دن دہاڑے لُٹ رہا ہے کاروانِ اہلِ بیت

خشک ہو جا خاک ہو کر خاک میں مل جا فرات
خاک تجھ پر دیکھ تو سُوکھی زبانِ اہلِ بیت

خاک پر عباس و عثمانِ علم بردار ہیں
بے کسی اب کون اُٹھائے گا نشانِ اہلِ بیت

تیری قدرت جانور تک آب سے سیراب ہوں
پیاس کی شدت میں تڑپے بے زبانِ اہلِ بیت

قافلہ سالار منزل کو چلے ہیں سونپ کر
وارثِ بے وارثاں کو کاروانِ اہلِ بیت

فاطمہ کے لاڈلے کا آخری دیدار ہے
حشر کا ہنگامہ برپا ہے میانِ اہلِ بیت

وقتِ رُخصت کہہ رہا ہے خاک میں ملتا سہاگ
لو سلامِ آخری اے بیوگانِ اہلِ بیت

اَبرِ فوجِ دشمناں میں اے فلک یوں ڈوب جائے
فاطمہ کا چاند مہرِ آسمانِ اہلِ بیت

کس مزے کی لذتیں ہیں آبِ تیغِ یار میں
خاک وخوں میں لوٹتے ہیں تشنگانِ اہلِ بیت

باغِ جنت چھوڑ کر آئے ہیں محبوبِ خدا
اے زہے قسمت تمہاری کشتگانِ اہلِ بیت

حوریں بے پردہ نکل آئی ہیں سر کھولے ہوئے
آج کیسا حشر ہے برپا میانِ اہلِ بیت

کوئی کیوں پوچھے کسی کو کیا غرض اے بے کسی
آج کیسا ہے مریضِ نیم جانِ اہلِ بیت

گھر لٹانا جان دینا کوئی تجھ سے سیکھ جائے
جانِ عالم ہو فدا اے خاندانِ اہلِ بیت

سرِ شہیدانِ محبت کے ہیں نیزوں پر بلند
اور اونچی کی خدا نے قدر و شانِ اہلِ بیت

دولتِ دیدار پائی پاک جانیں بیچ کر
کربلا میں خوب ہی چمکی دوکانِ اہلِ بیت

زخم کھانے کو تو آبِ تیغ پینے کو دیا
خوب دعوت کی بلا کر دشمنانِ اہلِ بیت

اپنا سودا بیچ کر بازار سُونا کر گئے
کون سی بستی بسائی تاجرانِ اہلِ بیت

اہلِ بیتِ پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ دشمنانِ اہلِ بیت

بے ادب گستاخ فرقہ کو سنا دے اے حسنؔ
یوں کہا کرتے ہیں سنّی داستانِ اہلِ بیت

{ردیف ثاے مثلثہ}

جاں بلب ہوں آمری جاں الغیاث

جاں بلب ہوں آ مری جاں الغیاث ✽ ہوتے ہیں کچھ اور ساماں الغیاث
درد مندوں کو دوا ملتی نہیں ✽ اے دواے درد منداں الغیاث
جاں سے جاتے ہیں بے چارے غریب ✽ چارہ فرماے غریباں الغیاث
حد سے گزریں درد کی بے دردیاں ✽ درد سے بے حد ہوں نالاں الغیاث
بے قراری چین لیتی ہی نہیں ✽ اَے قرارِ بے قراراں الغیاث
حسرتیں دل میں بہت بے چین ہیں ✽ گھر ہوا جاتا ہے زنداں الغیاث
خاک ہے پامال میری کو بہ کو ✽ اے ہواے کوے جاناں الغیاث
المدد اے زُلفِ سرور المدد ✽ ہوں بلاؤں میں پریشاں الغیاث
دل کی اُلجھن دُور کر گیسوے پاک ✽ اے کرم کے سنبلستاں الغیاث
اے سرِ پُر نور اے سرِّ خدا ✽ ہوں سراسیمہ پریشاں الغیاث
غمزدوں کی شام ہے تاریک رات ✽ اے جبیں اے ماہِ تاباں الغیاث
اَبروے شہ کاٹ دے زنجیرِ غم ✽ تیرے صدقے تیرے قرباں الغیاث
دل کے ہر پہلو میں غم کی پھانس ہے ✽ میں فدا مژگانِ جاناں الغیاث
چشمِ رحمت آ گیا آنکھوں میں دم ✽ دیکھ حالِ خستہ حالاں الغیاث

مردمک اے مہرِ نورِ ذاتِ بحت ❁ ہیں سیہ بختی کے ساماں الغیاث
تیرِ غم کے دل میں چھد کر رہ گئے ❁ اے نگاہِ مہرِ جاناں الغیاث
اے کرم کی کان اے گوشِ حضور ❁ سُن لے فریادِ غریباں الغیاث
عارضِ رنگیں خزاں کو دُور کر ❁ اے جناں آرا گلستاں الغیاث
بینیِ پُر نور حالِ ما بہ بیں ❁ ناک میں دم ہے مری جاں الغیاث
جاں بلب ہوں جاں بلب پر رحم کر ❁ اے لب اے عیسائے دوراں الغیاث
اے تبسم غنچہ ہائے دل کی جاں ❁ کھل چلیں مُرجھائی کلیاں الغیاث
اے دہن اے چشمۂ آبِ حیات ❁ مر مٹے دے آبِ حیواں الغیاث
دُرِّ مقصد کے لیے ہوں غرقِ غم ❁ گوہرِ شادابِ دنداں الغیاث
اے زبانِ پاک کچھ کہہ دے کہ ہو ❁ رد بلائے بے زباناں الغیاث
اے کلام اے راحتِ جانِ کلیم ❁ کلمہ گو ہے غم سے نالاں الغیاث
کامِ شہ اے کام بخشِ کامِ دل ❁ ہوں میں ناکامی سے گریاں الغیاث
چاہِ غم میں ہوں گرفتارِ اَلم ❁ چاہِ یوسف اے زنخداں الغیاث
ریشِ اطہر سنبلِ گلزارِ خلد ❁ ریشِ غم سے ہوں پریشاں الغیاث
اے گلو اے صبحِ جنت شمعِ نور ❁ تیرہ ہے شامِ غریباں الغیاث
غم سے ہوں ہمدوش اے دوش المدد ❁ دوش پر ہے بارِ عصیاں الغیاث
اے بغل اے صبحِ کافورِ بہشت ❁ مہر بر شامِ غریباں الغیاث
غنچۂ گل عطر دانِ عطرِ خلد ❁ بوئے غم سے ہوں پریشاں الغیاث
بازوئے شہ دست گیری کر مری ❁ اے توانِ ناتواناں الغیاث
دستِ اقدس اے مرے نیسانِ جود ❁ غم کے ہاتھوں سے ہوں گریاں الغیاث
اے کفِ دست اے یدِ بیضا کی جاں ❁ تیرہ دل ہوں نور افشاں الغیاث
ہم سیہ ناموں کو اے تحریرِ دست ❁ تو ہو دستاویزِ غفراں الغیاث

پھر بہائیں اُنگلیاں انہارِ فیض ❁ پیاس سے ہونٹوں پہ ہے جاں الغیاث
بہرِ حق اے ناخن اے عقدہ کشا ❁ مشکلیں ہو جائیں آساں الغیاث
سینۂ پُر نور صدقہ نور کا ❁ بے ضیا سینہ ہے ویراں الغیاث
قلبِ انور تجھ کو سب کی فکر ہے ❁ کر دے بے فکری کے ساماں الغیاث
اے جگر تجھ کو غلاموں کا ہے درد ❁ میرے دُکھ کا بھی ہو درماں الغیاث
اے شکم بھر پیٹ صدقہ نور کا ❁ پیٹ بھر اے کانِ احساں الغیاث
پشتِ والا میری پشتی پر ہو تو ❁ رُوبرو ہیں غم کے ساماں الغیاث
تیرے صدقے اے کمر بستہ کمر ❁ ٹوٹی کمروں کا ہو درماں الغیاث
مُہرِ پشتِ پاک میں تجھ پر فدا ❁ دے دے آزادی کا فرماں الغیاث
پائے انور اے سرافرازی کی جاں ❁ میں شکستہ پا ہوں جاناں الغیاث
نقشِ پا اے نو گل گلزارِ خلد ❁ ہو یہ اُجڑا بَن گلستاں الغیاث
اے سراپا اے سراپا لطفِ حق ❁ ہوں سراپا جرم و عصیاں الغیاث
اے عمامہ دَورِ گردش دُور کر ❁ گردِ پھر پھر کر ہوں قرباں الغیاث
نیچے نیچے دامنوں والی عبا ❁ خوار ہے خاکِ غریباں الغیاث
پڑ گئی شامِ اَلم میرے گلے ❁ جلوۂ صبحِ گریباں الغیاث
کھول مشکل کی گرہ بندِ قبا ❁ بندِ غم میں ہوں پریشاں الغیاث
آستیں نقدِ عطا در آستیں ❁ بے نوا ہیں اَشک ریزاں الغیاث
چاک اے چاکِ جگر کے بخیہ کر ❁ دل ہے غم سے چاک جاناں الغیاث
عیب کھلتے ہیں گدا کے روزِ حشر ❁ دامنِ سلطانِ خوباں الغیاث
دور دامن دور دورہ ہے تیرا ❁ دُور کر دُوری کا دوراں الغیاث
ہوں فسردہ خاطر اے گلگوں قبا ❁ دل کھلا دیں تیری کلیاں الغیاث
دل ہے ٹکڑے ٹکڑے پیوندِ لباس ❁ اے پناہِ خستہ حالاں الغیاث

ہے پھٹے حالوں مرا رختِ عمل ❁ اے لباسِ پاک جاناں الغیاث
نعل شہ عزت ہے میری تیرے ہاتھ ❁ اے وقارِ تاج شاہاں الغیاث
اے شراکِ نعلِ پاکِ مصطفےٰ ❁ زیرِ نشتر ہے رگِ جاں الغیاث
شانۂ شہ دل ہے غم سے چاک چاک ❁ اے انیسِ سینہ چاکاں الغیاث
سُرمہ اے چشم و چراغ کوہِ طور ❁ ہے سیہ شام غریباں الغیاث
ٹوٹا ہے دم میں ڈورا سانس کا ❁ ریشۂ مسواکِ جاناں الغیاث
آئینہ اے منزلِ انوار قدس ❁ تیرہ بختی سے ہوں حیراں الغیاث

سخت دشمن ہے حسنؔ کی تاک میں
المدد محبوبِ یزداں الغیاث

اِستغاثہ بجنابِ غوثیت

پڑے مجھ پر نہ کچھ اُفتاد یا غوث ❁ مدد پر ہو تیری اِمداد یا غوث
اُڑے تیری طرف بعد فنا خاک ❁ نہ ہو مٹی مری برباد یا غوث
مرے دل میں بسیں جلوے تمہارے ❁ یہ ویرانہ بنے بغداد یا غوث
نہ بھولوں بھول کر بھی یاد تیری ❁ نہ یاد آئے کسی کی یاد یا غوث
مُـرِیْـدِیْ لَا تَـخَـفْ فرماتے آؤ ❁ بلاؤں میں ہے یہ ناشاد یا غوث
گلے تک آ گیا سیلاب غم کا ❁ چلا میں آئیے فریاد یا غوث
نشیمن سے اُڑا کر بھی نہ چھوڑا ❁ ابھی ہے گھات میں صیاد یا غوث
خمیدہ سر گرفتارِ قضا ہے ❁ کشیدہ خنجر جلاّد یا غوث
اندھیری رات جنگل میں اکیلا ❁ مدد کا وقت ہے فریاد یا غوث
کھلا دو غنچۂ خاطر کہ تم ہو ❁ بہارِ گلشنِ ایجاد یا غوث
مرے غم کی کہانی آپ سن لیں ❁ کہوں میں کس سے یہ رُوداد یا غوث
رہوں آزادِ قیدِ عشق کب تک ❁ کرو اِس قید سے آزاد یا غوث
کرو گے کب تک اچھا مجھ برے کو ❁ مرے حق میں ہے کیا اِرشاد یا غوث
غمِ دنیا غمِ قبر و غمِ حشر ❁ خدارا کر دے مجھ کو شاد یا غوث

حسنؔ منگتا ہے دے دے بھیک داتا
رہے یہ راج پاٹ آباد یا غوث

{ردیف جیم تازی}

کیا مژدۂ جاں بخش سنائے گا قلم آج

کیا مژدۂ جاں بخش سنائے گا قلم آج
کاغذ پہ جو سو ناز سے رکھتا ہے قدم آج

آمد ہے یہ کس بادشہِ عرش مکاں کی
آتے ہیں فلک سے جو حسینانِ اِرم آج

کس گل کی ہے آمد کہ خزاں دیدہ چمن میں
آتا ہے نظر نقشۂ گلزارِ اِرَم آج

نذرانہ میں سر دینے کو حاضر ہے زمانہ
اُس بزم میں کس شاہ کے آتے ہیں قدم آج

بادل سے جو رحمت کے سرِ شام گھرے ہیں
برسے گا مگر صبح کو بارانِ کرم آج

کس چاند کی پھیلی ہے ضیا کیا یہ سماں ہے
ہر بام پہ ہے جلوہ نما نورِ قدم آج

کھلتا نہیں کس جانِ مسیحا کی ہے آمد
بت بولتے ہیں قالبِ بے جاں میں ہے دَم آج

بُت خانوں میں وہ قہر کا کہرام پڑا ہے
مِل مِل کے گلے روتے ہیں کفار و صنم آج

کعبہ کا ہے نغمہ کہ ہوا لوث سے میں پاک
بُت نکلے کہ آئے مرے مالک کے قدم آج

تسلیم میں سر وجد میں دل منتظر آنکھیں
کس پھول کے مشتاق ہیں مُرغانِ حرم آج

اے کفر جھکا سر وہ شہِ بُت شکن آیا
گردن ہے تری دم میں تہِ تیغِ دو دم آج

کچھ رُعبِ شہنشاہ ہے کچھ ولولۂ شوق
ہے طرفہ کشاکش میں دلِ بیت و حرم آج

پُر نور جو ظلمت کدۂ دہر ہوا ہے
روشن ہے کہ آتا ہے وہ مہتابِ کرم آج

ظاہر ہے کہ سلطانِ دو عالم کی ہے آمد
کعبہ پہ ہوا نصب جو یہ سبز علم آج

گر عالمِ ہستی میں وہ مہ جلوہ فگن ہے
تو سایہ کے جلوہ پہ فدا اہلِ عدم آج

ہاں مفلسو خوش ہو کہ ملا دامنِ دولت
تر دامنو مژدہ وہ اُٹھا ابرِ کرم آج

تعظیم کو اٹھے ہیں مَلک تم بھی کھڑے ہو
پیدا ہوئے سُلطانِ عرب شاہِ عجم آج

کل نارِ جہنم سے حسؔن امن واماں ہو
اُس مالکِ فردوس پہ صدقے ہوں جو ہم آج

{ردیف حائے حطّی}

دشتِ مدینہ کی ہے عجب پُر بہار صبح

دشتِ مدینہ کی ہے عجب پُر بہار صبح
ہر ذرّہ کی چمک سے عیاں ہیں ہزار صبح

منہ دھو کے جوئے شیر میں آئے ہزار صبح
شامِ حرم کی پائے نہ ہرگز بہار صبح

للہ اپنے جلوۂ عارض کی بھیک دے
کر دے سیاہ بخت کی شب ہائے تار صبح

روشن ہے اُن کے جلوۂ رنگیں کی تابشیں
بلبل ہیں جمع ایک چمن میں ہزار صبح

رکھتی ہے شامِ طیبہ کچھ ایسی تجلیاں
سو جان سے ہو جس کی اَدا پر نثار صبح

نسبت نہیں سحر کو گریبانِ پاک سے
جوشِ فروغ سے ہے یہاں تار تار صبح

آتے ہیں پاسبانِ درِ شہ فلک سے روز
ستر ہزار شام تو ستر ہزار صبح

اے ذرّۂ مدینہ خدارا نگاہِ مہر
تڑکے سے دیکھتی ہے ترا انتظار صبح

زُلفِ حضور و عارضِ پُرنور پر نثار
کیا نور بار شام ہے کیا جلوہ بار صبح

نورِ ولادت مہِ بطحا کا فیض ہے
رہتی ہے جنتوں میں جو لیل و نہار صبح

ہر ذرّۂ حَرم سے نمایاں ہزار مہر
ہر مہر سے طلوع کناں بے شمار صبح

گیسو کے بعد یاد ہو رُخسارِ پاک کی
ہو مُشک بار شام کی کافور بار صبح

کیا نورِ دل کو نجدیِ تیرہ دروں سے کام
تا حشر شام سے نہ ملے زینہار صبح

حُسنِ شباب ذرّۂ طیبہ کچھ اور ہے
کیا کورِ باطن آئینہ کیا شیر خوار صبح

بس چل سکے تو شام سے پہلے سفر کرے
طیبہ کی حاضری کے لیے بے قرار صبح

مایوس کیوں ہو خاک نشیں حُسنِ یار سے
آخر ضیائے ذرّہ کی ہے ذمّہ دار صبح

کیا دشتِ پاکِ طیبہ سے آئی ہے اے حسنؔ
لائی جو اپنی جیب میں نقدِ بہار صبح

جو نور بار ہوا آفتاب حسن ملیح

جو نور بار ہوا آفتابِ حسنِ ملیح
ہوئے زمین و زماں کامیابِ حُسنِ ملیح

زوال مہر کو ہو ماہ کا جمال گھٹے
مگر ہے اَوج ابد پر شبابِ حُسنِ ملیح

زمیں کے پھول گریباں دریدۂ غمِ عشق
فلک پہ بدر دل افگار تابِ حُسنِ ملیح

دلوں کی جان ہے لطفِ صباحتِ یوسف
مگر ہوا ہے نہ ہو گا جوابِ حُسنِ ملیح

الٰہی موت سے یوں آئے مجھ کو میٹھی نیند
رہے خیال کی راحت ہو خوابِ حُسنِ ملیح

جمال والوں میں ہے شورِ عشق اور ابھی
ہزار پردوں میں ہے آب و تابِ حُسنِ ملیح

زمینِ شور بنے تختہ گل و سنبل
عرق فشاں ہو اگر آب و تابِ حُسنِ ملیح

نثار دولتِ بیدار و طالعِ ازواج
نہ دیکھی چشمِ زلیخا نے خوابِ حُسنِ ملیح

تجلیوں نے نمک بھر دیا ہے آنکھوں میں
ملاحت آپ ہوئی ہے حجابِ حُسنِ ملیح

نمک کا خاصہ ہے اپنے کیف پر لانا
ہر ایک شے نہ ہو کیوں بہرہ یابِ حُسنِ ملیح

عسل ہو آب بنیں کوزہائے قند حباب
جو بحرِ شور میں ہو عکس آبِ حُسنِ ملیح

دل صباحتِ یوسف میں سوزِ عشقِ حضور
نبات و قند ہوئے ہیں کبابِ حُسنِ ملیح

صبیح ہوں کہ صباحتِ جمیل ہوں کہ جمال
غرض سبھی ہیں نمک خوار بابِ حُسنِ ملیح

کھلے جب آنکھ نظر آئے وہ ملاحت پاک
بیاضِ صبح ہو یا رب کتابِ حُسنِ ملیح

حیاتِ بے مزہ ہو بخت تیرہ میدارم
بتاب اے مہِ گردوں جنابِ حُسنِ ملیح

حسنؔ کی پیاس بُجھا کر نصیب چمکا دے
ترے نثار میں اے آب وتابِ حُسنِ ملیح

{ردیف خاے معجمہ}

سحابِ رحمتِ باری ہے بارھویں تاریخ

سحابِ رحمتِ باری ہے بارھویں تاریخ
کرم کا چشمۂ جاری ہے بارھویں تاریخ

ہمیں تو جان سے پیاری ہے بارھویں تاریخ
عدو کے دل کو کٹاری ہے بارھویں تاریخ

اِسی نے موسمِ گل کو کیا ہے موسمِ گل
بہارِ فصلِ بہاری ہے بارھویں تاریخ

بنی ہے سُرمۂ چشمِ بصیرت و ایماں
اُٹھی جو گردِ سواری ہے بارھویں تاریخ

ہزار عید ہوں ایک ایک لحظہ پر قرباں
خوشی دلوں پہ وہ طاری ہے بارھویں تاریخ

فلک پہ عرش بریں کا گمان ہوتا ہے
زمینِ خلد کی کیاری ہے بارھویں تاریخ

تمام ہو گئی میلادِ انبیا کی خوشی
ہمیشہ اب تری باری ہے بارھویں تاریخ

دِلوں کے میل دُھلے گُل کھلے سُرور ملے
عجیب چشمہ جاری ہے بارھویں تاریخ

چڑھی ہے اَوج پہ تقدیر خاکساروں کی
خدا نے جب سے اُتاری ہے بارھویں تاریخ

خدا کے فضل سے ایمان میں ہیں ہم پورے
کہ اپنی رُوح میں ساری ہے بارھویں تاریخ

ولادتِ شہِ دیں ہر خوشی کی باعث ہے
ہزار عید سے بھاری ہے بارھویں تاریخ

ہمیشہ تو نے غلاموں کے دل کیے ٹھنڈے
جلے جو تجھ سے وہ ناری ہے بارھویں تاریخ

خوشی ہے اہلِ سنن میں مگر عدو کے یہاں
فغان و شیون و زاری ہے بارھویں تاریخ

جدھر گیا ، سنی آوازِ یَا رَسُوْلَ اللہ
ہر اِک جگہ اُسے خواری ہے بارھویں تاریخ

عدو ولادتِ شیطاں کے دن منائے خوشی
کہ عید عید ہماری ہے بارھویں تاریخ

حسنؔ ولادتِ سرکار سے ہوا روشن
مرے خدا کو بھی پیاری ہے بارھویں تاریخ

{ردیف دال مہملہ}

ذاتِ والا پہ بار بار درود

ذاتِ والا پہ بار بار درود ❁ بار بار اور بے شمار درود
رُوئے اَنور پہ نور بار سلام ❁ زُلفِ اطہر پہ مشکبار درود
اُس مہک پر شمیم بیز سلام ❁ اُس چمک پہ فروغ بار درود
اُن کے ہر جلوہ پر ہزار سلام ❁ اُن کے ہر لمعہ پر ہزار درود
اُن کی طلعت پر جلوہ ریز سلام ❁ اُن کی نکہت پہ عطر بار درود
جس کی خوشبو بہارِ خلد بسائے ❁ ہے وہ محبوبِ گلعذار درود
سر سے پا تک کرور بار سلام ❁ اور سراپا پہ بے شمار درود
دل کے ہمراہ ہوں سلام فدا ❁ جان کے ساتھ ہو نثار درود
چارۂ جانِ درد مند سلام ❁ مرہمِ سینۂ فگار درود
بے عدد اور بے عدد تسلیم ❁ بے شمار اور بے شمار درود
بیٹھتے اُٹھتے جاگتے سوتے ❁ ہو الٰہی مرا شعار درود
شہر یارِ رُسل کی نذر کروں ❁ سب درودوں کی تاجدار درود
گورِ بیکس کو شمع سے کیا کام ❁ ہو چراغِ سرِ مزار درود
قبر میں خوب کام آتی ہے ❁ بیکسوں کی ہے یارِ غار درود
اُنھیں کس کے درود کی پروا ❁ بھیجے جب اُن کا کردگار درود
ہے کرم ہی کرم کہ سنتے ہیں ❁ آپ خوش ہو کے بار بار درود
جان نکلے تو اِس طرح نکلے ❁ تجھ پہ اے غمزدوں کے یار درود
دل میں جلوے بسے ہوئے تیرے ❁ لب سے جاری ہو بار بار درود
اے حسنؔ خارِ غم کو دل سے نکال ❁ غمزدوں کی ہے غمگسار درود

رنگِ چمن پسند نہ پھولوں کی بو پسند

رنگِ چمن پسند نہ پھولوں کی بُو پسند
صحرائے طیبہ ہے دلِ بلبل کو تُو پسند

اپنا عزیز وہ ہے جسے تُو عزیز ہے
ہم کو ہے وہ پسند جسے آئے تُو پسند

مایوس ہو کے سب سے میں آیا ہوں تیرے پاس
اے جان کر لے ٹوٹے ہوئے دل کو تو پسند

ہیں خانہ زاد بندۂ احساں تو کیا عجب
تیری وہ خُو ہے کرتے ہیں جس کو عدُو پسند

کیوں کر نہ چاہیں تیری گلی میں ہوں مٹ کے خاک
دنیا میں آج کس کو نہیں آبرو پسند

ہے خاکسار پر کرمِ خاص کی نظر
عاجز نواز ہے تیری خُو اے خوبرو پسند

قُلْ کہہ کر اپنی بات بھی لب سے ترے سنی
اللہ کو ہے اِتنی تری گفتگو پسند

حُور و فرشتہ جن و بشر سب نثار ہیں
ہے دو جہاں میں قبضہ کیے چار سُو پسند

اُن کے گناہگار کی اُمید عفو کو
پہلے کرے گی آیتِ لَا تَقْنَطُوْا پسند

طیبہ میں سر جھکاتے ہیں خاکِ نیاز پر
کونین کے بڑے سے بڑے آبرو پسند

ہے خواہشِ وصالِ درِ یار اے حسنؔ
آئے نہ کیوں اثر کو مری آرزو پسند

{ردیف ذال معجمہ}

ہوا گر مدحِ کفِ پا سے منور کاغذ

ہو اگر مدحِ کفِ پا سے منور کاغذ
عارضِ حور کی زینت ہو سراسر کاغذ

صفتِ خارِ مدینہ میں کروں گل کاری
دفترِ گل کا عنادِل سے منگا کر کاغذ

عارضِ پاک کی تعریف ہو جس پرچے میں
سو سیہ نامہ اُجالے وہ منور کاغذ

شامِ طیبہ کی تجلّی کا کچھ اَحوال لکھوں
دے بیاضِ سحر اک ایسا منور کاغذ

یادِ محبوب میں کاغذ سے تو دل کم نہ رہے
کہ جدا نقش سے ہوتا نہیں دَم بھر کاغذ

ورقِ مہر اُسے خطِ غلامی لکھ دے
ہو جو وصفِ رُخِ پُر نور سے انور کاغذ

تیرے بندے ہیں طلبگار تری رحمت کے
سن گناہوں کے نہ اے دَاورِ محشر کاغذ

لبِ جاں بخش کی تعریف اگر ہو تجھ میں
ہو مجھے تارِ نفس ہر خطِ مسطر کاغذ

مدحِ رُخسار کے پھولوں میں بسا لوں جو حسنؔ
حشر میں ہو مرے نامہ کا معطر کاغذ

{ردیف رائے مہملہ}

اگر چمکا مقدر خاک پائے رہرواں ہو کر

اگر چمکا مقدر خاک پائے رہرواں ہو کر
چلیں گے بیٹھتے اُٹھتے غبار کارواں ہو کر

شبِ معراج وہ دم بھر میں پلٹے لامکاں ہو کر
بہارِ ہشت جنت دیکھ کر ہفت آسماں ہو کر

چمن کی سیر سے جلتا ہے جی طیبہ کی فرقت میں
مجھے گلزار کا سبزہ رُلاتا ہے دُھواں ہو کر

تصور اُس لبِ جاں بخش کا کس شان سے آیا
دلوں کا چین ہو کر جان کا آرامِ جاں ہو کر

کریں تعظیم میری سنگِ اسود کی طرح مومن
تمہارے دَر پہ رہ جاؤں جو سنگِ آستاں ہو کر

دکھا دے یا خدا گلزارِ طیبہ کا سماں مجھ کو
پھروں کب تک پریشاں بلبلِ بے آشیاں ہو کر

ہوئے یُمنِ قدم سے فرش و عرش و لامکاں زندہ
خلاصہ یہ کہ سرکار آئے ہیں جانِ جہاں ہو کر

ترے دستِ عطا نے دولتیں دیں دل کے ٹھنڈے
کہیں گوہر فشاں ہو کر کہیں آبِ رواں ہو کر

فدا ہو جائے اُمت اِس حمایت اِس محبت پر
ہزاروں غم لیے ہیں ایک دل پُر شادماں ہو کر

جو رکھتے ہیں سلاطیں شاہیِ جاوید کی خواہش
نشاں قائم کریں اُن کی گلی میں بے نشاں ہو کر

وہ جس رَہ سے گزرتے ہیں بسی رہتی ہے مدت تک
نصیب اُس گھر کے جس گھر میں وہ ٹھہریں میہماں ہو کر

حسنؔ کیوں پاؤں توڑے بیٹھے ہو طیبہ کا رستہ لو
زمینِ ہند سرگرداں رکھے گی آسماں ہو کر

مرحبا عزت و کمالِ حضور

مرحبا عزت و کمالِ حضور ❁ ہے جلالِ خدا جلالِ حضور
اُن کے قدموں کی یاد میں مریے ❁ کیجیے دل کو پائمالِ حضور
دشتِ ایمن ہے سینۂ مؤمن ❁ دل میں ہے جلوۂ خیالِ حضور
آفرنیش کو ناز ہے جس پر ❁ ہے وہ انداز بے مثالِ حضور
ماہ کی جان مہر کا ایماں ❁ جلوۂ حُسنِ بے زوالِ حضور
حُسنِ یوسف کرے زلیخائی ❁ خواب میں دیکھ کر جمالِ حضور
وقفِ انجاح مقصدِ خدام ❁ ہر شب و روز و ماہ و سالِ حضور
سکہ رائج ہے حکم جاری ہے ❁ دونوں عالم ہیں مُلک و مالِ حضور
تابِ دیدار ہو کسے جو نہ ہو ❁ پردۂ غیب میں جمالِ حضور
جو نہ آئی نظر نہ آئے نظر ❁ ہر نظر میں ہے وہ مثالِ حضور
اُنھیں نقصان دے نہیں سکتا ❁ دشمن اپنا ہے بد سگالِ حضور
دُرّۃ التاج فرقِ شاہی ہے ❁ ذرّۂ شوکتِ نعالِ حضور
حال سے کشفِ رازِ قال نہ ہو ❁ قال سے کیا عیاں ہو حالِ حضور
منزلِ رُشد کے نجوم اصحاب ❁ کشتیِ خیر و امن آلِ حضور

ہے مسِ قلب کے لیے اکسیر
اے حسنؔ خاکِ پائمالِ حضور

سیرِ گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر

سیرِ گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

سرگزشتِ غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے
کس کے دَر پر جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر

بے لقائے یار اُن کو چین آ جاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

کون کہتا ہے دلِ بے مدعا ہے خوب چیز
میں تو کوڑی کو نہ لوں اُن کی تمنا چھوڑ کر

مرہی جاؤں میں اگر اُس دَر سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمارِ غم قربِ مسیحا چھوڑ کر

کس تمنا پر جئیں یا رب اَسیرانِ قفس
آ چکی بادِ صبا باغِ مدینہ چھوڑ کر

بخشوانا مجھ سے عاصی کا رَوا ہو گا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر

خلد کیسا نفسِ سرکش جاؤں گا طیبہ کو میں
بدچلن ہٹ کر کھڑا ہو مجھ سے رستہ چھوڑ کر

ایسے جلوے پر کروں میں لاکھ حوروں کو نثار
کیا غرض کیوں جاؤں جنت کو مدینہ چھوڑ کر

حشر میں ایک ایک کا منہ تکتے پھرتے ہیں عدو
آفتوں میں پھنس گئے اُن کا سہارا چھوڑ کر

مر کے جیتے ہیں جو اُن کے دَر پہ جاتے ہیں حسنؔ
جی کہ مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

{ردیف زاے معجمہ}

جتنا مرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز

جتنا مرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز ❁ کونین میں کسی کو نہ ہو گا کوئی عزیز
خاکِ مدینہ پر مجھے اللہ موت دے ❁ وہ مردہ دل ہے جس کو نہ ہو زندگی عزیز
کیوں جائیں ہم کہیں کہ غنی تم نے کر دیا ❁ اب تو یہ گھر پسند ، یہ دَر ، یہ گلی عزیز
جو کچھ تری رضا ہے خدا کی وہی خوشی ❁ جو کچھ تری خوشی ہے خدا کو وہی عزیز
گو ہم نمک حرام نکمّے غلام ہیں ❁ قربان پھر بھی رکھتی ہے رحمت تری عزیز
شانِ کرم کو اچھے بُرے سے غرض نہیں ❁ اُس کو سبھی پسند ہیں اُس کو سبھی عزیز
منگتا کا ہاتھ اُٹھا تو مدینہ ہی کی طرف ❁ تیرا ہی دَر پسند، تری ہی گلی عزیز
اُس دَر کی خاک پر مجھے مرنا پسند ہے ❁ تختِ شہی پہ کس کو نہیں زندگی عزیز
کونین دے دیے ہیں ترے اِختیار میں ❁ اللہ کو بھی کتنی ہے خاطر تری عزیز
محشر میں دو جہاں کو خدا کی خوشی کی چاہ ❁ میرے حضور کی ہے خدا کو خوشی عزیز
قرآن کھا رہا ہے اِسی خاک کی قسم ❁ ہم کون ہیں خدا کو ہے تیری گلی عزیز
طیبہ کی خاک ہو کہ حیاتِ ابد ملے ❁ اے جاں بلب تجھے ہے اگر زندگی عزیز
سنگِ ستم کے بعد دُعاے فلاح کی ❁ بندے تو بندے ہیں تمھیں ہیں مدعی عزیز
دِل سے ذرا یہ کہہ دے کہ اُن کا غلام ہوں ❁ ہر دشمنِ خدا ہو خدا کو ابھی عزیز

طیبہ کے ہوتے خلد بریں کیا کروں حسنؔ
مجھ کو یہی پسند ہے ، مجھ کو یہی عزیز

{ردیف سین مہملہ}

ہوں جو یادِ رُخِ پُر نور میں مرغانِ قفس

ہوں جو یادِ رُخِ پُر نور میں مرغانِ قفس
چمک اُٹھے چہِ یوسف کی طرح شانِ قفس

کس بلا میں ہیں گرفتار اسیرانِ قفس
کل تھے مہمانِ چمن آج ہیں مہمانِ قفس

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
اب کہاں طیبہ وہی ہم وہی زندانِ قفس

روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد
ہائے کیا قہر کیا الفتِ یارانِ قفس

نوحہ گر کیوں نہ رہے مُرغِ خوش اِلحانِ چمن
باغ سے دام ملا دام سے زندانِ قفس

پائیں صحرائے مدینہ تو گلستاں مل جائے
ہند ہے ہم کو قفس ہم ہیں اسیرانِ قفس

زخمِ دل پھول بنے آہ کی چلتی ہے نسیم
روز افزوں ہے بہارِ چمنستانِ قفس

قافلہ دیکھتے ہیں جب سوے طیبہ جاتے
کیسی حسرت سے تڑپتے ہیں اسیرانِ قفس

تھا چمن ہی ہمیں زنداں کہ نہ تھا وہ گل تر
قید پر قید ہوا اور یہ زِندانِ قفس

دشتِ طیبہ میں ہمیں شکل وطن یاد آئی
بدنصیبی سے ہوا باغ میں ارمانِ قفس

اَب نہ آئیں گے اگر کھل گئی قسمت کی گرہ
اب گرہ باندھ لیا ہم نے یہ پیمانِ قفس

ہند کو کون مدینہ سے پلٹنا چاہے
عیشِ گلزار بھلا دے جو نہ دورانِ قفس

چہچے کس گل خوبی کی ثنا میں ہیں حسنؔ
نکہتِ خلد سے مہکا ہے جو زِندانِ قفس

{ردیف شین معجمہ}

جنابِ مصطفےٰ ہوں جس سے ناخوش

جنابِ مصطفےٰ ہوں جس سے ناخوش ❁ نہیں ممکن ہو کہ اُس سے خدا خوش
شہِ کونین نے جب صدقہ بانٹا ❁ زمانے بھر کو دَم میں کر دیا خوش
سلاطیں مانگتے ہیں بھیک اُس سے ❁ یہ اپنے گھر سے ہے اُن کا گدا خوش
پسندِ حق تعالیٰ تیری ہر بات ❁ ترے انداز خوش تیری ادا خوش
مٹیں سب ظاہر و باطن کے امراض ❁ مدینہ کی ہے یہ آب و ہوا خوش
فَتَرْضٰی کی محبت کے تقاضے ❁ کہ جس سے آپ خوش اُس سے خدا خوش
ہزاروں جرم کرتا ہوں شب و روز ❁ خوشا قسمت نہیں وہ پھر بھی ناخوش
الٰہی دے مرے دل کو غمِ عشق ❁ نشاطِ دَہر سے ہو جاؤں ناخوش
نہیں جاتیں کبھی دشت نبی سے ❁ کچھ ایسی ہے بہاروں کو فضا خوش
مدینہ کی اگر سرحد نظر آئے ❁ دلِ ناشاد ہو بے اِنتہا خوش
نہ لے آرام دم بھر بے غمِ عشق ❁ دلِ مضطر میں خوش میرا خدا خوش
نہ تھا ممکن کہ ایسی معصیت پر ❁ گنہگاروں سے ہو جاتا خدا خوش
تمہاری روتی آنکھوں نے ہنسایا ❁ تمہارے غمزدہ دل نے کیا خوش
الٰہی دُھوپ ہو اُن کی گلی کی ❁ مرے سر کو نہیں ظلِّ ہما خوش

حسنؔ نعت و چنیں شیریں بیانی
تو خوش باشی کہ کردی وقتِ ما خوش

{ردیف صاد معجمہ}

خدا کی خلق میں سب انبیا خاص

خدا کی خلق میں سب انبیا خاص ❁ گروہِ انبیا میں مصطفےٰ خاص
نرالا حُسنِ انداز و اَدا خاص ❁ تجھے خاصوں میں حق نے کرلیا خاص
تری نعمت کے سائل خاص تا عام ❁ تری رحمت کے طالب عام تا خاص
شریک اُس میں نہیں کوئی پیمبر ❁ خدا سے ہے جو تجھ کو واسطہ خاص
گنہگارو! نہ ہو مایوسِ رحمت ❁ نہیں ہوتی کریموں کی عطا خاص
گدا ہوں خاص رحمت سے ملے بھیک ❁ نہ میں خاص اور نہ میری اِلتجا خاص
ملا جو کچھ جسے وہ تم سے پایا ❁ تمھیں ہو مالکِ مُلکِ خدا خاص
غریبوں بے نواؤں بے کسوں کو ❁ خدا نے در تمہارا کر دیا خاص
جو کچھ پیدا ہوا دونوں جہاں میں ❁ تصدق ہے تمہاری ذات کا خاص
تمہاری انجمن آرائیوں کو ❁ ہوا ہنگامۂ قَالُوْا بَلٰی خاص
نبی ہم پایہ ہوں کیا تو نے پایا ❁ نبوت کی طرح ہر معجزہ خاص
جو رکھتا ہے جمالِ مَنْ رَّاٰنِیْ ❁ اُسی منہ کی صفت ہے وَالضُّحٰی خاص

نہ بھیجو اور دروازوں پر اِس کو
حسنؔ ہے آپ کے در کا گدا خاص

{ردیف ضاد معجمہ}

سن لو خدا کے واسطے اپنے گدا کی عرض

سن لو خدا کے واسطے اپنے گدا کی عرض
یہ عرض ہے حضور بڑے بے نوا کی عرض

اُن کے گدا کے دَر پہ ہے یوں بادشاہ کی عرض
جیسے ہو بادشاہ کے دَر پہ گدا کی عرض

عاجز نوازیوں پہ کرم ہے تُلا ہوا
وہ دل لگا کے سنتے ہیں ہر بے نوا کی عرض

قربان اُن کے نام کے بے اُن کے نام کے
مقبول ہو نہ خاصِ جنابِ خدا کی عرض

غم کی گھٹائیں چھائی ہیں مجھ تیرہ بخت پر
اے مہر سن لے ذرّۂ بے دست و پا کی عرض

اے بے کسوں کے حامی و یاور سوا ترے
کس کو غرض ہے کون سنے مبتلا کی عرض

اے کیمیائے دل میں ترے دَر کی خاک ہوں
خاکِ دَرِ حضور سے ہے کیمیا کی عرض

اُلجھن سے دُور نور سے معمور کر مجھے
اے زُلفِ پاک ہے یہ اَسیرِ بلا کی عرض

دُکھ میں رہے کوئی یہ گوارا نہیں اُنہیں
مقبول کیوں نہ ہو دلِ دردآشنا کی عرض

کیوں طول دوں حضور یہ دیں یہ عطا کریں
خود جانتے ہیں آپ مرے مدعا کی عرض

دَامن بھریں گے دولتِ فضلِ خدا سے ہم
خالی کبھی گئی ہے حسنؔ مصطفےٰ کی عرض

{ردیف طائے مہملہ}

چشمِ دل چاہے جو انوار سے ربط

چشمِ دل چاہے جو اَنوار سے ربط ❁ رکھے خاکِ درِ دلدار سے ربط
اُن کی نعمت کا طلبگار سے میل ❁ اُن کی رحمت کا گنہگار سے ربط
دشتِ طیبہ کی جو دیکھ آئیں بہار ❁ ہو عنادِل کو نہ گلزار سے ربط
یا خدا دل نہ ملے دُنیا سے ❁ نہ ہو آئینہ کو زنگار سے ربط
نفس سے میل نہ کرنا اے دل ❁ قہر ہے ایسے ستم گار سے ربط
دلِ نجدی میں ہو کیوں حُبِّ حضور ❁ ظلمتوں کو نہیں اَنوار سے ربط
تلخیِ نزع سے اُس کو کیا کام ❁ ہو جسے لعل شکر بار سے ربط
خاک طیبہ کی اگر مل جائے ❁ آپ صحت کرے بیمار سے ربط
اُن کے دامانِ گہر بار کو ہے ❁ کاسۂ دوست طلبگار سے ربط
کل ہے اجلاس کا دن اور ہمیں ❁ میل عملہ سے نہ دربار سے ربط
عمر یوں اُن کی گلی میں گزرے ❁ ذرّہ ذرّہ سے بڑھے پیار سے ربط
سرِ شوریدہ کو ہے دَر سے میل ❁ کمر خستہ کو دیوار سے ربط

اے حسنؔ خیر ہے کیا کرتے ہو
یار کو چھوڑ کر اَغیار سے ربط

{ردیف ظاد معجمہ}

خاکِ طیبہ کی اگر دل میں ہو وقعت محفوظ

خاک طیبہ کی اگر دل میں ہو وقعت محفوظ
عیب کوری سے رہے چشمِ بصیرت محفوظ

دل میں روشن ہو اگر شمع وِلاے مولیٰ
دُزدِ شیطاں سے رہے دین کی دولت محفوظ

یا خدا محو نظارہ ہوں یہاں تک آنکھیں
شکل قرآں ہو مرے دل میں وہ صورت محفوظ

سلسلہ زُلفِ مبارک سے ہے جس کے دل کو
ہر بلا سے رکھے اللہ کی رحمت محفوظ

تھی جو اُس ذات سے تکمیل فرامیں منظور
رکھی خاتم کے لیے مہر نبوت محفوظ

اے نگہبان مرے تجھ پہ صلوٰۃ اور سلام
دو جہاں میں ترے بندے ہیں سلامت محفوظ

واسطہ حفظِ الٰہی کا بچا رہزن سے
رہے ایمانِ غریباں دمِ رحلت محفوظ

شاہی کون و مکاں آپ کو دی خالق نے
کنزِ قدرت میں ازل سے تھی یہ دولت محفوظ

تیرے قانون میں گنجائش تبدیل نہیں
نسخ و ترمیم سے ہے تری شریعت محفوظ

جسے آزاد کرے قامتِ شہ کا صدقہ
رہے فتنوں سے وہ تا روزِ قیامت محفوظ

اُس کو اَعدا کی عداوت سے ضرر کیا پہنچے
جس کے دل میں ہو حسنؔ اُن کی محبت محفوظ

{ردیف عین مہملہ}

مدینہ میں ہے وہ سامانِ بارگاہِ رفیع

مدینہ میں ہے وہ سامانِ بارگاہِ رفیع
عروج و اَوج ہیں قربانِ بارگاہِ رفیع

نہیں گدا ہی سرِ خوانِ بارگاہِ رفیع
خلیل بھی تو ہیں مہمانِ بارگاہِ رفیع

بنائے دونوں جہاں مجرئی اُسی دَر کے
کیا خدا نے جو سامانِ بارگاہِ رفیع

زمینِ عجز پہ سجدہ کرائیں شاہوں سے
فلک جناب غلامانِ بارگاہِ رفیع

ہے انتہائے علا ابتدائے اَوج یہاں
ورا خیال سے ہے شانِ بارگاہِ رفیع

کمند رشتۂ عمر خضر پہنچ نہ سکے
بلند اِتنا ہے ایوانِ بارگاہِ رفیع

وہ کون ہے جو نہیں فیضیاب اِس دَر سے
سبھی ہیں بندۂ اِحسانِ بارگاہِ رفیع

نوازے جاتے ہیں ہم سے نمک حرام غلام
ہماری جان ہو قربانِ بارگاہِ رفیع

مطیع نفس ہیں وہ سرکشانِ جن و بشر
نہیں جو تابعِ فرمانِ بارگاہِ رفیع

صلائے عام ہیں مہماں نواز ہیں سرکار
کبھی اٹھا ہی نہیں خوانِ بارگاہِ رفیع

جمالِ شمس و قمر کا سنگار ہے شب و روز
فروغِ شمسۂ ایوانِ بارگاہِ رفیع

ملائکہ ہیں فقط داب سلطنت کے لیے
خدا ہے آپ نگہبانِ بارگاہِ رفیع

حسنؔ جلالتِ شاہی سے کیوں جھجکتا ہے
گدا نواز ہے سلطانِ بارگاہِ رفیع

{ردیف غین معجمہ}

خوشبوے دشت طیبہ سے بس جائے گر دماغ

خوشبوے دشتِ طیبہ سے بس جائے گر دماغ
مہکائے بوے خلد مرا سر بسر دماغ

پایا ہے پاے صاحبِ معراج سے شرف
ذرّاتِ کوے طیبہ کا ہے عرش پر دماغ

مومن فداے نور و شمیم حضور ہیں
ہر دل چمک رہا ہے معطر ہے ہر دماغ

ایسا بسے کہ بوے گل خلد سے بسے
ہو یاد نقشِ پاے نبی کا جو گھر دماغ

آباد کر خدا کے لیے اپنے نور سے
ویران دل ہے دل سے زیادہ کھنڈر دماغ

ہر خارِ طیبہ زینتِ گلشن ہے عندلیب
نادان ایک پھول پر اتنا نہ کر دماغ

زاہد ہے مستحقِ کرامت گناہ گار
اللہ اکبر اتنا مزاج اس قدر دماغ

اے عندلیب خارِ حرم سے مثالِ گل
بک بک کے ہرزہ گوئی سے خالی نہ کر دماغ

بے نور دل کے واسطے کچھ بھیک مانگنے
ذرّاتِ خاکِ طیبہ کا ملتا اگر دماغ

ہر دم خیالِ پاک اقامت گزیں رہے
بن جائے گر دماغ نہ ہو رہ گزر دماغ

شاید کہ وصفِ پائے نبی کچھ بیاں کرے
پوری ترقیوں پہ رسا ہو اگر دماغ

اُس بد لگام کو خرد جال جانئے
منہ آئے ذکرِ پاک کو سن کر جو خر دماغ

اُن کے خیال سے وہ ملے امن اے حسنؔ
سر پر نہ آئے کوئی بلا ہو سپر دماغ

{ردیف فا}

کچھ غم نہیں اگرچہ زمانہ ہو بر خلاف

کچھ غم نہیں اگرچہ زمانہ ہو بر خلاف
اُن کی مدد رہے تو کرے کیا اَثر خلاف

اُن کا عدو اسیرِ بلاے نفاق ہے
اُس کی زبان و دل میں رہے عمر بھر خلاف

کرتا ہے ذکرِ پاک سے نجدی مخالفت
کم بخت بد نصیب کی قسمت ہے بر خلاف

اُن کی وجاہتوں میں کمی ہو محال ہے
بالفرض اک زمانہ ہو اُن سے اگر خلاف

اُٹھوں جو خوابِ مرگ سے آئے شمیمِ یار
یا ربّ نہ صبحِ حشر ہو بادِ سحر خلاف

قربان جاؤں رحمتِ عاجز نواز پر
ہوتی نہیں غریب سے اُن کی نظر خلاف

شانِ کرم کسی سے عوض چاہتی نہیں
لاکھ اِمتثالِ امر میں دل ہو ادھر خلاف

کیا رحمتیں ہیں لطف میں پھر بھی کمی نہیں
کرتے رہے ہیں حکم سے ہم عمر بھر خلاف

تعمیل حکمِ حق کا حسنؔ ہے اگر خیال
ارشادِ پاک سرورِ دیں کا نہ کر خلاف

رحمت نہ کس طرح ہو گنہگار کی طرف

رحمت نہ کس طرح ہو گنہگار کی طرف
رحمٰن خود ہے میرے طرفدار کی طرف

جانِ جناں ہے دشتِ مدینہ تری بہار
بُلبل نہ جائے گی کبھی گلزار کی طرف

انکار کا وقوع تو کیا ہو کریم سے
مائل ہوا نہ دل کبھی اِنکار کی طرف

جنت بھی لینے آئے تو چھوڑیں نہ یہ گلی
منہ پھیر بیٹھیں ہم تری دیوار کی طرف

منہ اُس کا دیکھتی ہیں بہاریں بہشت کی
جس کی نگاہ ہے ترے رُخسار کی طرف

جاں بخشیاں مسیح کو حیرت میں ڈالتیں
چُپ بیٹھے دیکھتے تری رفتار کی طرف

محشر میں آفتاب اُدھر گرم اور اِدھر
آنکھیں لگی ہیں دامنِ دلدار کی طرف

پھیلا ہوا ہے ہاتھ ترے دَر کے سامنے
گردن جھکی ہوئی تری دیوار کی طرف

گو بے شمار جرم ہوں گو بے عدد گناہ
کچھ غم نہیں جو تم ہو گنہگار کی طرف

یوں مجھ کو موت آئے تو کیا پوچھنا مرا
میں خاک پر نگاہ درِ یار کی طرف

کعبے کے صدقے دل کی تمنا مگر یہ ہے
مرنے کے وقت منہ ہو درِ یار کی طرف

دے جاتے ہیں مراد جہاں مانگیے وہاں
منہ ہونا چاہیے درِ سرکار کی طرف

روکے گی حشر میں جو مجھے پا شکستگی
دوڑیں گے ہاتھ دامنِ دلدار کی طرف

آہیں دلِ اسیر سے لب تک نہ آئی تھیں
اور آپ دوڑے آئے گرفتار کی طرف

دیکھی جو بے کسی تو انہیں رحم آ گیا
گھبرا کے ہو گئے وہ گنہگار کی طرف

بٹتی ہے بھیک دوڑتے پھرتے ہیں بے نوا
در کی طرف کبھی کبھی دیوار کی طرف

عالم کے دل تو بھر گئے دولت سے کیا عجب
گھر دوڑنے لگیں درِ سرکار کی طرف

آنکھیں جو بند ہوں تو مقدر کھلے حسنؔ
جلوے خود آئیں طالب دیدار کی طرف

{ردیف قاف}

ترا ظہور ہوا چشمِ نور کی رونق

ترا ظہور ہوا چشمِ نور کی رونق ❁ ترا ہی نور ہے بزمِ ظہور کی رونق
رہے نہ عفو میں پھر ایک ذرّہ شک باقی ❁ جو اُن کی خاکِ قدم ہو قبور کی رونق
نہ فرش کا یہ تجمل نہ عرش کا یہ جمال ❁ فقط ہے نور و ظہورِ حضور کی رونق
تمہارے نور سے روشن ہوئے زمین و فلک ❁ یہی جمال ہے نزدیک و دُور کی رونق
زبانِ حال سے کہتے ہیں نقشِ پا اُن کے ❁ ہمیں ہیں چہرۂ غلمان و حور کی رونق
ترے نثار ترا ایک جلوۂ رنگیں ❁ بہارِ جنت و حور و قصور کی رونق
ضیا زمین و فلک کی ہے جس تجلی سے ❁ الٰہی ہو وہ دلِ ناصبور کی رونق
یہی فروغ تو زیبِ صفا و زینت ہے ❁ یہی ہے حسنِ تجلی و نور کی رونق
حضور تیرہ و تاریک ہے یہ پتھر دل ❁ تجلیوں سے ہوئی کوہِ طور کی رونق
بجی ہے جن سے شبستانِ عالمِ امکاں ❁ وہی ہیں مجلسِ روزِ نشور کی رونق
کریں دلوں کو منور سراج (۱) کے جلوے ❁ فروغِ بزمِ عوارف ہو نور (۲) کی رونق

دعا خدا سے غمِ عشقِ مصطفےٰ کی ہے
حسنؔ یہ غم ہے نشاط و سُرور کی رونق

---

(۱) سراج العوارف مصنفہ حضرت پیر و مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔۱۲
(۲) متخلص حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ ۔۱۲

{ردیف کاف}

جو ہو سر کو رسائی اُن کے دَر تک

جو ہو سر کو رَسائی اُن کے دَر تک ❁ تو پہنچے تاجِ عزت اپنے سر تک
وہ جب تشریف لائے گھر سے در تک ❁ بھکاری کا بھرا ہے دَر سے گھر تک
دُہائی ناخدائے بے کساں کی ❁ کہ سیلابِ اَلم پہنچا کمر تک
الٰہی دل کو دے وہ سوزِ اُلفت ❁ پُھنکے سینہ جلن پہنچے جگر تک
نہ ہو جب تک تمہارا نام شامل ❁ دعائیں جا نہیں سکتیں اَثر تک
گزر کی راہ نکلی رہ گزر میں ❁ ابھی پہنچے نہ تھے ہم اُن کے دَر تک
خدایوں اُن کی اُلفت میں گمادے ❁ نہ پاؤں پھر کبھی اپنی خبر تک
بجائے چشم خود اُٹھ۔تا نہ ہو آڑ ❁ جمالِ یار سے تیری نظر تک
تری نعمت کے بُھوکے اہلِ دولت ❁ تری رحمت کا پیاسا ابر تر تک
نہ ہو گا دو قدم کا فاصلہ بھی ❁ الٰہ آباد سے احمد نگر تک
تمہارے حسن کے باڑے کے صدقے ❁ نمک خوارِ ملاحت ہے قمر تک
شبِ معراج تھے جلوے پہ جلوے ❁ شبستانِ دنیٰ سے اُن کے گھر تک
بلائے جان ہے اب ویرانیٔ دل ❁ چلے آؤ کبھی اس اُجڑے گھر تک
نہ کھول آنکھیں نگاہِ شوقِ ناقص ❁ بہت پردے ہیں حسنِ جلوہ گر تک
جہنم میں دھکیلیں نجدیوں کو ❁ حسنؔ جھوٹوں کو یوں پہنچائیں گھر تک

{ردیف لام}

طور نے تو خوب دیکھا جلوۂ شانِ جمال

طور نے تو خوب دیکھا جلوۂ شانِ جمال
اس طرف بھی اک نظر اے برقِ تابانِ جمال

اک نظر بے پردہ ہو جائے جو لمعانِ جمال
مَردُمِ دیدہ کی آنکھوں پر جو احسانِ جمال

چل گیا جس راہ میں سروِ خرامانِ جمال
نقشِ پا سے کھل گئے لاکھوں گلستانِ جمال

ہے شبِ غم اور گرفتارانِ ہجرانِ جمال
مہر کر ذرّوں پہ اے خورشیدِ تابانِ جمال

کر گیا آخر لباسِ لالہ و گُل میں ظہور
خاک میں ملتا نہیں خونِ شہیدانِ جمال

ذرّہ ذرّہ خاک کا ہو جائے گا خورشیدِ حشر
قبر میں لے جائیں گے عاشق جو ارمانِ جمال

ہو گیا شاداب عالم آ گئی فصلِ بہار
اُٹھ گیا پردہ کھلا بابِ گلستانِ جمال

جلوۂ موئے محاسن چہرۂ انور کے گرد
آبنوسی رحل پر رکھا ہے قرآنِ جمال

اُس کے جلوے سے نہ کیوں کافور ہوں ظلماتِ کفر
پیش گاہِ نور سے آیا ہے فرمانِ جمال

کیا کہوں کتنا ہے اُن کی رہ گزر میں جوشِ حُسن
آشکارا ذرّہ ذرّہ سے ہے میدانِ جمال

ذرّۂ دَر سے ترے ہم سفر ہوں کیا مہر و قمر
یہ ہے سلطانِ جمال اور وہ گدایانِ جمال

کیا مزے کی زندگی ہے زندگی عشاق کی
آنکھیں اُن کی جستجو میں دل میں ارمانِ جمال

رُوسیاہی نے شبِ دیجور کو شرما دیا
منہ اُجالا کر دے اے خورشیدِ تابانِ جمال

اَبروئے پُرخم سے پیدا ہے ہلالِ ماہِ عید
مطلعِ عارض سے روشن بدرِ تابانِ جمال

دل کشیِ حُسنِ جاناں کا ہو کیا عالم بیاں
دل فدائے آئینہ قربانِ جمال

پیشِ یوسف ہاتھ کاٹے ہیں زنانِ مصر نے
تیری خاطر سر کٹا بیٹھے فدایانِ جمال

تیرے ذرّہ پر شبِ غم کی جفائیں تابکے
نور کا تڑکا دکھا اے مہرِ تابانِ جمال

اتنی مدّت تک ہو دیدِ مصحفِ عارض نصیب
حفظ کرلوں ناظرہ پڑھ پڑھ کے قرآنِ جمال

یا خدا دل کی گلی سے کون گزرا ہے کہ آج
ذرّہ ذرّہ سے ہے طالع مہرِ تابانِ جمال

اُن کے در پر اس قدر بٹتا ہے باڑہ نور کا
جھولیاں بھر بھر کے لاتے ہیں گدایانِ جمال

نور کی بارش حسنؔ پر ہو ترے دیدار سے
دل سے دُھل جائے الٰہی داغِ حرمانِ جمال

بزمِ محشر منعقد کر مہرِ سامانِ جمال

بزمِ محشر منعقد کر مہرِ سامانِ جمال
دِل کے آئینوں کو مدت سے ہے اُرمانِ جمال

اپنا صدقہ بانٹتا آتا ہے سلطانِ جمال
جھولیاں پھیلائے دوڑیں بے نوایانِ جمال

جس طرح سے عاشقوں کا دل ہے قربانِ جمال
ہے یونہی قربان تیری شکل پر جانِ جمال

بے حجابانہ دکھا دو اک نظر آنِ جمال
صدقے ہونے کے لیے حاضر ہیں خواہانِ جمال

تیرے ہی قامت نے چمکایا مقدر حُسن کا
بس اسی اِکّے سے روشن ہے شبستانِ جمال

رُوح لے گی حشر تک خوشبوے جنت کے مزے
گر بسا دے گا کفن عطر گریبانِ جمال

مر گئے عُشاق لیکن وا ہے چشمِ منتظر
حشر تک آنکھیں تجھے ڈھونڈیں گی اے جانِ جمال

پیشگی ہی نقد جاں دیتے چلے ہیں مشتری
حشر میں کھولے گا یا رب کون دُکانِ جمال

عاشقوں کا ذکر کیا معشوق عاشق ہو گئے
انجمن کی انجمن صدقہ ہے اے جانِ جمال

تیری ذرّیت کا ہر ذرّہ نہ کیوں ہو آفتاب
سرزمینِ حُسن سے نکلی ہے یہ کانِ جمال

بزمِ محشر میں حسینانِ جہاں سب جمع ہیں
پر نظر تیری طرف اُٹھتی ہے اے جانِ جمال

آ رہی ہے ظلمتِ شب ہائے غم پیچھا کیے
نورِ یزداں ہم کو لے لے زیرِ دامانِ جمال

وسعتِ بازارِ محشر تنگ ہے اُس کے حضور
کس جگہ کھولے کسی کا حُسن دکانِ جمال

خوبرویانِ جہاں کو بھی یہی کہتے سنا
تم ہو شانِ حُسن جانِ حُسن ایمانِ جمال

تیرہ و تاریک رہتی بزمِ خوبانِ جہاں
گر ترا جلوہ نہ ہوتا شمعِ ایوانِ جمال

میں تصدق جاؤں اے شَمْسُ الضُّحیٰ بَدْرُ الدُّجیٰ
اِس دلِ تاریک پر بھی کوئی لمعانِ جمال

سب سے پہلے حضرت یوسف کا نامِ پاک لوں
میں گناؤں گر ترے اُمیدوارانِ جمال

بے بصر پر بھی یہ اُن کے حسن نے ڈالا اثر
دل میں ہے پھوٹی ہوئی آنکھوں پر ارمانِ جمال

عاشقوں نے رزم گاہوں میں گلے کٹوا دیے
واہ کس کس لطف سے کی عیدِ قربانِ جمال

یا خدا دیکھوں بہارِ خندۂ دنداں نما
برسے کشتِ آرزو پر ابرِ نیسانِ جمال

ظلمتِ مرقد سے اندیشہ حسنؔ کو کچھ نہیں
ہے وہ مداحِ حسیناں منقبت خوانِ جمال

{ردیف میم}

اے دینِ حق کے رہبر تم پر سلام ہر دم

اے دینِ حق کے رہبر تم پر سلام ہر دم
میرے شفیعِ محشر تم پر سلام ہر دم

اِس بے کس و حزیں پر جو کچھ گزر رہی ہے
ظاہر ہے سب وہ تم پر، تم پر سلام ہر دم

دُنیا و آخرت میں جب میں رہوں سلامت
پیارے پڑھوں نہ کیوں کر تم پر سلام ہر دم

دِل تفتگانِ فرقت پیاسے ہیں مدتوں سے
ہم کو بھی جامِ کوثر تم پر سلام ہر دم

بندہ تمہارے دَر کا آفت میں مبتلا ہے
رحم اے حبیبِ دَاور تم پر سلام ہر دم

بے وارثوں کے وارث بے والیوں کے والی
تسکینِ جانِ مضطر تم پر سلام ہر دم

للہ اب ہماری فریاد کو پہنچئے
بے حد ہے حال اَبتر تم پر سلام ہر دم

جلادِ نفسِ بد سے دیجے مجھے رہائی
اب ہے گلے پہ خنجر تم پر سلام ہر دم

دریوزہ گر ہوں میں بھی ادنیٰ سا اُس گلی کا
لطف و کرم ہو مجھ پر تم پر سلام ہر دم

کوئی نہیں ہے میرا میں کس سے داد چاہوں
سلطانِ بندہ پرور تم پر سلام ہر دم

غم کی گھٹائیں گھر کر آئی ہیں ہر طرف سے
اے مہرِ ذرہ پرور تم پر سلام ہر دم

بُلوا کے اپنے دَر پر اب مجھ کو دیجے عزت
پھرتا ہوں خوار دَر دَر تم پر سلام ہر دم

محتاج سے تمہارے سب کرتے ہیں کنارا
بس اک تمھیں ہو یاور تم پر سلام ہر دم

بہرِ خدا بچاؤ اِن خار ہائے غم سے
اک دل ہے لاکھ نشتر تم پر سلام ہر دم

کوئی نہیں ہمارا ہم کس کے دَر پہ جائیں
اے بے کسوں کے یاور تم پر سلام ہر دم

کیا خوف مجھ کو پیارے نارِ جحیم سے ہو
تم ہو شفیعِ محشر تم پر سلام ہر دم

اپنے گدائے دَر کی لیجے خبر خدارا
کیجے کرم حسنؔ پر تم پر سلام ہر دم

اے مدینہ کے تاجدار سلام

اے مدینہ کے تاجدار سلام ❁ اے غریبوں کے غمگسار سلام
تری اک اک اَدا پر اے پیارے ❁ سَو دُرودیں فدا ہزار سلام
رَبِّ سَلِّمْ کے کہنے والے پر ❁ جان کے ساتھ ہو نثار سلام
میرے پیارے پہ میرے آقا پر ❁ میری جانب سے لاکھ بار سلام
میری بگڑی بنانے والے پر ❁ بھیج اے میرے کردگار سلام
اُس پناہِ گناہ گاراں پر ❁ یہ سلام اور کروڑ بار سلام
اُس جوابِ سلام کے صدقے ❁ تا قیامت ہوں بے شمار سلام
اُن کی محفل میں ساتھ لے جائیں ❁ حسرتِ جانِ بے قرار سلام
پردہ میرا نہ فاش حشر میں ہو ❁ اے مرے حق کے راز دار سلام
وہ سلامت رہا قیامت میں ❁ پڑھ لیے جس نے دل سے چار سلام

عرض کرتا ہے یہ حسنؔ تیرا
تجھ پہ اے خُلد کی بہار سلام

تیرے دَر پہ ساجد ہیں شاہانِ عالم

ترے دَر پہ ساجد ہیں شاہانِ عالم ❁ تو سلطانِ عالم ہے اے جانِ عالم
یہ پیاری ادائیں یہ نیچی نگاہیں ❁ فدا جانِ عالم ہو اے جانِ عالم
کسی اور کو بھی یہ دولت ملی ہے ❁ گدا کس کے دَر کے ہیں شاہانِ عالم
میں دَر دَر پھروں چھوڑ کر کیوں ترا دَر ❁ اُٹھائے بَلا میری احسانِ عالم
میں سرکارِ عالی کے قربان جاؤں ❁ بھکاری ہیں اُس دَر کے شاہانِ عالم
مرے دبدبہ والے میں تیرے صدقے ❁ ترے دَر کے کُتّے ہیں شاہانِ عالم
تمہاری طرف ہاتھ پھیلے ہیں سب کے ❁ تمھیں پورے کرتے ہو ارمانِ عالم
مجھے زندہ کر دے مجھے زندہ کر دے ❁ مرے جانِ عالم مرے جانِ عالم
مسلماں مسلماں ہیں تیرے سبب سے ❁ مری جان تو ہی ہے ایمانِ عالم
مرے آن والے مرے شان والے ❁ گدائی ترے دَر کی ہے شانِ عالم
تُو بحرِ حقیقت تو دریائے عرفاں ❁ ترا ایک قطرہ ہے عرفانِ عالم
کوئی جلوہ میرے بھی روزِ سیہ پر ❁ خدا کے قمر مہرِ تابانِ عالم
بس اب کچھ عنایت ہو اب ملا کچھ ❁ انھیں تکتے رہنا فقیرانِ عالم
وہ دُولھا ہیں ساری خدائی براتی ❁ اُنھیں کے لیے ہے یہ سامانِ عالم
نہ دیکھا کوئی پھول تجھ سا نہ دیکھا ❁ بہت چھان ڈالے گلستانِ عالم
ترے کوچہ کی خاک ٹھہری ازل سے ❁ مری جاں علاجِ مریضانِ عالم
کوئی جانِ عیسیٰ کو جا کر خبر دے ❁ مرے جاتے ہیں دردمندانِ عالم
ابھی سارے بیمار ہوتے ہیں اچھے ❁ اگر لب ہلا دے وہ دَرمانِ عالم
مَسِیْحًا خدارا حسنؔ کی بھی سن لے ❁ بَلا میں ہے یہ لوٹ دامانِ عالم

جاتے ہیں سوئے مدینہ گھر سے ہم

جاتے ہیں سوئے مدینہ گھر سے ہم ❁ باز آئے ہندِ بد اختر سے ہم
مار ڈالے بے قراری شوق کی ❁ خوش تو جب ہوں اِس دلِ مضطر سے ہم
بے ٹھکانوں کا ٹھکانا ہے یہی ❁ اب کہاں جائیں تمہارے دَر سے ہم
تشنگیِ حشر سے کچھ غم نہیں ❁ ہیں غلامانِ شہِ کوثر سے ہم
اپنے ہاتھوں میں ہے دامانِ شفیع ❁ ڈر چکے بس فتنۂ محشر سے ہم
نقشِ پا سے جو ہوا ہے سرفراز ❁ دل بدل ڈالیں گے اُس پتھر سے ہم
گردن تسلیم خم کرنے کے ساتھ ❁ پھینکتے ہیں بارِ عصیاں سر سے ہم
گور کی شب تار ہے پر خوف کیا ❁ لَو لگائے ہیں رُخِ انور سے ہم
دیکھ لینا سب مرادیں مل گئیں ❁ جب لپٹ کر روئے اُن کے دَر سے ہم
کیا بندھا ہم کو خدا جانے خیال ❁ آنکھیں ملتے ہیں جو ہر پتھر سے ہم

جانے والے چل دیئے کب کے حسنؔ
پھر رہے ہیں ایک بس مضطر سے ہم

منقبت حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ

اللہ برائے غوثِ اعظم ❁ دے مجھ کو ولائے غوثِ اعظم
دیدارِ خدا تجھے مبارک ❁ اے محوِ لقائے غوثِ اعظم
وہ کون کریم صاحبِ جُود ❁ میں کون گدائے غوثِ اعظم
سوکھی ہوئی کھیتیاں ہری کر ❁ اے ابرِ سخائے غوثِ اعظم
اُمیدیں نصیب مشکلیں حل ❁ قربان عطائے غوثِ اعظم
کیا تیزیِ مہرِ حشر سے خوف ❁ ہیں زیرِ لوائے غوثِ اعظم
وہ اور ہیں جن کو کہیے محتاج ❁ ہم تو ہیں گدائے غوثِ اعظم
ہیں جانبِ نالۂ غریباں ❁ گوشِ شنوائے غوثِ اعظم
کیوں ہم کو ستائے نارِ دوزخ ❁ کیوں رد ہو دعائے غوثِ اعظم
بیگانے بھی ہو گئے یگانے ❁ دل کش ہے ادائے غوثِ اعظم
آنکھوں میں ہے نور کی تجلی ❁ پھیلی ہے ضیائے غوثِ اعظم
جو دم میں غنی کرے گدا کو ❁ وہ کیا ہے عطائے غوثِ اعظم
کیوں حشر کے دن ہو فاش پردہ ❁ ہیں زیرِ قبائے غوثِ اعظم
آئینۂ رُوئے خوب رویاں ❁ نقشِ کفِ پائے غوثِ اعظم
اے دل نہ ڈر بلاؤں سے اب ❁ وہ آئی صدائے غوثِ اعظم
اے غم جو ستائے اب تو جانوں ❁ لے دیکھ وہ آئے غوثِ اعظم
تارِ نفسِ ملائکہ ہے ❁ ہر تارِ قبائے غوثِ اعظم
سب کھول دے عقدہائے مشکل ❁ اے ناخنِ پائے غوثِ اعظم
کیا اُن کی ثنا لکھوں حسنؔ میں ❁ جاں باد فدائے غوثِ اعظم

اُسیروں کے مشکل کشا غوث اعظم

اسیروں کے مشکل کشا غوث اعظم ❁ فقیروں کے حاجت رَوا غوث اعظم
گھرا ہے بلاؤں میں بندہ تمہارا ❁ مدد کے لیے آؤ یا غوث اعظم
ترے ہاتھ میں ہاتھ میں نے دیا ہے ❁ ترے ہاتھ ہے لاج یا غوث اعظم
مریدوں کو خطرہ نہیں بحرِ غم سے ❁ کہ بیڑے کے ہیں ناخدا غوث اعظم
تمھیں دُکھ سنو اپنے آفت زدوں کا ❁ تمھیں درد کی دو دوا غوث اعظم
بھنور میں پھنسا ہے ہمارا سفینہ ❁ بچا غوث اعظم بچا غوث اعظم
جو دکھ بھر رہا ہوں جو غم سہ رہا ہوں ❁ کہوں کس سے تیرے سوا غوث اعظم
زمانے کے دُکھ درد کی رنج و غم کی ❁ ترے ہاتھ میں ہے دوا غوث اعظم
اگر سلطنت کی ہوس ہو فقیرو ❁ کہو شیئاً للہ یا غوث اعظم
نکالا ہے پہلے تو ڈوبے ہوؤں کو ❁ اور اب ڈوبتوں کو بچا غوث اعظم
جسے خلق کہتی ہے پیارا خدا کا ❁ اُسی کا ہے تو لاڈلا غوث اعظم
کیا غور جب گیارھویں بارھویں میں ❁ معمہ یہ ہم پر کھلا غوث اعظم
تمھیں وصلِ بے فصل ہے شاہِ دیں سے ❁ دیا حق نے یہ مرتبہ غوث اعظم
پھنسا ہے تباہی میں بیڑا ہمارا ❁ سہارا لگا دو ذرا غوث اعظم
مشائخ جہاں آئیں بہرِ گدائی ❁ وہ ہے تیری دولت سرا غوث اعظم
مری مشکلوں کو بھی آسان کیجے ❁ کہ ہیں آپ مشکل کشا غوث اعظم

وہاں سر جھکاتے ہیں سب اُونچے اُونچے ❁ جہاں ہے ترا نقشِ پا غوث اعظم
قسم ہے کہ مشکل کو مشکل نہ پایا ❁ کہا ہم نے جس وقت یا غوث اعظم
مجھے پھیر میں نفسِ کافر نے ڈالا ❁ بتا جایئے راستہ غوث اعظم
کھلا دے جو مرجھائی کلیاں دلوں کی ❁ چلا کوئی ایسی ہوا غوث اعظم
مجھے اپنی اُلفت میں ایسا گما دے ❁ نہ پاؤں پھر اپنا پتا غوث اعظم
بچا لے غلاموں کو مجبوریوں سے ❁ کہ تو عبدِ قادر ہے یا غوث اعظم
دکھا دے ذرا مہرِ رُخ کی تجلی ❁ کہ چھائی ہے غم کی گھٹا غوث اعظم
گرانے لگی ہے مجھے لغزشِ پا ❁ سنبھالو ضعیفوں کو یا غوث اعظم
لپٹ جائیں دامن سے اُس کے ہزاروں ❁ پکڑ لے جو دامن ترا غوث اعظم
سروں پہ جسے لیتے ہیں تاج والے ❁ تمہارا قدم ہے وہ یا غوث اعظم
دوائے نگاہے عطائے سخائے ❁ کہ شد دردِ ما لا دوا غوث اعظم
ز ہر رو و ہر راہ رویم بگرداں ❁ سوے خویش را ہم نما غوث اعظم
اَسیرِ کمند ہوا یم کریما ❁ بہ بخشائے بر حالِ ما غوث اعظم
فقیر تو چشمِ کرم از تو دارد ❁ نگاہے بحالِ گدا غوث اعظم
گدایم مگر از گدایانِ شاہے ❁ کہ گویندش اہلِ صفا غوث اعظم
کمر بست بر خونِ من نفسِ قاتل ❁ اغثنی برائے خدا غوث اعظم
اُدھر میں پیا موری ڈولت ہے نیّا ❁ کہوں کا سے اپنی بپا غوث اعظم
بپت میں کٹی موری سگری عمریا ❁ کرو مو پہ اپنی دَیا غوث اعظم
بھیو دو جو بیکنٹھ بگداد تو سے ❁ کہو موری نگری بھی آ غوث اعظم

کہے کس سے جا کر حسنؔ اپنے دل کی
سنے کون تیرے سوا غوث اعظم

{ردیف نون}

کون کہتا ہے کہ زینت خلد کی اچھی نہیں

کون کہتا ہے کہ زینت خلد کی اچھی نہیں
لیکن اے دل فرقتِ کوے نبی اچھی نہیں

رحم کی سرکار میں پُرسش ہے ایسوں کی بہت
اے دل اچھا ہے اگر حالت مری اچھی نہیں

تیرہ دل کو جلوۂ ماہِ عرب درکار ہے
چودھویں کے چاند تیری چاندنی اچھی نہیں

کچھ خبر ہے میں بُرا ہوں کیسے اچھے کا بُرا
مجھ بُرے پر زاہدو طعنہ زنی اچھی نہیں

اُس گلی سے دُور رہ کر کیا مریں ہم کیا جئیں
آہ ایسی موت ایسی زندگی اچھی نہیں

اُن کے دَر کی بھیک چھوڑیں سروری کے واسطے
اُن کے دَر کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

خاک اُن کے آستانے کی منگا دے چارہ گر
فکر کیا حالت اگر بیمار کی اچھی نہیں

سایۂ دیوار جاناں میں ہو بستر خاک پر
آرزوے تاج و تختِ خسروی اچھی نہیں

دردِ عصیاں کی ترقی سے ہوا ہوں جاں بلب
مجھ کو اچھا کیجیے حالت مری اچھی نہیں

ذرّۂ طیبہ کی طلعت کے مقابل اے قمر
گھٹتی بڑھتی چار دن کی چاندنی اچھی نہیں

موسمِ گل کیوں دکھائے جاتے ہیں یہ سبز باغ
دشتِ طیبہ جائیں گے ہم رہزنی اچھی نہیں

بے کسوں پر مہرباں ہے رحمتِ بیکس نواز
کون کہتا ہے ہماری بے کسی اچھی نہیں

بندۂ سرکار ہو پھر کر خدا کی بندگی
ورنہ اے بندے خدا کی بندگی اچھی نہیں

رُو سیہ ہوں منہ اُجالا کر دے اے طیبہ کے چاند
اِس اندھیرے پاکھ کی یہ تیرگی اچھی نہیں

خار ہاے دشتِ طیبہ چبھ گئے دل میں مرے
عارضِ گل کی بہار عارضی اچھی نہیں

صبحِ محشر چونک اے دل جلوۂ محبوب دیکھ
نور کا تڑکا ہے پیارے کاہلی اچھی نہیں

اُن کے دَر پر موت آجائے تو جی جاؤں حسنؔ
اُن کے دَر سے دُور رہ کر زندگی اچھی نہیں

نگاہِ لطف کے اُمیدوار ہم بھی ہیں

نگاہِ لطف کے اُمیدوار ہم بھی ہیں
لیے ہوئے یہ دلِ بے قرار ہم بھی ہیں

ہمارے دستِ تمنا کی لاج بھی رکھنا
ترے فقیروں میں اے شہر یار ہم بھی ہیں

اِدھر بھی توسنِ اقدس کے دو قدم جلوے
تمہاری راہ میں مُشتِ غبار ہم بھی ہیں

کھلا دو غنچۂ دل صدقہ باد دامن کا
اُمیدوارِ نسیمِ بہار ہم بھی ہیں

تمہاری ایک نگاہِ کرم میں سب کچھ ہے
پڑے ہوئے تو سرِ رہ گزار ہم بھی ہیں

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاکِ حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

یہ کس شہنشہِ والا کا صدقہ بٹتا ہے
کہ خسروؤں میں پڑی ہے پکار ہم بھی ہیں

ہماری بگڑی بنی اُن کے اختیار میں ہے
سپرد اُنھیں کے ہیں سب کاروبار ہم بھی ہیں

حسنؔ ہے جن کی سخاوت کی دُھوم عالم میں
اُنھیں کے تم بھی ہو اک ریزہ خوار، ہم بھی ہیں

کیا کریں محفل دلدار کو کیوں کر دیکھیں

کیا کریں محفل دلدار کو کیوں کر دیکھیں
اپنے سرکار کے دربار کو کیوں کر دیکھیں

تابِ نظارہ تو ہو ، یار کو کیوں کر دیکھیں
آنکھیں ملتی نہیں دیدار کو کیوں کر دیکھیں

دلِ مردہ کو ترے کوچہ میں کیوں کر لے جائیں
اثرِ جلوۂ رفتار کو کیوں کر دیکھیں

جن کی نظروں میں ہے صحرائے مدینہ بلبل
آنکھ اُٹھا کر ترے گلزار کو کیوں کر دیکھیں

عوضِ عفو گنہ بکتے ہیں اِک مجمع ہے
ہائے ہم اپنے خریدار کو کیوں کر دیکھیں

ہم گنہگار کہاں اور کہاں رؤیتِ عرش
سر اُٹھا کر تری دیوار کو کیوں کر دیکھیں

اور سرکار بنے ہیں تو انھیں کے دَر سے
ہم گدا اور کی سرکار کو کیوں کر دیکھیں

دستِ صیاد سے آہو کو چھڑائیں جو کریم
دامِ غم میں وہ گرفتار کو کیوں کر دیکھیں

تابِ دیدار کا دعویٰ ہے جنھیں سامنے آئیں
دیکھتے ہیں ترے رُخسار کو کیوں کر دیکھیں

دیکھیے کوچۂ محبوب میں کیوں کر پہنچیں
دیکھیے جلوۂ دیدار کو کیوں کر دیکھیں

اہل کارانِ سقر اور اِرادہ سے حسنؔ
نازِ پروردۂ سرکار کو کیوں کر دیکھیں

نہ کیوں آرائشیں کرتا خدا دنیا کے ساماں میں

نہ کیوں آرائشیں کرتا خدا دُنیا کے ساماں میں
تمھیں دُولھا بنا کر بھیجنا تھا بزمِ امکاں میں

یہ رنگینی یہ شادابی کہاں گلزارِ رضواں میں
ہزاروں جنتیں آ کر بسی ہیں کوے جاناں میں

خزاں کا کس طرح ہو دخل جنت کے گلستاں میں
بہاریں بس چکی ہیں جلوۂ رنگینِ جاناں میں

تم آئے روشنی پھیلی ہُوا دن کھل گئی آنکھیں
اندھیرا سا اندھیرا چھا رہا تھا بزمِ اِمکاں میں

تھکا ماندہ وہ ہے جو پاؤں اپنے توڑ کر بیٹھا
وہی پہنچا ہوا ٹھہرا جو پہنچا کوے جاناں میں

تمہارا کلمہ پڑھتا اُٹھے تم پر صدقے ہونے کو
جو پاے پاک سے ٹھوکر لگا دو جسمِ بے جاں میں

عجب انداز سے محبوبِ حق نے جلوہ فرمایا
سُرور آنکھوں میں آیا جان دل میں نور ایماں میں

فداے خار ہاے دشتِ طیبہ پھول جنت کے
یہ وہ کانٹے ہیں جن کو خود جگہ دیں گل رگِ جاں میں

ہر اک کی آرزو ہے پہلے مجھ کو ذبح فرمائیں
تماشا کر رہے ہیں مرنے والے عیدِ قرباں میں

ظہورِ پاک سے پہلے بھی صدقے تھے نبی تم پر
تمہارے نام ہی کی روشنی تھی بزمِ خوباں میں

کلیم آسانہ کیونکر غش ہو اُن کے دیکھنے والے
نظر آتے ہیں جلوے طور کے رُخسارِ تاباں میں

ہوا بدلی گھرے بادل کھلے گل بلبلیں چہکیں
تم آئے یا بہارِ جاں فزا آئی گلستاں میں

کسی کو زندگی اپنی نہ ہوتی اِس قدر میٹھی
مگر دھوون تمہارے پاؤں کا ہے شیرۂ جاں میں

اُسے قسمت نے اُس کے جیتے جی جنت میں پہنچایا
جو دم لینے کو بیٹھا سایۂ دیوارِ جاناں میں

کیا پروانوں کو بلبل نرالی شمع لائے تم
گرے پڑتے تھے جو آتش پہ وہ پہنچے گلستاں میں

نسیمِ طیبہ سے بھی شمع گل ہو جائے لیکن یوں
کہ گلشن پھولیں جنت لہلہا اُٹھے چراغاں میں

اگر دودِ چراغِ مِ شہ چھو جائے کاجل سے
شبِ قدرِ تجلی کا ہو سرمہ چشمِ خوباں میں

کرم فرمائے گر باغِ مدینہ کی ہوا کچھ بھی
گلِ جنت نکل آئیں ابھی سروِ چراغاں میں

چمن کیونکر نہ مہکیں بلبلیں کیونکر نہ عاشق ہوں
تمہارا جلوۂ رنگیں بھرا پھولوں نے داماں میں

اگر دودِ چراغِ بزم والا مَس کرے کچھ بھی
شمیمِ مشک بس جائے گلِ شمعِ شبستاں میں

یہاں کے سنگریزوں سے حسنؔ کیا لعل کو نسبت
یہ اُن کی راہ گزر میں ہیں وہ پتھر ہے بدخشاں میں

عجب کرم شہِ والا تبار کرتے ہیں

عجب کرم شہ والا تبار کرتے ہیں
کہ نا اُمیدوں کو اُمید وار کرتے ہیں

جما کے دل میں صفیں حسرت وتمنا کی
نگاہِ لطف کا ہم انتظار کرتے ہیں

مجھے فسردگیِ بخت کا اَلم کیا ہو
وہ ایک دم میں خزاں کو بہار کرتے ہیں

خدا سگانِ نبی سے یہ مجھ کو سنوا دے
ہم اپنے کتوں میں تجھ کو شمار کرتے ہیں

ملائکہ کو بھی ہیں کچھ فضیلتیں ہم پر
کہ پاس رہتے ہیں طوفِ مزار کرتے ہیں

جو خوش نصیب یہاں خاکِ در پہ بیٹھے ہیں
جلوسِ مسندِ شاہی سے عار کرتے ہیں

ہمارے دل کی لگی بھی وہی بجھا دیں گے
جو دم میں آگ کو باغ و بہار کرتے ہیں

اشارہ کر دو تو بادِ خلاف کے جھونکے
ابھی ہمارے سفینے کو پار کرتے ہیں

تمہارے دَر کے گداؤں کی شان عالی ہے
وہ جس کو چاہتے ہیں تاجدار کرتے ہیں

گدا گدا ہے گدا وہ تو کیا ہی چاہے ادب
بڑے بڑے ترے دَر کا وقار کرتے ہیں

تمام خلق کو منظور ہے رضا جن کی
رضا حضور کی وہ اختیار کرتے ہیں

سنا کے وصفِ رُخِ پاک عندلیب کو ہم
رہینِ آمدِ فصلِ بہار کرتے ہیں

ہوا خلاف ہو چکرائے ناؤ کیا غم ہے
وہ ایک آن میں بیڑے کو پار کرتے ہیں

اَنَـا لَھَـا سے وہ بازارِ کسمپرساں میں
تسلّیِ دلِ بے اختیار کرتے ہیں

بنائی پشت نہ کعبہ کی اُن کے گھر کی طرف
جنھیں خبر ہے وہ ایسا وقار کرتے ہیں

کبھی وہ تاجورانِ زمانہ کر نہ سکیں
جو کام آپ کے خدمت گزار کرتے ہیں

ہوائے دامنِ جاناں کے جاں فزا جھونکے
خزاں رسیدوں کو باغ و بہار کرتے ہیں

سگانِ کوئے نبی کے نصیب پر قرباں
پڑے ہوئے سرِ راہ افتخار کرتے ہیں

کوئی یہ پوچھے مرے دل سے میری حسرت سے
کہ تُو نے حال میں کیا غمگسار کرتے ہیں

وہ اُن کے دَر کے فقیروں سے کیوں نہیں کہتے
جو شکوۂ ستمِ روزگار کرتے ہیں

تمہارے ہجر کے صدموں کی تاب کس کو ہے
یہ چوبِ خشک کو بھی بے قرار کرتے ہیں

کسی بلا سے اُنھیں پہنچے کس طرح آسیب
جو تیرے نام سے اپنا حصار کرتے ہیں

یہ نرم دل ہیں وہ پیارے کہ سختیوں پر بھی
عدو کے حق میں دعا بار بار کرتے ہیں

کشودِ عقدۂ مشکل کی کیوں میں فکر کروں
یہ کام تو مرے طیبہ کے خار کرتے ہیں

زمینِ کوئے نبی کے جو لیتے ہیں بوسے
فرشتگانِ فلک اُن کو پیار کرتے ہیں

تمہارے دَر پہ گدا بھی ہیں ہاتھ پھیلائے
تمھیں سے عرضِ دُعا شہریار کرتے ہیں

کسے ہے دیدِ جمالِ خدا پسند کی تاب
وہ پورے جلوے کہاں آشکار کرتے ہیں

ہمارے نخلِ تمنا کو بھی وہ پھل دیں گے
درختِ خشک کو جو باردار کرتے ہیں

پڑے ہیں خوابِ تغافل میں ہم مگر مولیٰ
طرح طرح سے ہمیں ہوشیار کرتے ہیں

سنا نہ مرتے ہوئے آج تک کسی نے اُنھیں
جو اپنے جان و دل اُن پر نثار کرتے ہیں

اُنھیں کا جلوہ سرِ بزم دیکھتے ہیں پتنگ
انھیں کی یاد چمن میں ہزار کرتے ہیں

مرے کریم نہ آہو کو قید دیکھ سکے
عبث اسیرِ الم انتشار کرتے ہیں

جو ذرّے آتے ہیں پائے حضور کے نیچے
چمک کے مہر کو وہ شرمسار کرتے ہیں

جو موے پاک کو رکھتے ہیں اپنی ٹوپی میں
شجاعتیں وہ دمِ کارزار کرتے ہیں

جدھر وہ آتے ہیں اب اُس میں دل ہوں یا راہیں
مہک سے گیسوؤں کی مشکبار کرتے ہیں

حسن کی جان ہو اُس وسعتِ کرم پہ نثار
کہ اک جہان کو اُمیدوار کرتے ہیں

منقبت حضور اچھے میاں رضی اللہ عنہ

سن لو میری اِلتجا اچھے میاں ❁ میں تصدق میں فدا اچھے میاں
اب کمی کیا ہے خدا دے بندہ لے ❁ میں گدا تم بادشا اچھے میاں
دین و دنیا میں بہت اچھا رہا ❁ جو تمہارا ہو گیا اچھے میاں
اس بُرے کو آپ اچھا کیجیے ❁ آپ اچھے میں بُرا اچھے میاں
ایسے اچھے کا بُرا ہوں میں بُرا ❁ جن کو اچھوں نے کہا اچھے میاں
میں حوالے کر چکا ہوں آپ کے ❁ اپنا سب اچھا بُرا اچھے میاں
آپ جانیں مجھ کو اس کی فکر کیا ❁ میں بُرا ہوں یا بھلا اچھے میاں
مجھ بُرے کے کیسے اچھے ہیں نصیب ❁ میں بُرا ہوں آپ کا اچھے میاں
اپنے منگتا کو بُلا کر بھیک دی ❁ اے میں قربانِ عطا اچھے میاں
مشکلیں آسان فرما دیجیے ❁ اے مرے مشکل کشا اچھے میاں
میری جھولی بھر دو دستِ فیض سے ❁ حاضرِ دَر ہے گدا اچھے میاں
دَم قدم کی خیر منگتا ہوں ترا ❁ دَم قدم کی خیر لا اچھے میاں
جاں بلب ہوں دردِ عصیاں سے حضور ❁ جاں بلب کو دو شفا اچھے میاں
دشمنوں کی ہے چڑھائی الغیاث ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
نفسِ سرکش دَر پئے آزار ہے ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
شام ہے نزدیک صحرا ہولناک ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

نزع کی تکلیف اِغوائے عدو ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
وہ سوالِ قبر وہ شکلیں مہیب ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
پرسشِ اعمال اور مجھ سا اثیم ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
بارِ عصیاں سر پہ رعشہ پاؤں میں ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
خالی ہاتھ آیا بھرے بازار میں ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
مجرمِ ناکارہ و دیوانِ عدل ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
پوچھتے ہیں کیا کہا تھا کیا کیا ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
پا شکستہ اور عبورِ پُلِ صراط ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
خائن و خاطی سے لیتے ہیں حساب ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
بھول جاؤں میں نہ سیدھی راہ کو ❁ میرے اچھے رہنما اچھے میاں
تم مجھے اپنا بنا لو بہرِ غوث ❁ میں تمہارا ہو چکا اچھے میاں
کون دے مجھ کو مرادیں آپ دیں ❁ میں ہوں کس کا آپ کا اچھے میاں
یہ گھٹائیں غم کی یہ روزِ سیاہ ❁ مہر فرما مہ لقا اچھے میاں
احمدِ نوری کا صدقہ ہر جگہ ❁ منہ اُجالا ہو مرا اچھے میاں
آنکھ نیچی دونوں عالم میں نہ ہو ❁ بول بولا ہو مرا اچھے میاں
میرے بھائی جن کو کہتے ہیں رضا ❁ جو ہیں اِس دَر کے گدا اچھے میاں
اِن کی منہ مانگی مرادیں ہوں حصول ❁ آپ فرمائیں عطا اچھے میاں
عمر بھر میں اِن کے سایہ میں رہوں ❁ اِن پہ سایہ آپ کا اچھے میاں
مجھ کو میرے بھائیوں کو حشر تک ❁ ہو نہ غم کا سامنا اچھے میاں
مجھ پہ میرے بھائیوں پہ ہر گھڑی ❁ ہو کرم سرکار کا اچھے میاں
مجھ سے میرے بھائیوں سے دُور ہو ❁ دُکھ مرض ہر قسم کا اچھے میاں
میری میرے بھائیوں کی حاجتیں ❁ فضل سے کیجے رَوا اچھے میاں

ہم غلاموں کے جو ہیں لختِ جگر ❁ خوش رہیں سب دائما اچھے میاں
پنجتن کا سایہ پانچوں پر رہے ❁ اور ہو فضلِ خدا اچھے میاں
سب عزیزوں سب قریبوں پر رہے ❁ سایۂ فضل و عطا اچھے میاں
غوثِ اعظم قطبِ عالم کے لیے ❁ رَد نہ ہو میری دعا اچھے میاں

ہو حسنؔ سرکارِ والا کا حسن
کیجیے ایسی عطا اچھے میاں

{ردیف واو}

دل میں ہو یاد تری گوشۂ تنہائی ہو

دل میں ہو یاد تری گوشۂ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

آستانے پہ ترے سر ہو اَجل آئی ہو
اور اے جانِ جہاں تو بھی تماشائی ہو

خاک پامال غریباں کو نہ کیوں زندہ کرے
جس کے دامن کی ہوا بادِ مسیحائی ہو

اُس کی قسمت پہ فدا تختِ شہی کی راحت
خاکِ طیبہ پہ جسے چین کی نیند آئی ہو

تاج والوں کی یہ خواہش ہے کہ اُن کے دَر پر
ہم کو حاصل شرفِ ناصیہ فرسائی ہو

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

آج جو عیب کسی پر نہیں کھلنے دیتے
کب وہ چاہیں گے مری حشر میں رُسوائی ہو

کیوں کریں بزمِ شبستانِ جناں کی خواہش
جلوۂ یار جو شمعِ شبِ تنہائی ہو

خلعتِ مغفرت اُس کے لیے رحمت لائے
جس نے خاکِ درِ شہ جامۂ کفن پائی ہو

یہی منظور تھا قدرت کو کہ سایہ نہ بنے
ایسے یکتا کے لیے ایسی ہی یکتائی ہو

ذکرِ خدام نہیں مجھ کو بتا دیں دشمن
کوئی نعمت بھی کسی اور سے گر پائی ہو

جب اُٹھے دستِ اجل سے مری ہستی کا حجاب
کاش اِس پردہ کے اندر تری زیبائی ہو

دیکھیں جاں بخشیِ لب کو تو کہیں خضر و مسیح
کیوں مرے کوئی اگر ایسی مسیحائی ہو

کبھی ایسا نہ ہوا اُن کے کرم کے صدقے
ہاتھ کے پھیلنے سے پہلے نہ بھیک آئی ہو

بند جب خوابِ اجل سے ہوں حسنؔ کی آنکھیں
اِس کی نظروں میں ترا جلوۂ زیبائی ہو

اے راحتِ جاں جو ترے قدموں سے لگا ہو

اے راحتِ جاں جو ترے قدموں سے لگا ہو
کیوں خاک بسر صورتِ نقشِ کفِ پا ہو

ایسا نہ کوئی ہے نہ کوئی ہو نہ ہوا ہو
سایہ بھی تو اک مثل ہے پھر کیوں نہ جدا ہو

اللہ کا محبوب بنے جو تمھیں چاہے
اُس کا تو بیاں ہی نہیں کچھ تم جسے چاہو

دل سب سے اُٹھا کر جو پڑا ہو ترے دَر پر
اُفتادِ دو عالم سے تعلق اُسے کیا ہو

اُس ہاتھ سے دل سوختہ جانوں کے ہرے کر
جس سے رطبِ سوختہ کی نشوونما ہو

ہر سانس سے نکلے گلِ فردوس کی خوشبو
گر عکس فگن دل میں وہ نقشِ کفِ پا ہو

اُس دَر کی طرف اس لیے میزاب کا منہ ہے
وہ قبلۂ کونین ہے یہ قبلہ نما ہو

بے چین رکھے مجھ کو ترا دردِ محبت
مِٹ جائے وہ دل پھر جسے ارمانِ دوا ہو

یہ میری سمجھ میں کبھی آ ہی نہیں سکتا
ایمان مجھے پھیرنے کو تو نے دیا ہو

اُس گھر سے عیاں نورِ الٰہی ہو ہمیشہ
تم جس میں گھڑی بھر کے لیے جلوہ نما ہو

مقبول ہیں اَبرو کے اشارہ سے دعائیں
کب تیرِ کماندارِ نبوت کا خطا ہو

ہو سلسلہ اُلفت کا جسے زُلفِ نبی سے
اُلجھے نہ کوئی کام نہ پابندِ بلا ہو

شکر ایک کرم کا بھی اَدا ہو نہیں سکتا
دل اُن پہ فدا جانِ حسنؔ اُن پہ فدا ہو

-: دیگر :-

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ کو معلوم ہے کیا جانیے کیا ہو

یہ کیوں کہوں مجھ کو یہ عطا ہو یہ عطا ہو
وہ دو کہ ہمیشہ مرے گھر بھر کا بھلا ہو

جس بات میں مشہورِ جہاں ہے لبِ عیسیٰ
اے جانِ جہاں وہ تری ٹھوکر سے ادا ہو

ٹوٹے ہوئے دم جوش پہ طوفانِ معاصی
دامن نہ ملے اُن کا تو کیا جانیے کیا ہو

یوں جھک کے ملے ہم سے کمینوں سے وہ جس کو
اللہ نے اپنے ہی لیے خاص کیا ہو

مٹی نہ ہو برباد پسِ مرگ الٰہی
جب خاک اُڑے میری مدینہ کی ہوا ہو

منگتا تو ہیں منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دے
جس کو مرے سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

قدرت نے ازل میں یہ لکھا اُن کی جبیں پر
جو اِن کی رضا ہو وہی خالق کی رضا ہو

ہر وقت کرم بندہ نوازی پہ تُلا ہے
کچھ کام نہیں اس سے بُرا ہو کہ بھلا ہو

سو جاں سے گنہگار کا ہو رختِ عمل چاک
پردہ نہ کھلے گر ترے دامن سے بندھا ہو

اَبرار نکوکار خدا کے ہیں خدا کے
اُن کا ہے وہ اُن کا ہے جو بد ہو جو بُرا ہو

اَے نفس اُنھیں رنج دیا اپنی بدی سے
کیا قہر کیا تو نے ارے تیرا بُرا ہو

اللہ یونہی عمر گزر جائے گدا کی
سرخم ہو درِ پاک پر اور ہاتھ اُٹھا ہو

شاباش حسنؔ اور چمکتی سی غزل پڑھ
دل کھول کر آئینۂ ایماں کی جلا ہو

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینے پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو

کیوں اپنی گلی میں وہ رواداِر صدا ہو
جو بھیک لیے راہِ گدا دیکھ رہا ہو

گر وقتِ اجل سر تری چوکھٹ پہ جھکا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدہ میں ادا ہو

ہمسایۂ رحمت ہے ترا سایۂ دیوار
رُتبہ سے تنزل کرے تو ظلّ ہُما ہو

موقوف نہیں صبح قیامت ہی پہ یہ عرض
جب آنکھ کھلے سامنے تو جلوہ نما ہو

دے اُس کو دمِ نزع اگر حور بھی ساغر
منہ پھیر لے جو تشنۂ دیدار ترا ہو

فردوس کے باغوں سے اِدھر مل نہیں سکتا
جو کوئی مدینہ کے بیاباں میں گما ہو

دیکھا اُنھیں محشر میں تو رحمت نے پکارا
آزاد ہے جو آپ کے دامن سے بندھا ہو

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو

ویراں ہوں جب آباد مکاں صبحِ قیامت
اُجڑا ہوا دل آپ کے جلووں سے بسا ہو

ڈھونڈا ہی کریں صدرِ قیامت کے سپاہی
وہ کس کو ملے جو ترے دامن میں چھپا ہو

جب دینے کو بھیک آئے سرِ کوے، گدایاں
لب پر یہ دعا تھی مرے منگتا کا بھلا ہو

جھک کر اُنھیں ملنا ہے ہر اک خاک نشیں سے
کس واسطے نیچا نہ وہ دامانِ قبا ہو

تم کو تو غلاموں سے ہے کچھ ایسی محبت
ہے ترکِ اَدب ورنہ کہیں ہم پہ فدا ہو

دے ڈالیے اپنے لبِ جاں بخش کا صدقہ
اے چارۂ دل دردِ حسنؔ کی بھی دوا ہو

{ردیف ہاے ہوز}

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ ❁ کہ سب جنتیں ہے نثارِ مدینہ
مبارک رہے عندلیبو تمھیں گل ❁ ہمیں گل سے بہتر ہے خارِ مدینہ
بنا شہ نشیں خسروِ دو جہاں کا ❁ بیاں کیا ہو عز و وقارِ مدینہ
مری خاک یارب نہ برباد جائے ❁ پسِ مرگ کر دے غبارِ مدینہ
کبھی تو معاصی کے خرمن میں یارب ❁ لگے آتشِ لالہ زارِ مدینہ
رگِ گل کی جب نازکی دیکھتا ہوں ❁ مجھے یاد آتے ہیں خارِ مدینہ
ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی ❁ شب و روز خاکِ مزارِ مدینہ
جدھر دیکھیے باغِ جنت کھلا ہے ❁ نظر میں ہیں نقش و نگارِ مدینہ
رہیں اُن کے جلوے بسیں اُن کے جلوے ❁ مرا دل بنے یادگارِ مدینہ
حرم ہے اسے ساحتِ ہر دو عالم ❁ جو دل ہو چکا ہے شکارِ مدینہ
دو عالم میں بٹتا ہے صدقہ یہاں کا ❁ ہمیں اک نہیں ریزہ خوارِ مدینہ
بنا آسماں منزلِ ابنِ مریم ❁ گئے لامکاں تاجدارِ مدینہ
مرادِ دلِ بلبلِ بے نوا دے ❁ خدایا دکھا دے بہارِ مدینہ

شرف جن سے حاصل ہوا انبیا کو
وہی ہیں حسنؔ افتخارِ مدینہ

{ردیف یائے تحتانی}

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اُٹھا لے جائے تھوڑی خاک اُن کے آستانے سے

تمہارے دَر کے ٹکڑوں سے پڑا پلتا ہے اِک عالم
گزارا سب کا ہوتا ہے اِسی محتاج خانے سے

شب اسریٰ کے دُولھا پر نچھاور ہونے والی تھی
نہیں تو کیا غرض تھی اِتنی جانوں کے بنانے سے

کوئی فردوس ہو یا خلد ہو ہم کو غرض مطلب
لگایا اب تو بستر آپ ہی کے آستانے سے

نہ کیوں اُن کی طرف اللہ سو سو پیار سے دیکھے
جو اپنی آنکھیں مَلتے ہیں تمہارے آستانے سے

تمہارے تو وہ اِحساں اور یہ نافرمانیاں اپنی
ہمیں تو شرم سی آتی ہے تم کو منہ دکھانے سے

بہارِ خلد صدقے ہو رہی ہے روئے عاشق پر
کھلی جاتی ہیں کلیاں دل کی تیرے مسکرانے سے

زمیں تھوڑی سی دے دے بہرِ مدفن اپنے کوچے میں
لگا دے میرے پیارے میری مٹی بھی ٹھکانے سے

پلٹتا ہے جو زائر اُس سے کہتا ہے نصیب اُس کا
ارے غافل قضا بہتر ہے یاں سے پھر کے جانے سے

بلا لو اپنے دَر پر اب تو ہم خانہ بدوشوں کو
پھریں کب تک ذلیل و خوار دَر دَر بے ٹھکانے سے

نہ پہنچے اُن کے قدموں تک نہ کچھ حسنِ عمل ہی ہے
حسنؔ کیا پوچھتے ہو ہم گئے گزرے زمانے سے

مبارک ہو وہ شہ پردہ سے باہر آنے والا ہے

مبارک ہو وہ شہ پردہ سے باہر آنے والا ہے
گدائی کو زمانہ جس کے در پر آنے والا ہے

چکوروں سے کہو ماہِ دل آرا ہے چمکنے کو
خبر ذرّوں کو دو مہرِ منور آنے والا ہے

فقیروں سے کہو حاضر ہوں جو مانگیں گے پائیں گے
کہ سلطانِ جہاں محتاج پرور آنے والا ہے

کہو پروانوں سے شمع ہدایت اب چمکتی ہے
خبر دو بلبلوں کو وہ گلِ تر آنے والا ہے

کہاں ہیں ٹوٹی اُمیدیں کہاں ہیں بے سہارا دل
کہ وہ فریاد رس بیکس کا یاور آنے والا ہے

ٹھکانہ بے ٹھکانوں کا سہارا بے سہاروں کا
غریبوں کی مدد بیکس کا یاور آنے والا ہے

بر آئیں گی مرادیں حسرتیں ہو جائیں گی پوری
کہ وہ مختارِ کل عالم کا سرور آنے والا ہے

مبارک درد مندوں کو ہو مژدہ بیقراروں کو
قرارِ دل شکیبِ جانِ مضطر آنے والا ہے

گنہ گارو نہ ہو مایوس تم اپنی رہائی سے
مدد کو وہ شفیعِ روزِ محشر آنے والا ہے

جھکا لائے نہ کیوں تاروں کو شوقِ جلوۂ عارض
کہ وہ ماہِ دل آرا اب زمیں پر آنے والا ہے

کہاں ہیں بادشاہانِ جہاں آئیں سلامی کو
کہ اب فرمانروائے ہفت کشور آنے والا ہے

سلاطینِ زمانہ جس کے دَر پر بھیک مانگیں گے
فقیروں کو مبارک وہ تونگر آنے والا ہے

یہ ساماں ہو رہے تھے مدتوں سے جس کی آمد کے
وہی نوشاہ با صد شوکت و فر آنے والا ہے

وہ آتا ہے کہ ہے جس کا فدائی عالم بالا
وہ آتا ہے کہ دل عالم کا جس پر آنے والا ہے

نہ کیوں ذرّوں کو ہو فرحت کہ چمکا اخترِ قسمت
سحر ہوتی ہے خورشیدِ منور آنے والا ہے

حسنؔ کہہ دے اُٹھیں سب اُمتی تعظیم کی خاطر
کہ اپنا پیشوا اپنا پیمبر آنے والا ہے

جائے گی ہنستی ہوئی خلد میں اُمت اُن کی

جائے گی ہنستی ہوئی خلد میں اُمت اُن کی
کب گوارا ہوئی اللہ کو رقّت اُن کی

ابھی پھٹتے ہیں جگر ہم سے گنہگاروں کے
ٹوٹے دل کا جو سہارا نہ ہو رحمت اُن کی

دیکھ آنکھیں نہ دکھا مہرِ قیامت ہم کو
جن کے سایہ میں ہیں ہم دیکھی ہے صورت اُن کی

حُسنِ یوسف دمِ عیسیٰ پہ نہیں کچھ موقوف
جس نے جو پایا ہے پایا ہے بدولت اُن کی

اُن کا کہنا نہ کریں جب بھی وہ ہم کو چاہیں
سرکشی اپنی تو یہ اور وہ چاہت اُن کی

پار ہو جائے گا اک آن میں بیڑا اپنا
کام کر جائے گی محشر میں شفاعت اُن کی

حشر میں ہم سے گنہگار پریشاں خاطر
عفوِ رحمٰن و رحیم اور شفاعت اُن کی

خاکِ دَر تیری جو چہروں پہ مَلے پھرتے ہیں
کس طرح بھائے نہ اللہ کو صورت اُن کی

عاصیو کیوں غمِ محشر میں مرے جاتے ہو
سنتے ہیں بندہ نوازی تو ہے عادت اُن کی

جلوۂ شانِ الٰہی کی بہاریں دیکھو
قد راء الحق کی ہے شرح زیارت اُن کی

باغِ جنت میں چلے جائیں گے بے پوچھے ہم
وقف ہے ہم سے مساکین پہ دولت اُن کی

یاد کرتے ہیں عدو کو بھی دعا ہی سے وہ
ساری دنیا سے نرالی ہے یہ عادت اُن کی

ہم ہوں اور اُن کی گلی خلد میں واعظ ہی رہیں
اے حسنؔ اُن کو مبارک رہے جنت اُن کی

ہم نے تقصیر کی عادت کر لی

ہم نے تقصیر کی عادت کر لی ❁ آپ اپنے پہ قیامت کر لی
میں چلا ہی تھا مجھے روک لیا ❁ مرے اللہ نے رحمت کر لی
ذکر شہ سن کے ہوئے بزم میں محو ❁ ہم نے جلوت میں بھی خلوت کر لی
نارِ دوزخ سے بچایا مجھ کو ❁ مرے پیارے بڑی رحمت کر لی
بال بیکا نہ ہوا پھر اُس کا ❁ آپ نے جس کی حمایت کر لی
رکھ دیا سر قدمِ جاناں پر ❁ اپنے بچنے کی یہ صورت کر لی
نعمتیں ہم کو کھلائیں اور آپ ❁ جو کی روٹی پہ قناعت کر لی
اُس سے فردوس کی صورت پوچھو ❁ جس نے طیبہ کی زیارت کر لی
شانِ رحمت کے تصدق جاؤں ❁ مجھ سے عاصی کی حمایت کر لی
فاقہ مستوں کو شکم سیر کیا ❁ آپ فاقہ پہ قناعت کر لی

اے حسنؔ کام کا کچھ کام کیا
یا یونہیں ختم پہ رُخصت کر لی

کیا خداداد آپ کی امداد ہے

کیا خداداد آپ کی اِمداد ہے ۞ اک نظر میں شاد ہر ناشاد ہے

مصطفےٰ تو برسرِ اِمداد ہے ۞ عفو تو کہہ کیا ترا اِرشاد ہے

بن پڑی ہے نفس کافر کیش کی ۞ کھیل بگڑا لو خبر فریاد ہے

اس قدر ہم اُن کو بھولے ہائے ہائے ۞ ہر گھڑی جن کو ہماری یاد ہے

نفسِ امارہ کے ہاتھوں اے حضور ۞ داد ہے بیداد ہے فریاد ہے

پھر چلی بادِ مخالف لو خبر ۞ ناؤ پھر چکرا گئی فریاد ہے

کھیل بگڑا ناؤ ٹوٹی میں چلا ۞ اے مرے والی بچا فریاد ہے

رات اندھیری میں اکیلا یہ گھٹا ۞ اے قمر ہو جلوہ گر فریاد ہے

عہد جو اُن سے کیا روزِ اَلست ۞ کیوں دلِ غافل تجھے کچھ یاد ہے

میں ہوں میں ہوں اپنی اُمت کے لیے ۞ کیا ہی پیارا پیارا یہ اِرشاد ہے

وہ شفاعت کو چلے ہیں پیشِ حق ۞ عاصیو تم کو مبارک باد ہے

کون سے دل میں نہیں یادِ حبیب ۞ قلبِ مومن مصطفےٰ آباد ہے

جس کو اُس دَر کی غلامی مل گئی ۞ وہ غمِ کونین سے آزاد ہے

جن کے ہم بندے وہی ٹھہرے شفیع ۞ پھر ' بیتاب کیوں ناشاد ہے

اُن کے دَر پر گر کے پھر اُٹھا نہ جائے ۞ جان و دل قربان کیا اُفتاد ہے

یہ عبادت زاہدو بے حُبِّ دوست ۞ مفت کی محنت ہے سب برباد ہے

ہم صفیروں سے ملیں کیوں کر حسنؔ
سخت دل اور سنگدل صیاد ہے

آپ کے در کی عجب توقیر ہے

آپ کے در کی عجب توقیر ہے ❁ جو یہاں کی خاک ہے اکسیر ہے
کام جو اُن سے ہوا پورا ہوا ❁ اُن کی جو تدبیر ہے تقدیر ہے
جس سے باتیں کیں اُنھیں کا ہو گیا ❁ واہ کیا تقریر پُر تاثیر ہے
جو لگائے آنکھ میں محبوب ہو ❁ خاکِ طیبہ سرمۂ تسخیر ہے
صدرِ اقدس ہے خزینہ راز کا ❁ سینہ کی تحریر میں تحریر ہے
ذرہ ذرہ سے ہے طالع نورِ شاہ ❁ آفتابِ حُسن عالم گیر ہے
لطف کی بارش ہے سب شاداب ہیں ❁ اَبرِ جودِ شاہ عالم گیر ہے
مجرمو اُن کے قدموں پر لوٹ جاؤ ❁ بس رہائی کی یہی تدبیر ہے
یا نبی مشکل کشائی کیجیے ❁ بندۂ در بے دل و دل گیر ہے
وہ سراپا لطف ہیں شانِ خدا ❁ وہ سراپا نور کی تصویر ہے
کان ہیں کانِ کرم جانِ کرم ❁ آنکھ ہے یا چشمۂ تنویر ہے

جانے والے چل دیے ہم رہ گئے
اپنی اپنی اے حسنؔ تقدیر ہے

نہ ہو مایوس میرے دُکھ درد والے

نہ مایوس ہو میرے دُکھ درد والے
درِ شہ پہ آ ہر مرض کی دوا لے

جو بیمار غم لے رہا ہو سنبھالے
وہ چاہے تو دَم بھر میں اس کو سنبھالے

نہ کر اس طرح اے دلِ زار نالے
وہ ہیں سب کی فریاد کے سننے والے

کوئی دم میں اب ڈوبتا ہے سفینہ
خدارا خبر میری اے ناخدا لے

سفر کر خیالِ رُخِ شہ میں اے جاں
مسافر نکل جا اُجالے اُجالے

تہی دست و سودائے بازارِ محشر
مری لاج رکھ لے مرے تاج والے

زہے شوکتِ آستانِ معلّٰی
یہاں سر جھکاتے ہیں سب تاج والے

سوا تیرے اے ناخدائے غریباں
وہ ہے کون جو ڈوبتوں کو نکالے

یہی عرض کرتے ہیں شیرانِ عالم
کہ تو اپنے کتوں کا کتا بنا لے

جسے اپنی مشکل ہو آسان کرنی
فقیرانِ طیبہ سے آ کر دعا لے

خدا کا کرم دستگیری کو آئے
ترا نام لے لیں اگر گرنے والے

درِ شہ پر اے دل مرادیں ملیں گی
یہاں بیٹھ کر ہاتھ سب سے اُٹھا لے

گھرا ہوں میں عصیاں کی تاریکیوں میں
خبر میری اے میرے بدرالدجیٰ لے

فقیروں کو ملتا ہے بے مانگے سب کچھ
یہاں جانتے ہی نہیں ٹالے بالے

لگائے ہیں پیوند کپڑوں میں اپنے
اُڑھائے فقیروں کو تم نے دوشالے

مٹا کفر کو، دین چمکا دے اپنا
بنیں مسجدیں ٹوٹ جائیں شوالے

جو پیشِ صنم سر جھکاتے تھے اپنے
بنے تیری رحمت سے اللہ والے

نگاہِ ز چشمِ کرم بر حسنؔ کن
بکویت رسید ست آشفتہ حالے

نہیں وہ صدمہ یہ دل کو کس کا خیالِ رحمت تھپک رہا ہے

نہیں وہ صدمہ یہ دل کو کس کا خیالِ رحمت تھپک رہا ہے
کہ آج رُک رُک کے خونِ دل کچھ مری مژہ سے ٹپک رہا ہے

لیا نہ ہو جس نے اُن کا صدقہ ملا نہ ہو جس کو اُن کا باڑا
نہ کوئی ایسا بشر ہے باقی نہ کوئی ایسا ملک رہا ہے

کیا ہے حق نے کریم تم کو اِدھر بھی للہ نگاہ کر لو
کہ دیر سے بینوا تمہارا تمہارے ہاتھوں کو تک رہا ہے

ہے کس کے گیسوے مشک بو کی شمیم عنبر فشانیوں پر
کہ جائے نغمہ صفیر بلبل سے مشکِ اَذفر ٹپک رہا ہے

یہ کس کے رُوے نکو کے جلوے زمانے کو کر رہے ہیں روشن
یہ کس کے گیسوے مشک بو سے مشامِ عالم مہک رہا ہے

حسنؔ عجب کیا جو اُن کے رنگِ ملیح کی تہ ہے پیرہن پر
کہ رنگ پُر نور مہر گردوں کئی فلک سے چمک رہا ہے

مرادیں مل رہی ہیں شاد شاد اُن کا سوالی ہے

مرادیں مل رہی ہیں شاد شاد اُن کا سوالی ہے
لبوں پر اِلتجا ہے ہاتھ میں روضے کی جالی ہے

تری صورت تری سیرت زمانے سے نرالی ہے
تری ہر ہر اَدا پیارے دلیلِ بے مثالی ہے

بشر ہو یا مَلک جو ہے ترے دَر کا سوالی ہے
تری سرکار والا ہے ترا دربار عالی ہے

وہ جگ داتا ہو تم سنسار باڑے کا سوالی ہے
دَیا کرنا کہ اِس منگتا نے بھی گدڑی بچھالی ہے

منور دل نہیں فیضِ قدومِ شہ سے روضہ ہے
مشبکِ سینۂ عاشق نہیں روضہ کی جالی ہے

تمہارا قامتِ یکتا ہے اِکا بزمِ وحدت کا
تمہاری ذاتِ بے ہمتا مثالِ بے مثالی ہے

فروغِ اخترِ بدر آفتابِ جلوۂ عارض
ضیاے طالعِ بدر اُن کا اَبروے ہلالی ہے

وہ ہیں اللہ والے جو تجھے والی کہیں اپنا
کہ تو اللہ والا ہے ترا اللہ والی ہے

سہارے نے ترے گیسو کے پھیرا ہے بلاؤں کو
اِشارے نے ترے ابرو کے آئی موت ٹالی ہے

نگہ نے تیر زحمت کے دلِ اُمت سے کھینچے ہیں
مژہ نے پھانس حسرت کی کلیجہ سے نکالی ہے

فقیرو بے نواؤ اپنی اپنی جھولیاں بھر لو
کہ باڑا بٹ رہا ہے فیض پر سرکارِ عالی ہے

تجھی کو خلعتِ یکتائیِ عالم ملا حق سے
ترے ہی جسم پہ موزوں قبائے بے مثالی ہے

نکالا کب کسی کو بزمِ فیضِ عام سے تم نے
نکالی ہے تو آنے والوں کی حسرت نکالی ہے

بڑھے کیونکر نہ پھر شکل ہلال اسلام کی رونق
ہلالِ آسمانِ دیں تری تیغِ ہلالی ہے

فقط اتنا سبب ہے اِنعقادِ بزمِ محشر کا
کہ اُن کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

خدا شاہد کہ روزِ حشر کا کھٹکا نہیں رہتا
مجھے جب یاد آتا ہے کہ میرا کون والی ہے

اُتر سکتی نہیں تصویر بھی حسنِ سراپا کی
کچھ اس درجہ ترقی پر تمہاری بے مثالی ہے

نہیں محشر میں جس کو دسترس آقا کے دامن تک
بھرے بازار میں اس بے نوا کا ہاتھ خالی ہے

نہ کیوں ہو اِتحادِ منزلت مکہ مدینہ میں
وہ بستی ہے نبی والی تو یہ اللہ والی ہے

شرف مکہ کی بستی کو ملا طیبہ کی بستی سے
نبی والی ہی کے صدقے میں وہ اللہ والی ہے

وہی والی وہی آقا وہی وارث وہی مولیٰ
میں اُن کے صدقے جاؤں اور میرا کون والی ہے

پکارا اے جانِ عیسیٰ سن لو اپنے خستہ حالوں کی
مرض نے دردمندوں کی غضب میں جان ڈالی ہے

مرادوں سے تمہیں دامن بھرو گے نامرادوں کے
غریبوں بیکسوں کا اور پیارے کون والی ہے

ہمیشہ تم کرم کرتے ہو بگڑے حال والوں پر
بگڑ کر میری حالت نے مری بگڑی بنا لی ہے

تمہارے دَر تمہارے آستاں سے میں کہاں جاؤں
نہ کوئی مجھ سا بیکس ہے نہ تم سا کوئی والی ہے

حسنؔ کا درد دُکھ موقوف فرما کر بحالی دو
تمہارے ہاتھ میں دنیا کی موقوفی بحالی ہے

کرے چارہ سازی زیارت کسی کی

کرے چارہ سازی زیارت کسی کی
بھرے زخم دل کے ملاحت کسی کی

چمک کر یہ کہتی ہے طلعت کسی کی
کہ دیدارِ حق ہے زیارت کسی کی

نہ رہتی جو پردوں میں صورت کسی کی
نہ ہوتی کسی کو زیارت کسی کی

عجب پیاری پیاری ہے صورت کسی کی
ہمیں کیا خدا کو ہے اُلفت کسی کی

ابھی پار ہوں ڈوبنے والے بیڑے
سہارا لگا دے جو رحمت کسی کی

کسی کو کسی سے ہوئی ہے نہ ہو گی
خدا کو ہے جتنی محبت کسی کی

دمِ حشر عاصی مزے لے رہے ہیں
شفاعت کسی کی ہے رحمت کسی کی

رہے دل کسی کی محبت میں ہر دم
رہے دل میں ہر دم محبت کسی کی

ترا قبضہ کونین و مافیہا سب پر
ہوئی ہے نہ ہو یوں حکومت کسی کی

خدا کا دیا ہے ترے پاس سب کچھ
ترے ہوتے کیا ہم کو حاجت کسی کی

زمانہ کی دولت نہیں پاس پھر بھی
زمانہ میں بٹتی ہے دولت کسی کی

نہ پہنچیں کبھی عقلِ کل کے فرشتے
خدا جانتا ہے حقیقت کسی کی

ہمارا بھروسہ ہمارا سہارا
شفاعت کسی کی حمایت کسی کی

قمر اک اشارے میں دو ٹکڑے دیکھا
زمانے پہ روشن ہے طاقت کسی کی

ہمیں ہیں کسی کی شفاعت کی خاطر
ہماری ہی خاطر شفاعت کسی کی

مصیبت زدو شاد ہو تم کہ اُن سے
نہیں دیکھی جاتی مصیبت کسی کی

نہ پہنچیں گے جب تک گنہگار اُن کے
نہ جائے گی جنت میں اُمت کسی کی

ہم ایسے گنہگار ہیں زہد والو
ہماری مدد پر ہے رحمت کسی کی

مدینہ کا جنگل ہو اور ہم ہوں زاہد
نہیں چاہیے ہم کو جنت کسی کی

ہزاروں ہوں خورشید محشر تو کیا غم
یہاں سایہ گستر ہے رحمت کسی کی

بھرے جائیں گے خلد میں اہلِ عصیاں
نہ جائے گی خالی شفاعت کسی کی

وہی سب کا مالک اُنہیں کا ہے سب کچھ
نہ عاصی کسی کے نہ جنت کسی کی

رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ پر تصدق
سب اُونچوں سے اُونچی ہے رفعت کسی کی

اُترنے لگے مَا رَمَیْتَ یَدُ اللہ
چڑھی ایسی زوروں پہ طاقت کسی کی

گدا خوش ہوں خَیرٌ لَّکَ کی صدا ہے
کہ دن دُونی بڑھتی ہے دولت کسی کی

فَتَرْضٰی نے ڈالی ہیں باہیں گلے میں
کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

خدا سے دعا ہے کہ ہنگامِ رُخصت
زبانِ حسنؔ پر ہو مدحت کسی کی

جان سے تنگ ہیں قیدی غمِ تنہائی کے

جان سے تنگ ہیں قیدی غمِ تنہائی کے
صدقے جاؤں میں تری انجمن آرائی کے

بزم آرا ہوں اُجالے تری زیبائی کے
کب سے مشتاق ہیں آئینے خود آرائی کے

ہو غبارِ درِ محبوب کہ گردِ رہِ دوست
جزوِ اعظم ہیں یہی سرمۂ بینائی کے

خاک ہو جائے اگر تیری تمناؤں میں
کیوں ملیں خاک میں ارمان تمنائی کے

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کے چمکتے خورشید
لامکاں تک ہیں اُجالے تری زیبائی کے

دلِ مشتاق میں ارمانِ لقا آنکھیں بند
قابلِ دید ہیں انداز تمنائی کے

لب جاں بخش کی کیا بات ہے سبحان اللہ
تم نے زندہ کیے اعجاز مسیحائی کے

اپنے دامن میں چھپائیں وہ مرے عیبوں کو
اے زہے بخت مری ذلت و رُسوائی کے

دیکھنے والے خدا کے ہیں خدا شاہد ہے
دیکھنے والے ترے جلوۂ زیبائی کے

جب غبارِ رہِ محبوب نے عزت بخشی
آئینے صاف ہوئے عینکِ بینائی کے

بار سر پر ہے نقاہت سے گرا جاتا ہوں
صدقے جاؤں ترے بازو کی توانائی کے

عالم الغیب نے ہر غیب سے آگاہ کیا
صدقے اس شان کی بینائی و دانائی کے

دیکھنے والے تم ہو رات کی تاریکی میں
کان میں سمع کے اور آنکھ میں بینائی کے

عیبی نطفے ہیں وہ بے علم جنم کے اندھے
جن کو انکار ہیں اس علم و شناسائی کے

اے حسنؔ کعبہ ہی افضل سہی اِس دَر سے مگر
ہم تو خوگر ہیں یہاں ناصیہ فرسائی کے

پردے جس وقت اُٹھیں جلوۂ زیبائی کے

پردے جس وقت اُٹھیں جلوۂ زیبائی کے
وہ نگہبان رہیں چشمِ تمنائی کے

دھوم ہے فرش سے تا عرش تری شوکت کی
خطبے ہوتے ہیں جہانبانی و دارائی کے

حُسن رنگینی و طلعت سے تمہارے جلوے
گل و آئینہ بنے محفل و زیبائی کے

ذرّۂ دشتِ مدینہ کی ضیا مہر کرے
اچھی ساعت سے پھریں دن شبِ تنہائی کے

پیار سے لے لیے آغوش میں سر رحمت نے
پائے انعام ترے دَر کی جبیں سائی کے

لاشِ احباب اِسی دَر پہ پڑی رہنے دیں
کچھ تو ارمان نکل جائیں جبیں سائی کے

جلوہ گر ہو جو کبھی چشمِ تمنائی میں
پردے آنکھوں کے ہوں پردے تری زیبائی کے

خاک پامال ہماری بھی پڑی ہے سرِ راہ
صدقے اے رُوحِ رواں تیری مسیحائی کے

کیوں نہ وہ ٹوٹے دلوں کے کھنڈر آباد کریں
کہ دکھاتے ہیں کمال انجمن آرائی کے

زینتوں سے ہے حسینانِ جہاں کی زینت
زینتیں پاتی ہیں صدقے تری زیبائی کے

نام آقا ہوا جو لب سے غلاموں کے بلند
بالا بالا گئے غم آفتِ بالائی کے

عرش پہ کعبہ و فردوس و دلِ مومن میں
شمع افروز ہیں اِتنے تری یکتائی کے

ترے محتاج نے پایا ہے وہ شاہانہ مزاج
اُس کی گدڑی کو بھی پیوند ہوں دارائی کے

اپنے ذرّوں کے سیہ خانوں کو روشن کر دو
مہر ہو تم فلکِ انجمن آرائی کے

پورے سرکار سے چھوٹے بڑے اَرمان ہوں سب
اے حسنؔ میرے مرے چھوٹے بڑے بھائی کے

دمِ اضطراب مجھ کو جو خیالِ یار آئے

دمِ اضطراب مجھ کو جو خیالِ یار آئے
مرے دل میں چین آئے تو اسے قرار آئے

تری وحشتوں سے اے دل مجھے کیوں نہ عار آئے
تو اُنھیں سے دُور بھاگے جنھیں تجھ پہ پیار آئے

مرے دل کو دردِ اُلفت وہ سکون دے الٰہی
مری بے قراریوں کو نہ کبھی قرار آئے

مجھے نزع چین بخشے مجھے موت زندگی دے
وہ اگر مرے سرہانے دمِ احتضار آئے

سبب وفورِ رحمت میری بے زبانیاں ہیں
نہ فغاں کے ڈھنگ جانوں نہ مجھے پکار آئے

کھلیں پھول اِس پھبن کے کھلیں بخت اِس چمن کے
مرے گل پہ صدقے ہو کے جو کبھی بہار آئے

نہ حبیب سے محب کا کہیں ایسا پیار دیکھا
وہ بنے خدا کا پیارا تمھیں جس پہ پیار آئے

مجھے کیا اَلم ہو غم کا مجھے کیا ہو غم اَلم کا
کہ علاج غم اَلم کا میرے غمگسار آئے

جو امیر و بادشاہ ہیں اِسی دَر کے سب گدا ہیں
تمھیں شہر یار آئے تمھیں تاجدار آئے

جو چمن بنائے بَن کو جو جِناں کرے چمن کو
مرے باغ میں الٰہی کبھی وہ بہار آئے

یہ کریم ہیں وہ سرور کہ لکھا ہوا ہے دَر پر
جسے لینے ہوں دو عالم وہ اُمیدوار آئے

ترے صدقے جائے شاہا یہ ترا ذلیل منگتا
ترے دَر پہ بھیک لینے کبھی شہر یار آئے

چمک اُٹھے خاکِ تیرہ بنے مہر ذرّہ ذرّہ
مرے چاند کی سواری جو سر مزار آئے

نہ رُک اے ذلیل و رُسوا درِ شہریار پر آ
کہ یہ وہ نہیں ہیں حاشا جنھیں تجھ سے عار آئے

تری رحمتوں سے کم ہیں مرے جرم اس سے زائد
نہ مجھے حساب آئے نہ مجھے شمار آئے

گل خلد لے کے زاہد تمھیں خارِ طیبہ دے دوں
مرے پھول مجھ کو دیجے بڑے ہوشیار آئے

بنے ذرّہ ذرّہ گلشن تو ہو خار خار گلبن
جو ہمارے اُجڑے بَن میں کبھی وہ نگار آئے

ترے صدقے تیرا صدقہ ہے وہ شاندار صدقہ
وہ وقار لے کے جائے جو ذلیل و خوار آئے

ترے دَر کے ہیں بھکاری ملے خیر دم قدم کی
ترا نام سن کے داتا ہم اُمیدوار آئے

حسنؔ اُن کا نام لے کر تو پکار دیکھ غم میں
کہ یہ وہ نہیں جو غافل پسِ اِنتظار آئے

تم ہو حسرت نکالنے والے

تم ہو حسرت نکالنے والے ❁ نامرادوں کے پالنے والے
میرے دشمن کو غم ہو بگڑی کا ❁ آپ ہیں جب سنبھالنے والے
تم سے منہ مانگی آس ملتی ہے ❁ اور ہوتے ہیں ٹالنے والے
لب جاں بخش سے جلا دل کو ❁ جان مردے میں ڈالنے والے
دستِ اقدس بجھادے پیاس مری ❁ میرے چشمے اُبالنے والے
ہیں ترے آستاں کے خاک نشیں ❁ تخت پر خاک ڈالنے والے
روزِ محشر بنا دے بات مری ❁ ڈھلی بگڑی سنبھالنے والے
بھیک دے بھیک اپنے منگتا کو ❁ اے غریبوں کے پالنے والے
ختم کر دی ہے اُن پہ موزونی ❁ واہ سانچے میں ڈھالنے والے
اُن کا بچپن بھی ہے جہاں پرور ❁ کہ وہ جب بھی تھے پالنے والے
پار کر ناؤ ہم غریبوں کی ❁ ڈوبتوں کو نکالنے والے
خاکِ طیبہ میں بے نشاں ہو جا ❁ اَرے او نام اچھالنے والے
کام کے ہوں کہ ہم نکمّے ہوں ❁ وہ سبھی کے ہیں پالنے والے
زنگ سے پاک صاف کر دل کو ❁ اندھے شیشے اُجالنے والے
خارِ غم کا حسنؔ کو کھٹکا ہے ❁ دل سے کانٹا نکالنے والے

اللہ اللہ شہِ کونین جلالت تیری

اللہ اللہ شہِ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

جھولیاں کھول کے بے سمجھے نہیں دوڑ آئے
ہمیں معلوم ہے دولت تری عادت تیری

تو ہی ہے مُلکِ خدا مِلک خدا کا مالک
راج تیرا ہے زمانے میں حکومت تیری

تیرے انداز یہ کہتے ہیں کہ خالق کو ترے
سب حسینوں میں پسند آئی ہے صورت تیری

اُس نے حق دیکھ لیا جس نے اِدھر دیکھ لیا
کہہ رہی ہے یہ چمکتی ہوئی طلعت تیری

بزم محشر کا نہ کیوں جائے بلاوا سب کو
کہ زمانے کو دکھانی ہے وجاہت تیری

عالم رُوح پہ ہے عالم اجسام کو ناز
چوکھٹے میں ہے عناصر کے جو صورت تیری

جن کے سر میں ہے ہوا دشتِ نبی کی رضواں
اُن کے قدموں سے لگی پھرتی ہے جنت تیری

تو وہ محبوب ہے اے راحتِ جاں دل کیسے
ہیزمِ خشک کو تڑپا گئی فرقت تیری

مہ و خورشید سے دن رات ضیا پاتے ہیں
مہ و خورشید کو چمکاتی ہے طلعت تیری

گٹھریاں بندھ گئی پر ہاتھ ترا بند نہیں
بھر گئے دل نہ بھری دینے سے نیت تیری

موت آ جائے مگر آئے نہ دل کو آرام
دم نکل جائے مگر نکلے نہ اُلفت تیری

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

مجمعِ حشر میں گھبرائی ہوئی پھرتی ہے
ڈھونڈنے نکلی ہے مجرم کو شفاعت تیری

نہ ابھی عرصۂ محشر نہ حسابِ اُمت
آج ہی سے ہے کمر بستہ حمایت تیری

تو کچھ ایسا ہے کہ محشر کی مصیبت والے
درد دُکھ بھول گئے دیکھ کے صورت تیری

ٹوپیاں تھام کے گر عرشِ بریں کو دیکھیں
اُونچے اُونچوں کو نظر آئے نہ رفعت تیری

حُسن ہے جس کا نمک خوار وہ عالم تیرا
جس کو اللہ کرے پیار وہ صورت تیری

دونوں عالم کے سب ارمان نکالے تو نے
نکلی اِس شانِ کرم پر بھی نہ حسرت تیری

چین پائیں گے تڑپتے ہوئے دل محشر میں
غم کسے یاد رہے دیکھ کے صورت تیری

ہم نے مانا کہ گناہوں کی نہیں حد لیکن
تو ہے اُن کا تو حسنؔ تیری ہے جنت تیری

باغِ جنت میں نرالی چمن آرائی ہے

باغِ جنت میں نرالی چمن آرائی ہے
کیا مدینہ پہ فدا ہو کے بہار آئی ہے
اُن کے گیسو نہیں رحمت کی گھٹا چھائی ہے
اُن کے ابرو نہیں دو قبلوں کی یکجائی ہے
سنگریزوں نے حیاتِ ابدی پائی ہے
ناخنوں میں ترے اِعجازِ مسیحائی ہے
سرِ بالیں اُنھیں رحمت کی اَدا لائی ہے
حال بگڑا ہے تو بیمار کی بن آئی ہے
جانِ گفتار تو رفتار ہوئی رُوحِ رواں
دم قدم سے ترے اِعجازِ مسیحائی ہے
جس کے ہاتھوں کے بنائے ہوئے ہیں حسن و جمال
اے حسیں تیری اَدا اُس کو پسند آئی ہے
تیرے جلوؤں میں یہ عالم ہے کہ چشمِ عالم
تابِ دیدار نہیں پھر بھی تماشائی ہے

جب تری یاد میں دنیا سے گیا ہے کوئی
جان لینے کو دلہن بن کے قضا آئی ہے

سر سے پا تک تری صورت پہ تصدق ہے جمال
اُس کو موزونیِ اعضا یہ پسند آئی ہے

تیرے قدموں کا تبرک یدِ بیضائے کلیم
تیرے ہاتھوں کا دیا فضلِ مسیحائی ہے

دردِ دل کس کو سناؤں میں تمہارے ہوتے
بے کسوں کی اِسی سرکار میں سنوائی ہے

آپ آئے تو منور ہوئیں اندھی آنکھیں
آپ کی خاکِ قدم سرمۂ بینائی ہے

ناتوانی کا اَلم ہم ضعفا کو کیا ہو
ہاتھ پکڑے ہوئے مولا کی توانائی ہے

جان دی تو نے مسیحا و مسیحائی کو
تو ہی تو جانِ مسیحا و مسیحائی ہے

چشمِ بے خواب کے صدقے میں ہیں بیدار نصیب
آپ جاگے تو ہمیں چین کی نیند آئی ہے

باغِ فردوس کھلا فرش بچھا عرش سجا
اِک ترے دم کی یہ سب انجمن آرائی ہے

کھیت سر سبز ہوئے پھول کھلے میل دُھلے
اور پھر فضل کی گھنگھور گھٹا چھائی ہے

ہاتھ پھیلائے ہوئے دوڑ پڑے ہیں منگتا
میرے داتا کی سواری سرِ حشر آئی ہے

ناامید و تمھیں مژدہ کہ خدا کی رحمت
اُنھیں محشر میں تمھارے ہی لیے لائی ہے

فرش سے عرش تک اک دھوم ہے اللہ اللہ
اور ابھی سینکڑوں پردوں میں وہ زیبائی ہے

اے حسنؔ حسنِ جہاں تاب کے صدقے جاؤں
ذرّے ذرّے سے عیاں جلوۂ زیبائی ہے

حاضریِ حرمین طیّبین

حضورِ کعبہ حاضر ہیں حرم کی خاک پر سر ہے
بڑی سرکار میں پہنچے مقدر یاوری پر ہے

نہ ہم آنے کے لائق تھے نہ قابل منہ دِکھانے کے
مگر اُن کا کرم ذرّہ نواز و بندہ پرور ہے

خبر کیا ہے بھکاری کیسی کیسی نعمتیں پائیں
یہ اُونچا گھر ہے اِس کی بھیک اندازہ سے باہر ہے

تصدق ہو رہے ہیں لاکھوں بندے گرد پھر پھر کر
طوافِ خانۂ کعبہ عجب دلچسپ منظر ہے

خدا کی شان یہ لب اور بوسہ سنگِ اسود کا
ہمارا منہ اور اِس قابل عطائے ربِ اکبر ہے

جو ہیبت سے رُکے مجرم تو رحمت نے کہا بڑھ کر
چلے آؤ چلے آؤ یہ گھر رحمٰن کا گھر ہے

مقامِ حضرتِ خلّت پدر سا مہرباں پایا
کلیجہ سے لگانے کو حطیم آغوشِ مادر ہے

لگاتا ہے غلافِ پاک کوئی چشمِ پُر نم سے
لپٹ کر ملتزم سے کوئی محوِ وصلِ دلبر ہے

وطن اور اُس کا تڑکا صدقے اس شامِ غریبی پر
کہ نورِ رُکنِ شامی رُوکشِ صبحِ منور ہے

ہوئے ایمان تازہ بوسۂ رُکنِ یمانی سے
فدا ہو جاؤں یمن و ایمنی کا پاک منظر ہے

یہ زمزم اُس لیے ہے جس لیے اس کو پئے کوئی
اِسی زمزم میں جنت ہے اِسی زمزم میں کوثر ہے

شفا کیوں کر نہ پائیں نیم جاں زہرِ معاصی سے
کہ نظارہ عراقی رکن کا تریاقِ اکبر ہے

صفائے قلب کے جلوے عیاں ہیں سعیِ مسعیٰ سے
یہاں کی بے قراری بھی سکونِ جانِ مضطر ہے

ہوا ہے پیر کا حج پیر نے جن سے شرف پایا
انھیں کے فضل سے دن جمعہ کا ہر دن سے بہتر ہے

نہیں کچھ جمعہ پر موقوف افضال و کرم ان کا
جو وہ مقبول فرمالیں تو ہر حج حجِ اکبر ہے

حسنؔ حج کر لیا کعبہ سے آنکھوں نے ضیا پائی
چلو دیکھیں وہ بستی جس کا رستہ دل کے اندر ہے

سحر چمکی جمالِ فصلِ گل آرائشوں پر ہے

سحر چمکی جمالِ فصلِ گل آرائشوں پر ہے
نسیمِ روح پرور سے مشامِ جاں معطر ہے

قریبِ طیبہ بخشے ہیں تصور نے مزے کیا کیا
مرا دل ہے مدینہ میں مدینہ دل کے اندر ہے

ملائک سر جہاں اپنا جھجکتے ڈرتے رکھتے ہیں
قدم اُن کے گنہگاروں کا ایسی سرزمیں پر ہے

ارے او سونے والے دِل ارے او سونے والے دِل
سحر ہے جاگ غافل دیکھ تو عالم منور ہے

سہانی طرز کی طلعت نرالی رنگ کی نکہت
نسیمِ صبح سے مہکا ہوا پُر نور منظر ہے

تعالیٰ اللہ یہ شادابی یہ رنگینی تعالیٰ اللہ
بہارِ ہشت جنت دشتِ طیبہ پر نچھاور ہے

ہوائیں آ رہی ہیں کوچۂ پُر نورِ جاناں کی
کھلی جاتی ہیں کلیاں تازگی دل کو میسر ہے

منور چشم زائر ہے جمالِ عرشِ اعظم سے
نظر میں سبز قبہ کی تجلی جلوہ گستر ہے

یہ رفعت درگہِ عرش آستاں کے قرب سے پائی
کہ ہر ہر سانس ہر ہر گام پر معراجِ دیگر ہے

محرم کی نویں تاریخ بارہ منزلیں کر کے
وہاں پہنچے وہ گھر دیکھا جو گھر اللہ کا گھر ہے

نہ پوچھو ہم کہاں پہنچے اور اِن آنکھوں نے کیا دیکھا
جہاں پہنچے وہاں پہنچے جو دیکھا دل کے اندر ہے

ہزاروں بے نواؤں کے ہیں جمگھٹ آستانہ پر
طلب دل میں صدائے یا رسول اللہ لب پر ہے

لکھا ہے خامۂ رحمت نے دَر پر خطِ قدرت سے
جسے یہ آستانہ مل گیا سب کچھ میسر ہے

خدا ہے اس کا مالک یہ خدائی بھر کا مالک ہے
خدا ہے اس کا مولیٰ یہ خدائی بھر کا سرور ہے

زمانہ اس کے قابو میں زمانے والے قابو میں
یہ ہر دفتر کا حاکم ہے یہ ہر حاکم کا افسر ہے

عطا کے ساتھ ہے مختار رحمت کے خزانوں کا
خدائی پر ہے قابو بس خدائی اس سے باہر ہے

کرم کے جوش ہیں بذل و نعم کے دَور دَورے ہیں
عطائے با نوا ہر بے نوا سے شیر و شکر ہے

کوئی لپٹا ہے فرطِ شوق میں روضے کی جالی سے
کوئی گردن جھکائے رُعب سے بادیدۂ تر ہے

کوئی مشغولِ عرضِ حال ہے یوں شاد ماں ہو کر
کہ یہ سب سے بڑی سرکار ہے تقدیر یاور ہے

کمینہ بندۂ در عرض کرتا ہے حضوری میں
جو موروثی یہاں کا مدح گستر ہے ثنا گر ہے

تری رحمت کے صدقے یہ تری رحمت کا صدقہ تھا
کہ اِن ناپاک آنکھوں کو یہ نظارہ میسر ہے

ذلیلوں کی تو کیا گنتی سلاطینِ زمانہ کو
تری سرکار عالی ہے ترا دربار برتر ہے

تری دولت تری ثروت تری شوکت جلالت کا
نہ ہے کوئی زمیں پر اور نہ کوئی آسماں پر ہے

مطاف و کعبہ کا عالم دکھایا تو نے طیبہ میں
ترا گھر بیچ میں چاروں طرف اللہ کا گھر ہے

تجلی پر تری صدقے ہے مہر و ماہ کی تابش
پسینے پر ترے قربان رُوحِ مشک و عنبر ہے

غم و افسوس کا دافع اشارہ پیاری آنکھوں کا
دل مایوس کی حامی نگاہِ بندہ پرور ہے

جو سب اچھوں میں ہے اچھا جو ہر بہتر سے بہتر ہے
ترے صدقے سے اچھا ہے ترے صدقے میں بہتر ہے

رکھوں میں حاضری کی شرم ان اعمال پر کیونکر
مرے امکان سے باہر مری قدرت سے باہر ہے

اگر شانِ کرم کو لاج ہو میرے بُلانے کی
تو میری حاضری دونوں جہاں میں میری یاور ہے

مجھے کیا ہو گیا ہے کیوں میں ایسی باتیں کرتا ہوں
یہاں بھی یاس و محرومی یہ کیوں کر ہو یہ کیوں کر ہے

بُلا کر اپنے کُتّے کو نہ دیں چکار کر ٹکڑا
پھر اس شانِ کرم پر فہم سے یہ بات باہر ہے

تذبذب مغفرت میں کیوں رہے اس در کے زائر کو
کہ یہ درگاہ والا رحمتِ خالص کا مظہر ہے

مبارک ہو حسنؔ سب آرزوئیں ہو گئیں پوری
اب اُن کے صدقے میں عیشِ ابد تجھ کو میسر ہے

[یہ نعت پہلی بار 'الرضا' بریلی کے ایک شمارہ میں شائع ہوئی
اور اب پہلی بار دیوان کا حصہ بن رہی ہے]

عالم ہمہ صورت ہے، گر جان ہے تو تُو ہے
سب ذرّے ہیں گر مہر، درخشاں ہے تو تُو ہے

سب کو ہے خیال اپنا، نہیں کوئی کسی کا
محشر میں اگر اُمتی گویاں ہے تو تُو ہے

پروانہ کوئی شمع کا، بلبل کوئی گُل کا
اللہ ہے شاہد، مرا جاناں ہے تو تُو ہے

طالب ہوں ترا، غیر سے مطلب نہیں مجھ کو
گر دین ہے تو تُو ہے، ایمان ہے تو تُو ہے

عرصاتِ کے میدان میں اے دامنِ سلطاں
مجھ بے سر و سامان کا جو ساماں ہے تو تُو ہے

اے روئے منور کے تصور تیرے قرباں
اک روشنی گورِ غریباں ہے تو تو ہے

اے چشمِ نبی کون ہے محشر میں حسنؔ کا
ہاں پیشِ خدا عفو کو گریاں ہے تو تو ہے

ذکرِ شہادت

بہاروں پر ہیں آج آرائشیں گلزارِ جنت کی
سواری آنے والی ہے شہیدانِ محبت کی

کھلے ہیں گل بہاروں پر ہے پھلواری جراحت کی
فضا ہر زخم کی دامن سے وابستہ ہے جنت کی

گلا کٹوا کے بیڑی کاٹنے آئے ہیں اُمت کی
کوئی تقدیر تو دیکھے اَسیرانِ محبت کی

شہیدِ ناز کی تفریح زخموں سے نہ کیوں کر ہو
ہوائیں آتی ہیں ان کھڑکیوں سے باغِ جنت کی

کرم والوں نے دَر کھولا تو رحمت نے سماں باندھا
کمر باندھی تو قسمت کھول دی فضلِ شہادت کی

علی کے پیارے خاتونِ قیامت کے جگر پارے
زمیں سے آسماں تک دُھوم ہے اِن کی سیادت کی

زمینِ کربلا پر آج مجمع ہے حسینوں کا
جمی ہے انجمن روشن ہیں شمعیں نور و ظلمت کی

یہ وہ شمعیں نہیں جو پھونک دیں اپنے فدائی کو
یہ وہ شمعیں نہیں رو کر جو کاٹیں رات آفت کی

یہ وہ شمعیں ہیں جن سے جانِ تازہ پائیں پروانے
یہ وہ شمعیں ہیں جو ہنس کر گزاریں شب مصیبت کی

یہ وہ شمعیں نہیں جن سے فقط اک گھر منور ہو
یہ وہ شمعیں ہیں جن سے رُوح ہو کافور ظلمت کی

دلِ حور و ملائک رہ گیا حیرت زدہ ہو کر
کہ بزمِ گل رُخاں میں لے بلائیں کس کی صورت کی

جدا ہوتی ہیں جانیں جسم سے جاناں سے ملتے ہیں
ہوئی ہے کربلا میں گرم مجلس وصل و فرقت کی

اسی منظر پہ ہر جانب سے لاکھوں کی نگاہیں ہیں
اسی عالم کو آنکھیں تک رہی ہیں ساری خلقت کی

ہوا چھڑکاؤ پانی کی جگہ اشکِ یتیماں سے
بجائے فرش آنکھیں بچھ گئیں اہلِ بصیرت کی

ہوائے یار نے پنکھے بنائے پر فرشتوں کے
سبیلیں رکھی ہیں دیدار نے خود اپنے شربت کی

اُدھر افلاک سے لائے فرشتے ہار رحمت کے
ادھر ساغر لیے حوریں چلی آتی ہیں جنت کی

سجے ہیں زخم کے پھولوں سے وہ رنگین گلدستے
بہارِ خوشنمائی پر ہے صدقے رُوح جنت کی

ہوائیں گلشنِ فردوس سے بس بس کر آتی ہیں
نرالی عطر میں ڈوبی ہوئی ہے رُوح نکہت کی

دلِ پُر سوز کے سُلگے اگر سوز ایسی حرکت سے
کہ پہنچی عرش و طیبہ تک لپٹ سوزِ محبت کی

اِدھر چلمن اُٹھی حسنِ ازل کے پاک جلووں سے
اُدھر چمکی تجلی بدرِ تابانِ رسالت کی

زمینِ کربلا پر آج ایسا حشر برپا ہے
کہ کھنچ کھنچ کر مٹی جاتی ہیں تصویریں قیامت کی

گھٹائیں مصطفےٰ کے چاند پر گھر گھر کر آتی ہیں
سیہ کارانِ اُمت تیرہ بختانِ شقاوت کی

یہ کس کے خون کے پیاسے ہیں اُس کے خون کے پیاسے
بجھے گی پیاس جس سے تشنہ کامانِ قیامت کی

اکیلے پر ہزاروں کے ہزاروں وار چلتے ہیں
منادی دین کے ہمراہ عزت شرم و غیرت کی

مگر شیرِ خدا کا شیر جب بپھرا غضب آیا
پرے ٹوٹے نظر آنے لگی صورت ہزیمت کی

کہا یہ بوسہ دے کر ہاتھ پر جوشِ دلیری نے
بہادر آج سے کھائیں گے قسمیں اس شجاعت کی

تصدق ہو گئی جانِ شجاعت سچے تیور کے
فدا شیرانہ حملوں کی ادا پر رُوح جرأت کی

نہ ہوتے گر حسین ابنِ علی اس پیاس کے بھوکے
نکل آتی زمینِ کربلا سے نہر جنت کی

مگر مقصود تھا پیاسا گلا ہی اُن کو کٹوانا
کہ خواہش پیاس سے بڑھتی ہے رُؤیت کے شربت کی

شہید ناز رکھ دیتا ہے گردن آبِ خنجر پر
جو موجیں باڑ پر آ جاتی ہیں دریاے اُلفت کی

یہ وقتِ زخم نکلا خوں اچھل کر جسمِ اطہر سے
کہ روشن ہو گئی مشعل شبستانِ محبت کی

سرِ بے تن تن آسانی کو شہرِ طیبہ میں پہنچا
تنِ بے سر کو سرداری ملی مُلکِ شہادت کی

حسنؔ سُنّی ہے پھر افراط و تفریط اِس سے کیوں کر ہو
اُدب کے ساتھ رہتی ہے روش اربابِ سُنّت کی

کشفِ رازِ نجدیت

نجدیا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری
کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری

خاک منہ میں ترے کہتا ہے کسے خاک کا ڈھیر
مِٹ گیا دین ملی خاک میں عزت تیری

تیرے نزدیک ہوا کذب الٰہی ممکن
تجھ پہ شیطان کی پھٹکار یہ ہمت تیری

بلکہ کذّاب کیا تو نے تو اِقرار وقوع
اُف رے ناپاک یہاں تک ہے خباثت تیری

علم شیطاں کا ہوا علمِ نبی سے زائد
پڑھوں لاحول نہ کیوں دیکھ کے صورت تیری

بزمِ میلاد ہو 'کانا' کے جنم سے بدتر
ارے اندھے ارے مردود یہ جرأت تیری

علمِ غیبی میں مجانین و بہائم کا شمول
کفر آمیز جنوں زا ہے جہالت تیری

یادِ خر سے ہو نمازوں میں خیال اُن کا بُرا
اُف جہنم کے گدھے اُف یہ خرافت تیری

اُن کی تعظیم کرے گا نہ اگر وقتِ نماز
ماری جائے گی ترے منہ پہ عبادت تیری

ہے کبھی بوم کی حلت تو کبھی زاغ حلال
جیفہ خواری کی کہیں جاتی ہے عادت تیری

ہنس کی چال تو کیا آتی ، گئی اپنی بھی
اِجتہادوں ہی سے ظاہر ہے حماقت تیری

کھلے لفظوں میں کہے قاضی شوکاں مدد دے
یا علی سُن کے بگڑ جائے طبیعت تیری

تیری اٹکے تو وکیلوں سے کرے اِستمداد
اور طبیبوں سے مدد خواہ ہو علت تیری

ہم جو اللہ کے پیاروں سے اِعانت چاہیں
شرک کا چرک اُگلنے لگے ملت تیری

عبدِ وہاب کا بیٹا ہوا شیخِ نجدی
اُس کی تقلید سے ثابت ہے ضلالت تیری

اُسی مشرک کی ہے تصنیف 'کتاب التوحید'
جس کے ہر فقرہ پہ ہے مہرِ صداقت تیری

ترجمہ اس کا ہوا 'تفویۃ الایمان' نام
جس سے بے نور ہوئی چشمِ بصیرت تیری

واقفِ غیب کا اِرشاد سناؤں جس نے
کھول دی تجھ سے بہت پہلے حقیقت تیری

زلزلے نجد میں پیدا ہوں فتن برپا ہوں
یعنی ظاہر ہو زمانے میں شرارت تیری

ہو اِسی خاک سے شیطان کی سنگت پیدا
دیکھ لے آج ہے موجود جماعت تیری

سر مُنڈے ہوں گے تو پاجامے گھٹنے ہوں گے
سر سے پا تک یہی پوری ہے شباہت تیری

اِدعا ہو گا حدیثوں پہ عمل کرنے کا
نام رکھتی ہے یہی اپنا جماعت تیری

اُن کے اعمال پہ رشک آئے مسلمانوں کو
اس سے تو شاد ہوئی ہو گی طبیعت تیری

لیکن اُترے گا نہ قرآن گلوں سے نیچے
ابھی گھبرا نہیں باقی ہے حکایت تیری

نکلیں گے دین سے یوں جیسے نشانہ سے تیر
آج اس تیر کی نخچیر ہے سنگت تیری

اپنی حالت کو حدیثوں کے مطابق کر لے
آپ کھل جائے گی پھر تجھ پہ خباثت تیری

چھوڑ کر ذکر ترا اب ہے خطاب اپنوں سے
کہ ہے مبغوض مجھے دل سے حکایت تیری

مرے پیارے مرے اپنے مرے سُنّی بھائی
آج کرنی ہے مجھے تجھ سے شکایت تیری

تجھ سے جو کہتا ہوں تو دل سے سُن انصاف بھی کر
کرے اللہ کی توفیق حمایت تیری

گر ترے باپ کو گالی دے کوئی بے تہذیب
غصہ آئے ابھی کچھ اور ہو حالت تیری

گالیاں دیں اُنھیں شیطانِ لعیں کے پیرو
جن کے صدقے میں ہے ہر دولت و نعمت تیری

جو تجھے پیار کریں جو تجھے اپنا فرمائیں
جن کے دل کو کرے بے چین اذیت تیری

جو ترے واسطے تکلیفیں اُٹھائیں کیا کیا
اپنے آرام سے پیاری جنہیں راحت تیری

جاگ کر راتیں عبادت میں جنھوں نے کاٹیں
کس لیے، اِس لیے کٹ جائے مصیبت تیری

حشر کا دن نہیں جس روز کسی کا کوئی
اس قیامت میں جو فرمائیں شفاعت تیری

اُن کے دشمن سے تجھے ربط رہے میل رہے
شرم اللہ سے کر کیا ہوئی غیرت تیری

تو نے کیا باپ کو سمجھا ہے زیادہ اُن سے
جوش میں آئی جو اِس درجہ حرارت تیری

اُن کے دشمن کو اگر تو نے نہ سمجھا دشمن
وہ قیامت میں کریں گے نہ رفاقت تیری

اُن کے دشمن کا جو دشمن نہیں سچ کہتا ہوں
دعویٰ بے اصل ہے جھوٹی ہے محبت تیری

بلکہ ایمان کی پوچھے تو ہے ایمان یہی
اُن سے عشق اُن کے عدو سے ہو عداوت تیری

اہلِ سنت کا عمل تیری غزل پر ہو حسنؔ
جب میں جانوں کہ ٹھکانے لگی محنت تیری

مسدسات
تمہید ذکر معراج شریف

ساقی کچھ اپنے بادہ کشوں کی خبر بھی ہے ❁ ہم بے کسوں کے حال پہ تجھ کو نظر بھی ہے
جوشِ عطش بھی شدّتِ سوزِ جگر بھی ہے ❁ کچھ تلخ کامیاں بھی ہیں کچھ دردِ سر بھی ہے
ایسا عطا ہو جام شرابِ طہور کا
جس کے خمار میں بھی مزہ ہو سُرور کا

اب دیر کیا ہے بادۂ عرفاں قوام دے ❁ ٹھنڈک پڑے کلیجہ میں جس سے وہ جام دے
تازہ ہو رُوح پیاس بجھے لطف تام دے ❁ یہ تشنہ کام تجھ کو دعائیں مدام دے
اُٹھیں سرور آئیں مزے جھوم جھوم کر
ہو جاؤں بے خبر لبِ ساغر کو چوم کر

فکرِ بلند سے ہو عیاں اقتدارِ اوج ❁ چمکے ہزار خامہ سرِ شاخسارِ اوج
ٹپکے گلِ کلام سے رنگِ بہارِ اوج ❁ ہو بات بات شانِ عروجِ افتخارِ اوج
فکر و خیال نور کے سانچوں میں ڈھل چلیں
مضموں فرازِ عرش سے اُونچے نکل چلیں

اِس شان اِس اَدا سے ثنائے رسول ہو ❁ ہر شعر شاخِ گل ہو تو ہر لفظ پھول ہو
گفتار پر سحابِ کرم کا نزول ہو ❁ سرکار میں یہ نذرِ محقر قبول ہو
ایسی تعلّیوں سے ہو معراج کا بیاں
سب حاملانِ عرش سنیں آج کا بیاں

معراج کی یہ رات ہے رحمت کی رات ہے ❁ فرحت کی آج شام ہے عشرت کی رات ہے
ہم تیرہ اختروں کی شفاعت کی رات ہے ❁ اعزازِ ماہِ طیبہ کی رُؤیت کی رات ہے

پھیلا ہوا ہے سرمۂ تسخیر چرخ پر
یا زلف کھولے پھرتی ہیں حوریں اِدھر اُدھر

دل سوختوں کے دل کا سویدا کہوں اِسے ❁ پیر فلک کی آنکھ کا تارا کہوں اِسے
دیکھوں جو چشمِ قیس سے لیلیٰ کہوں اِسے ❁ اپنے اندھیرے گھر کا اُجالا کہوں اِسے

یہ شب ہے یا سوادِ وطن آشکار ہے
مشکیں غلافِ کعبۂ پروردگار ہے

اس رات میں نہیں یہ اندھیرا جھکا ہوا ❁ کوئی گلیم پوشِ مراقب ہے با خدا
مشکیں لباس یا کوئی محبوبِ دلربا ❁ یا آہوے سیاہ یہ چرتے ہیں جا بجا

ابرِ سیاہ مست اُٹھا حالِ وجد میں
لیلیٰ نے بال کھولے ہیں صحراے نجد میں

یہ رُت کچھ اور ہے یہ ہوا ہی کچھ اور ہے ❁ اب کی بہارِ ہوش رُبا ہی کچھ اور ہے
روے عروسِ گل میں صفا ہی کچھ اور ہے ❁ چبھتی ہوئی دلوں میں اَدا ہی کچھ اور ہے

گلشن کھلائے بادِ صبا نے نئے نئے
گاتے ہیں عندلیب ترانے نئے نئے

ہر ہر کلی ہے مشرقِ خورشیدِ نور سے ❁ لپٹی ہے ہر نگاہ تجلی طور سے
روہت ہے سب کے منہ پہ دلوں کے سُرور سے ❁ مردے ہیں بے قرار حجابِ قبور سے

ماہِ عرب کے جلوے جو اُونچے نکل گئے
خورشید و ماہتاب مقابل سے ٹل گئے

ہر سمت سے بہار نواخوانیوں میں ہے ❁ نیسانِ جودِ ربّ گہر افشانیوں میں ہے
چشمِ کلیم جلوے کے قربانیوں میں ہے ❁ غل آمدِ حضور کا رُوحانیوں میں ہے

اک دُھوم ہے حبیب کو مہماں بلاتے ہیں
بہرِ براق خلد کو جبریل جاتے ہیں

مناقب حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ الشریف

ہوا ہوں دادِ ستم کو میں حاضرِ دربار ❁ گواہ ہیں دلِ محزون و چشمِ دریا بار
طرح طرح سے ستاتا ہے زمرۂ اشرار ❁ بدیع بہر خدا حرمتِ شہِ ابرار
مدار چشمِ عنایت زمن دریغ مدار
نگاہِ لطف و کرم از حسنؔ دریغ مدار

اِدھر اقارب عقارب عدو اجانب و خویش ❁ اِدھر ہوں جوشِ معاصی کے ہاتھ سے دل ریش
بیاں میں کس سے کروں ہیں جو آفتیں درپیش ❁ پھنسا ہے سخت بلاؤں میں یہ عقیدت کیش
مدار چشمِ عنایت زمن دریغ مدار
نگاہِ لطف و کرم از حسنؔ دریغ مدار

نہ ہوں میں طالبِ افسر نہ سائلِ دیہیم ❁ کہ سنگِ منزلِ مقصد ہے خواہشِ زر و سیم
کیا ہے تم کو خدا نے کریم ابنِ کریم ❁ فقط یہی ہے شہا آرزوے عبد اثیم
مدار چشمِ عنایت زمن دریغ مدار
نگاہِ لطف و کرم از حسنؔ دریغ مدار

ہوا ہے خنجرِ افکار سے جگر گھائل ❁ نفس نفس ہے عیاں دم شماریِ بسمل
مجھے ہو مرحمت اب داروے جراحتِ دل ❁ نہ خالی ہاتھ پھرے آستاں سے یہ سائل
مدار چشمِ عنایت زمن دریغ مدار
نگاہِ لطف و کرم از حسنؔ دریغ مدار

...مہارے وصف و ثنا کس طرح سے ہوں مرقوم ❁ کہ شانِ ارفع و اعلیٰ کے نہیں معلوم
...ہے زیرِ تیغِ الم مجھ غریب کا حلقوم ❁ ہوئی ہے دل کی طرف یورشِ سپاہِ ہموم

مدار چشمِ عنایت زمن دریغ مدار
نگاہِ لطف و کرم از حسنؔ دریغ مدار

...وا ہے بندہ گرفتار پنجۂ صیاد ❁ ہیں ہر گھڑی ستم ایجاد سے ستم ایجاد
...ضور پڑتی ہے ہر روز اک نئی اُفتاد ❁ تمہارے دَر پہ میں لایا ہوں جور کی فریاد

مدار چشمِ عنایت زمن دریغ مدار
نگاہِ لطف و کرم از حسنؔ دریغ مدار

...مام ذرّوں پہ کالشمس ہیں یہ جود و نوال ❁ فقیر خستہ جگر کا بھی رد نہ کیجے سوال
...سنؔ ہوں نام کو پر ہوں میں سخت بد افعال ❁ عطا ہو مجھ کو بھی اے شاہ جنسِ حسنِ مآل

مدار چشمِ عنایت زمن دریغ مدار
نگاہِ لطف و کرم از حسنؔ دریغ مدار

عرضِ سلام

بدرگاہ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام اے خسرو دنیا و دیں ❁ السلام اے راحتِ جانِ حزیں
السلام اے بادشاہِ دو جہاں ❁ السلام اے سرورِ کون و مکاں
السلام اے نورِ ایماں السلام ❁ السلام اے راحتِ جاں السلام
اے شکیبِ جانِ مضطر السلام ❁ آفتابِ ذرّہ پرور السلام
درد و غم کے چارہ فرما السلام ❁ دردمندوں کے مسیحا السلام
اے مرادیں دینے والے السلام ❁ دونوں عالم کے اُجالے السلام
درد و غم میں مبتلا ہے یہ غریب ❁ دم چلا تیری دُہائی اے طبیب
نبضیں ساقط رُوح مضطر جی نڈھال ❁ دردِ عصیاں سے ہوا ہے غیر حال
بے سہاروں کے سہارے ہیں حضور ❁ حامی و یاور ہمارے ہیں حضور
ہم غریبوں پر کرم فرمایئے ❁ بد نصیبوں پر کرم فرمایئے
بے قراروں کے سرھانے آیئے ❁ دل فگاروں کے سرھانے آیئے
جاں بلب کی چارہ فرمائی کرو ❁ جانِ عیسیٰ ہو مسیحائی کرو
شام ہے نزدیک، منزل دُور ہے ❁ پاؤں کیسے جان تک رنجور ہے
مغربی گوشوں میں پھوٹی ہے شفق ❁ زردیِ خورشید سے ہے رنگ فق

راہ نامعلوم صحرا پُر خطر ❁ کوئی ساتھی ہے نہ کوئی راہبر
طائروں نے بھی بسیرا لے لیا ❁ خواہش پرواز کو رُخصت کیا
ہر طرف کرتا ہوں حیرت سے نگاہ ❁ پر نہیں ملتی کسی صورت سے راہ
سو بلائیں چشمِ تر کے سامنے ❁ یاس کی صورت نظر کے سامنے
دل پریشاں بات گھبرائی ہوئی ❁ شکل پر اَفسردگی چھائی ہوئی
ظلمتیں شب کی غضب ڈھانے لگیں ❁ کالی کالی بدلیاں چھانے لگیں
ان بلاؤں میں پھنسا ہے خانہ زاد ❁ آفتوں میں مبتلا ہے خانہ زاد
اے عرب کے چاند اے مہرِ عجم ❁ اے خدا کے نور اے شمعِ حرم
فرش کی زینت ہے دم سے آپ کے ❁ عرش کی عزت قدم سے آپ کے
آپ سے ہے جلوۂ حق کا ظہور ❁ آپ ہی ہیں نور کی آنکھوں کے نور
آپ سے روشن ہوئے کون و مکاں ❁ آپ سے پُر نور ہے بزمِ جہاں
اے خداوندِ عرب شاہِ عجم ❁ کیجیے ہندی غلاموں پر کرم
ہم سیہ کاروں پہ رحمت کیجیے ❁ تیرہ بختوں کی شفاعت کیجیے
اپنے بندوں کی مدد فرمایئے ❁ پیارے حامی مسکراتے آیئے
ہو اگر شانِ تبسم کا کرم ❁ صبح ہو جائے شبِ دیجورِ غم
ظلمتوں میں گم ہوا ہے راستہ ❁ المدد اے خندۂ دنداں نما
ہاں دکھا جانا تجلی کی اَدا ❁ ٹھوکریں کھاتا ہے پردیسی ترا
دیکھیے کب تک چمکتے ہیں نصیب ❁ دیر سے ہے لو لگائے یہ غریب
ملتجی ہوں میں عرب کے چاند سے ❁ اپنے ربّ سے اپنے ربّ کے چاند سے
میں بھکاری ہوں تمہارا تم غنی ❁ لاج رکھ لو میرے پھیلے ہاتھ کی
تنگ آیا ہو دلِ ناکام سے ❁ اِس نکمے کو لگا دو کام سے
آپ کا دربار ہے عرش اِشتباہ ❁ آپ کی سرکار ہے بے کس پناہ

مانگتے پھرتے ہیں سلطان و امیر ❁ رات دن پھیری لگاتے ہیں فقیر
غم زدوں کو آپ کر دیتے ہیں شاد ❁ سب کو مل جاتی ہے منہ مانگی مراد
میں تمہارا ہوں گدائے بے نوا ❁ کچھ اپنے بے نواؤں پر عطا
میں غلام ہیچ کارہ ہوں حضور ❁ ہیچ کاروں پر کرم ہے پر ضرور
اچھے اچھوں کے ہیں گاہک ہر کہیں ❁ ہم بدوں کی ہے خریداری یہیں
کیجیے رحمت حسنؔ پر کیجیے ❁ دونوں عالم کی مرادیں دیجیے

نوٹ: اس عرضِ سلام کے بعد یہاں پر مولانا کے کچھ متفرق اَشعار اور قطعات وغیرہ تھے جنھیں ہم نے اس کلیا
کے اخیر میں 'قطعات و اشعارِ حسن' کے نام سے مستقلاً ایک رسالہ بنا کر شامل کر لیا ہے؛ کیوں کہ اس قسم
متفرق اشعار و قطعات آپ کے دوسرے نعتیہ و غزلیہ مجموعوں میں بھی خاصے تھے؛ لہٰذا سہولت کی خاطر انھ
یکجا کر دینے کا فیصلہ کیا گیا۔

مثنوی درذکرولادت شریف حضور سرورعالم ﷺ

وہ اُٹھی دیکھ لو گردِ سواری ❁ عیاں ہونے لگے انوارِ باری
نقیبوں کی صدائیں آ رہی ہیں ❁ کسی کی جان کو تڑپا رہی ہیں
مؤدب ہاتھ باندھے آگے آگے ❁ چلے آتے ہیں کہتے آگے آگے
فدا جن کے شرف پر سب نبی ہیں ❁ یہی ہیں وہ یہی ہیں وہ یہی ہیں
یہی والی ہیں سارے بیکسوں کے ❁ یہی فریادرس ہیں بے بسوں کے
یہی ٹوٹے دلوں کو جوڑتے ہیں ❁ یہی بند اَلم کو توڑتے ہیں
اَسیروں کے یہی عقدہ کشا ہیں ❁ غریبوں کے یہی حاجت روا ہیں
یہی ہیں بے کلوں کی جان کی کل ❁ انہیں سے ٹیک ہے ایمان کی کل
شکیب بے قراراں ہے انہیں سے ❁ قرارِ دل فگاراں ہے انہیں سے
اِنہیں سے ٹھیک ہے سامانِ عالم ❁ اِنہیں پر ہے تصدق جانِ عالم
یہی مظلوم کی سنتے ہیں فریاد ❁ یہی کرتے ہیں ہر ناشاد کو شاد
انہیں کی ذات ہے سب کا سہارا ❁ انہیں کے دَر سے ہے سب کا گزارا
انہیں پر دونوں عالم مر رہے ہیں ❁ انہیں پر جان صدقے کر رہے ہیں
انہیں سے کرتی ہیں فریاد چڑیاں ❁ انہیں سے چاہتی ہیں داد چڑیاں
انہیں کو پیڑ سجدے کر رہے ہیں ❁ انہیں کے پاؤں پر سر دھر رہے ہیں
انہیں کی کرتے ہیں اَشجار تعظیم ❁ انہیں کو کرتے ہیں اَحجار تسلیم

انہیں کو یاد سب کرتے ہیں غم میں ❁ یہی دکھ درد کھو دیتے ہیں دم میں
یہی کرتے ہیں ہر مشکل میں امداد ❁ یہی سنتے ہیں ہر بے کس کی فریاد
انہیں ہر دم خیالِ عامیاں ہے ❁ انہیں پر آج بارِ دو جہاں ہے
کسے قدرت نہیں معلوم اِن کی ❁ مچی ہے دو جہاں میں دُھوم اِن کی
سہارا ہیں یہی ٹوٹے دلوں کا ❁ یہی مرہم ہیں غم کے گھائلوں کا
یہی ہیں جو عطا فرمائیں دولت ❁ کریں خود ہَو کی روٹی پر قناعت
فزوں رُتبہ ہے صبح و شام اِن کا ❁ محمد مصطفیٰ ہے نام اِن کا
مزین سر پہ ہے تاجِ شفاعت ❁ عیاں ہے جس سے معراجِ شفاعت
بدن میں وہ عبائے نور آگیں ❁ کہ جس کی ہر اَدا میں لاکھ تزئیں
کہوں کیا حال نیچے دامنوں کا ❁ جھکا ہے رحمتِ باری کا پلّہ
یہی دامن تو ہیں اے جانِ مضطر ❁ مچل جائیں گے ہم محشر میں جن پر
سواری میں ہجومِ عاشقاں ہے ❁ کوئی چپ ہے کوئی محوِ فغاں ہے
کوئی دامن سے لپٹا رو رہا ہے ❁ کوئی ہر گام محوِ التجا ہے
کوئی کہتا ہے حق کی شان ہیں یہ ❁ کوئی کہتا ہے میری جان ہیں یہ
یہ کہتا ہے کوئی بیمارِ فرقت ❁ ترقی پر ہے اب آزارِ فرقت
ادھر بھی اِک نظر او تاج والے ❁ کوئی کب تک دلِ مضطر سنبھالے
ز مجبوری بر آمد جانِ عالم ❁ ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رَحْمَةً لِلْعٰلَمِیْنِی ❁ ز محروماں چرا فارغ نشینی
بدہ دستے زپا اُفتادگاں را ❁ بکن دلداریٔ دلدادگاں را
بہت نزدیک آ پہنچا وہ پیارا ❁ فدا ہے جان و دل جس پر ہمارا
اُٹھیں تعظیم کو یارانِ محفل ❁ ہوا جلوہ نما وہ جانِ محفل
خبر تھی جن کے آنے کی وہ آئے ❁ جو زینت ہیں زمانے کی وہ آئے

فقیرو جھولیاں اپنی سنبھالو ❁ بڑھو سب حسرتیں دل کی نکالو
پکڑ لو اِن کا دامن بے نواؤ ❁ مرا ذمہ ہے جو مانگو وہ پاؤ
مجھے اِقرار کی عادت ہے معلوم ❁ نہیں پھرتا ہے سائل اِن کا محروم
کرو تو سامنے پھیلا کے دامن ❁ یہ سب کچھ دیں گے خالی پا کے دامن
حسنؔ ہاں مانگ لے جو مانگنا ہو ❁ بیاں کر آپ سے جو مدعا ہو
مرے آقا مرے سردار ہو تم ❁ مرے مالک مرے مختار ہو تم
تصدق تم پر اپنی جان کر دوں ❁ ملیں تو دو جہاں قربان کر دوں
تمہیں افضل کیا سب سے خدا نے ❁ دیا تاجِ شفاعت کبریا نے
تمہیں سے لو لگائے بیٹھے ہیں ہم ❁ تمہارے در پہ آئے بیٹھے ہیں ہم
تمہارا نام ہم کو حرزِ جاں ہے ❁ یہی تو داروے دردِ نہاں ہے
بلا لیجے مدینے میں خدارا ❁ نہیں اب ہند میں اپنا گزارا
تمہارا دَر ہو اور سر ہو ہمارا ❁ اسی کوچے میں ہو بستر ہمارا
قضا آئے تو آئے اِس گلی میں ❁ رہے باقی نہ حسرت کوئی جی میں
نہ ہو گور و کفن ہم کو میسر ❁ پڑا یوں ہی رہے لاشہ زمیں پر
سگانِ کوچۂ پُر نور آئیں ❁ مرے پیارے مرے منظور آئیں
مرے مُردے پہ ہوں آکر فراہم ❁ غذا اپنی کریں سب مل کے باہم
ہمیشہ تم پہ ہو رحمت خدا کی ❁ دعا مقبول ہو مجھ سے گدا کی

تمام شد

مثنوی ناتمام

یا رب تو ہے سب کا مولی ❁ سب سے اعلی سب سے اولی
تیری ثنا ہو کس کی زباں سے ❁ لائے بشر یہ بات کہاں سے
تیری اک اک بات نرالی ❁ بات نرالی ذات نرالی
تیرا ثانی کوئی نہ پایا ❁ ساتھی ساجھی کوئی نہ پایا
تو ہی دے اور تو ہی دلائے ❁ تیرے دیے سے عالم پائے
تو ہی اوّل تو ہی آخر ❁ تو ہی باطن تو ہی ظاہر
کیا کوئی تیرا بھید بتائے ❁ تو وہ نہیں جو فہم میں آئے
پہلے نہ تھا کیا اب کچھ تو ہے ❁ کوئی نہیں کچھ سب کچھ تو ہے
تو ہی ڈبوئے تو ہی اچھالے ❁ تو ہی بگاڑے تو ہی سنبھالے
تجھ پہ ذرہ ذرہ ظاہر ❁ نیت ظاہر ارادہ ظاہر
تجھ سے بھاگ کے جانا کیسا ❁ کوئی اور ٹھکانا کیسا
تو ہی یاد دلا کے بھلائے ❁ تو ہی بھلا کے یاد دلائے
تو ہی چھڑا دے تو ہی ملا دے ❁ تو ہی گما دے تو ہی پتا دے
کوئی نہ تھا جب بھی تھا تو ہی ❁ تھا تو ہی تو ہو گا تو ہی
تیرے دَر سے جو بھاگ کے جائیں ❁ ہر پھر تیرے ہی دَر پر آئیں
تیری قدرت کا ہے نمونہ ❁ نارِ خلیل و بادِ مسیحا
آٹھ پہر ہے لنگر جاری ❁ سب ہیں تیرے دَر کے بھکاری

نعت شریف کے اشعار جاتے رہے

صانع نے اِک باغ لگایا ❁ باغ کو رشک خلد بنایا
خلد کو اس سے نسبت ہو کیا ❁ گلشن گلشن صحرا صحرا
چھائے لطف و کرم کے بادل ❁ آئے بذل و نعم کے بادل
خوب گھریں گھنگھور گھٹائیں ❁ کرنے لگیں غل شور گھٹائیں
لہریں کرتی نہریں آئیں ❁ موجیں کرتی موجیں لائیں
سرد ہوا کے آئے جھونکے ❁ آنکھوں میں نیند کے لائے جھونکے
سبزہ لہریں لیتا نکلا ❁ مینہ کو دعائیں دیتا نکلا
بولے پپیہے کوئل کوکی ❁ ساعت آئی جام و سبو کی
پھرتی ہے بادِ صبا متوالی ❁ پتے پتے ڈالی ڈالی
چپے چپے ہوائیں گھومیں ❁ پتلی پتلی شاخیں جھومیں
فصلِ بہار پر آیا جوبن ❁ جوبن اور گدرایا جوبن
گل پر بلبل سرو پہ قمری ❁ بولے اپنی اپنی بولی
چٹکیں کچی کچی کلیاں ❁ خوشبو نکلی بس گئیں گلیاں
آئیں گھٹائیں کالی کالی ❁ جگنو چمکے ڈالی ڈالی
کیوں کر کہیے بہار کی آمد ❁ آمد اور کس پیار کی آمد
چال میں سو انداز دکھاتی ❁ طرزِ خرامِ ناز اڑاتی
رنگ رُخِ گل رنگ دکھاتی ❁ غم کو گھٹاتی دل کو بڑھاتی
یاس کو کھوتی آس بندھاتی ❁ آنکھ کے رستے دل میں سماتی
گھونگھٹ اُٹھائے شاہد گل کا ❁ رنگ جمائے ساغر و مُل کا
طرزِ تبسم سب کو دکھاتی ❁ فرطِ طرب سے ہنستی ہنساتی

ساتھ میں بادل کالے کالے ❁ مست طرب برساتے جھالے
تشنہ لبوں کو پانی دیتی ❁ مژدۂ راحت جانی دیتی
ابر سے دو دو چھینٹے لڑتی ❁ برق سے بیم ہنستی اکڑتی
آتشِ غم پر چھینٹا دیتی ❁ سوختہ دل کی دعائیں لیتی
حسنِ سراپا نور کا عالم ❁ سر سے پا تک حور کا عالم
مست جوانی محو تجمل ❁ ابرِ سیہ سے کھولے کاکل
پھول کا سر سے پا تک زیور ❁ شکل عروسِ تازہ معطر
اوڑھے دوپٹہ آبِ رواں کا ❁ برق نے جس پر لچکا ٹانکا
لب کی مسی ہے رنگ سوسن ❁ غازۂ عارض جلوۂ گلشن
آتش گل سے کاجل پارا ❁ سُرمہ لگایا پیارا پیارا
باغ نے کی پھولوں کی نچھاور ❁ ڈالی لائے پیڑ بنا کر
کنگھی شانہ بنا کر لائی ❁ نہر آئینہ دکھانے لائی
غنچوں نے اپنی گٹھری کھولی ❁ کشتی لائے قبائے گل کی
غل ہے بادِ بہاری آئی ❁ شاہد گل کی سواری آئی
اب کی بہار انداز سے آئی ❁ آئی اور کس ناز سے آئی
پھولے پھول، عنادل چہکے ❁ گلشن مہکے، صحرا مہکے
رنگ خزاں عالم سے ہوا ہے ❁ پھولوں سے گلزار بھرا ہے
دامن گل چیں دامن دامن ❁ بھرنے لگے گلہائے گلشن

قصائد

آئیں بہاریں برسے جھالے ❁ نغمہ سرا ہیں گلشن والے
شاہدِ گل کا جوبن اُمڈا ❁ دل کو پڑے ہیں جان کے لالے
ابرِ بہاری جم کر برسا ❁ خوب چڑھے ہیں ندّی نالے
کوئل اپنی کُوک میں بولی ❁ آئے بادل کالے کالے
حسنِ شباب ہے لالہ و گل پر ❁ قہر ہیں اُٹھتے جوبن والے
پھیلی ہیں گلشن میں ضیائیں ❁ شمع و لگن ہیں سرو اور تھالے
عارضِ گل سے پردہ اٹھا ❁ بلبلِ مضطر دل کو سنبھالے
جوشِ طبیعت روکے تھامے ❁ شوقِ رُؤیت دیکھے بھالے
سن کے بہار کی آمد آمد ❁ ہوش سے باہر ہیں متوالے
بوٹے گل رویانِ کم سن ❁ پیارے پیارے بھولے بھالے
فیضِ اَبر بہاری پہنچا ❁ پودے پودے تھالے تھالے
جمع ہیں عقد عروسِ گل میں ❁ سب رنگین طبیعت والے
بانٹتی ہے نیرنگیِ موسم ❁ بزم میں سرخ و سبز دو شالے
نکہت آئی عطر لگانے ❁ پھول نے ہار گلوں میں ڈالے
پنکھے جھلنے والی نسیمیں ❁ بادل پانی دینے والے
گاتے ہیں مل مل کے عنادل ❁ سہرا مبارک ہو ہریالے

ایسی فصل میں جوشِ طبیعت ❁ کس سے سنبھلے کون سنبھالے
آنکھ نے کیا کیا دل کو اُبھارا ❁ تارِ نظر نے ڈورے ڈالے
کیسا موسم پیارا موسم ❁ اُس پر نورِ سحر کے اُجالے
شمعوں کے چہروں پہ سپیدی ❁ تارے رُخصت ہونے والے
نکلے اپنے گھروں سے مسافر ❁ گھر بھر کر کے خدا کے حوالے
آئی کان میں بانگِ مؤذن ❁ چونکے مسجد جانے والے
پہلے کچھ احباب سے مل کر ❁ ہجر کی شب کے رونے والے
کوئی کسی سے طالب رخصت ❁ درد انگیز کسی کے نالے
عشق سراپا عجز و زاری ❁ حسن و نازش رد سوالے
خواب ہوئے آنکھوں سے رُخصت ❁ نیند سے چونکے سونے والے
ساقی نے میخانہ کھولا ❁ سائل آئے جھولی ڈالے
دیکھیے بادہ کشوں کی آمد ❁ لب پہ دعا ہاتھوں میں پیالے
خواہش مے میں سب کی زباں پر ❁ تیرے صدقے اے متوالے
داتا آج پیالا بھر دے ❁ ہم سے فقیروں کی بھی دعا لے
خشکیِ لب سے دم ہے لبوں پر ❁ پیارے کب تک ٹالے بالے
شوق کو ہم بہلائیں کہاں تک ❁ لا اے پینے پلانے والے
گہرا سا اک جام عطا کر ❁ جھوم کر آئیں کیف نرالے
رنگ پہ پھر آ جائیں ترنگیں ❁ لطف سُرور سے رُوح مزا لے
لغزشِ پا کے ہاتھوں مے کش ❁ خوب مزے گر گر کر اُٹھا لے
جب ہوں قائل تیزیِ مے کے ❁ ہاتھ میں اُڑ کر آئیں پیالے
کہتے اُٹھے ہر رند سے بادل ❁ دل کو بڑھائے غم کو گھٹا لے
پینا کیسا پلانا کیسا ❁ آج تو حوضِ مے میں نہا لے

ہاں اے لغزشِ پا کے شیدا ❁ گرتے گرتے لطف اُٹھا لے
بادہ و حسنِ دل کش گلشن ❁ بے خود ہیں سب دیکھنے والے
ایسی فصل میں بخت نے ہم کو ❁ ڈال دیا صیاد کے پالے
سوزِ فراق نے آگ لگا دی ❁ آتش گل نے چھالے ڈالے
ہجر میں بارش ابرِ غضب ہے ❁ پڑتے ہیں زخمی دل پر بھالے
آگ لگاؤ ایسے مینہ کو ❁ جلتے ہیں اور بھی جلنے والے
فصل بہاراں صحن گلستاں ❁ کوے رقیب و ماہ جمالے
اے تری قدرت دیدۂ تر کو ❁ آنکھیں دکھائیں ندّی نالے
سوزِ جدائی کس کو سناؤں ❁ پڑ گئے کام و زباں میں چھالے
کنج قفس آلامِ جدائی ❁ گوشۂ عزلت ماہ خیالے
آئے ترس اس دکھ پر کس کو ❁ مجھ بے کس کی کون دعا لے
پنجۂ وحشت تو نہ ہوا شل ❁ زخم ہوئے چھل چھل کر آلے
جو کچھ گزری جو کچھ بیتی ❁ کس سے کہیں دُکھ بھرنے والے
اے ظالم اے دردِ جدائی ❁ اب تو پڑے ہیں تیرے پالے
جان غضب میں ہے ترے ہاتھوں ❁ دل میں چٹکی لینے والے
ناؤ میں خاک کہاں سے آئی ❁ کھانا ہے تو ظالم کھا لے
تیرے بس میں قید ہوئے ہیں ❁ جتنا ستایا جائے ستا لے
ملدے ہونٹوں کو آہ و فغاں پر ❁ خاموشی کو باتیں سنا لے
اُن سے کریں گے تیری شکایت ❁ ہم ہیں جن کے ناز کے پالے
سب کے حامی سب کے یاور ❁ جان کی راحت دل کے اُجالے
عرض کروں اب مطلع ایسا ❁ دل سے جو خارِ الم کو نکالے

مطلع دیگر

چھائے غم کے بادل کالے ❁ میری خبر اے بدر دُجیٰ لے
گرتا ہوں میں لغزشِ پا سے ❁ آ اے ہاتھ پکڑنے والے
زُلف کا صدقہ تشنہ لبوں پر ❁ برسا مہر و کرم کے جھالے
خاک مری پامال ہو کب تک ❁ نیچے نیچے دامن والے
پھرتا ہوں میں مارا مارا ❁ پیارے اپنے دَر پہ بُلا لے
کام کیے بے سوچ سمجھے ❁ راہ چلا بے دیکھے بھالے
ناری دے کر خط غلامی ❁ تجھ سے لیں جنت کے قبالے
تو ترے احساں میرے یاور ❁ ہیں مرے مطلب تیرے حوالے
تیرے صدقے تیرے قرباں ❁ میرے آس بندھانے والے
بگڑی بات کو تو ہی بنائے ❁ ڈوبتی ناؤ کو تو ہی سنبھالے
تم سے جو مانگا فوراً پایا ❁ تم نہیں کرتے ٹالے بالے
وسعت خوانِ کرم کے تصدق ❁ دونوں عالم تم نے پالے
دیکھیں جنھوں نے تیری آنکھیں ❁ وہ ہیں حق کے دیکھنے والے
تیرے عارض گورے گورے ❁ شمس و قمر کے گھر کے اُجالے

اَبر لطف و غلافِ کعبہ ❁ تیرے گیسو کالے کالے
آفت میں ہے غلامِ ہندی ❁ تیری دُہائی مدینے والے
تنہا میں اے حامیِ بے کس ❁ سینکڑوں ہیں دُکھ دینے والے
تیرے لطف ہوں میرے یاور ❁ تیرا قہر عدو کو جا لے
آج ہے پیشی میں ہوں مجرم ❁ زیرِ دامن مجھ کو چھپا لے
روزِ حساب اور مجھ سا عاصی ❁ میری بگڑی بات بنا لے
تورے بل بل جاؤں کھویا ❁ ندیا گہری نیا ہالے
گھر گھر آئے گم کے بدرا ❁ جیرا کانپت کملی والے
رین اندھیری دُور نگریا ❁ توری دہائی جگ اُجیالے
تن من دھن کی سدھ بدھ بسری ❁ موری کھبریا مورے پیالے
نیناں کے بلہاری جاوے ❁ درس بھکچا جو منگتا لے
وا کو سمندر پار ہو جا دو ❁ جا کو ڈراویں ندی نالے
اپنے حسین و حسن کے حسؔن کو ❁ زہرِ کرب و بلا سے بچا لے

قصیدہ در مدح حضرت مولانا فضل رسول صاحب قادری مجیدی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

ساقیا کیوں آج رِندوں پر ہے تو نامہرباں
کیوں نہیں دیتا ہمیں جامِ شرابِ ارغواں

تشنہ کاموں پر ترس کس واسطے آتا نہیں
کیوں نہیں سنتا ہے مے خواروں کی فریاد و فغاں

جام کیوں اوندھے پڑے ہیں کیوں ہیں منہ شیشوں کے بند
عقدۂ لاحل بنا ہے کیوں ہر اک خُمِ مے کا دہاں

کیوں صدا قلقل کی مینا سے نہیں ہوتی بلند
کیوں اُداسی چھا رہی ہے کیوں ہوئی سونی دکاں

کیوں ہے مہرِ خامشی منہ پر سبُو کے جلوہ ریز
کچھ نہیں کھلتا مجھے کیسا بندھا ہے یہ سماں

کس قدر اعضا شکن ہے یہ خمارِ جاں گسل
ہے جماہی پر جماہی ٹوٹتی ہیں ہڈیاں

کیا غضب ہے تجھ کو اس حالت پہ رحم آتا نہیں
خشک ہے منہ میں زباں آتی ہیں پیہم ہچکیاں

آمدِ بادِ بہاری ہے گلستاں کی طرف
فصلِ گلشن کر رہی ہے کیا ہی رنگ آمیزیاں

ابر کی اٹکھیلیوں سے جوبنوں پر ہے بہار
پڑ رہی ہیں پیاری پیاری ننھی ننھی بوندیاں

چار جانب سے گھٹاؤں نے بڑھائے ہیں قدم
توسنِ بادِ صبا پر لی ہے راہِ بوستاں

جشنِ گل کا شور ہے فصلِ چمن کا زور ہے
ابر اٹھا ہے گرجتا کوندتی ہیں بجلیاں

ٹکٹکی باندھے ہوئے نرگس تماشے پر ہے لوٹ
محوِ وصفِ جلوۂ گلشن ہے سوسن کی زباں

شاخِ گل پر بلبلیں ہیں نغمہ سنجِ فصلِ گل
سرو پر بیٹھی ہوئی کرتی ہیں کوکو قمریاں

اس قدر ہے جوش پر حسنِ عروسِ گل کہ آج
باغ میں ملتی نہیں بلبل کو جائے آشیاں

ٹھنڈی ٹھنڈی پیاری پیاری چلتی ہے بادِ نسیم
جھومتی ہیں وجد میں کیا کیا چمن کی ڈالیاں

مست و بے خود بیٹھے ہیں مرغانِ گلشن شاخ شاخ
کر رہے ہیں اپنی اپنی لے میں مدحت خوانیاں

تا کہ دیکھے گل کا جوبن نرگسِ مخمور بھی
سوتے سوتے چونک کر اُٹھی ہے ملتی انکھڑیاں

دیتے ہیں غنچے چٹک کر یہ صدا ہر سمت سے
ہم بھی دیکھیں گے ذرا فصلِ بہاری کا سماں

کب ہیں یہ شبنم کے قطرے برگِ گل پر آشکار
ہیں عروسِ گل کے کانوں میں جڑاؤ چپّیاں

گد گداتی ہے مرے دل کو ہوائے مے کشی
آرزوئیں کر رہی ہیں کس قدر اٹکھیلیاں

حسرتیں کہتی ہیں ہم کو کس پہ چھوڑا آپ نے
خواہشیں کرتی ہیں شکوے کیوں ہوئے نامہرباں

دیر کارِ خیر میں اس درجہ کرتا ہے کوئی
ہاں خدارا ساقیا ارحم بحالِ بیم جاں

چار دن کی چاندنی ہے یہ اندھیرا پاکھ ہے
پھر کہاں ہم اور کہاں یہ دُختِ رز کی شوخیاں

پانی پی پی کر دعا دوں تجھ کو گر پاؤں مراد
دیر کیوں کرتا ہے پیارے فصلِ گلشن پھر کہاں

دے کوئی ساغر چھلکتا سا شرابِ تند کا
بول بالا ہو ترا اے ساقیِ حاتم نشاں

مدح کرتا ہوں میں اب اک رہنما کے عرس کی
چھوڑ کر فکرِ خط و خالِ حسینانِ جہاں

واہ وا کیا عرس ہے، کیا عرس ہے کیا عرس ہے
جس میں ہیں تشریف فرما غوث و اَبدالِ جہاں

سر جھکائے بیٹھے ہیں حلقہ کیے سارے مرید
حالِ دل کرتے ہیں سرکارِ معنی میں عیاں

ہر اَدا سے انکشافِ معنی و مقصود ہے
ہو رہا ہے کیا لطیفوں میں عیاں سرِ نہاں

ہے کہیں ذکرِ جلی تو ہے کہیں ذکرِ خفی
اپنے اپنے حال میں معروف ہیں پیر و جواں

دل کے آئینوں کی صیقل ذکر ارہ سے کہیں
ہیں کسی جا ذکر قمری کی عیاں رنگینیاں

ضربِ اِلّا اللّٰہ سے کرتا ہے کوئی دل کو صاف
ہے کہیں اثبات نفی غیر کا لا سے عیاں

سب کو منہ مانگی مرادیں ملتی ہیں اِس عرس میں
آتے ہیں روتے ہوئے جاتے ہیں ہنستے شادماں

اس طرف ایسی بہاریں اس طرف حکم خدا
جاتی ہے سر پیٹتی اس بزم سے عمر رواں

کچھ خبر بھی ہے تجھے اے دل یہ کس کا عرس ہے
پائی اس محفل نے کس سے زیب وزین وعز وشاں

طالب مطلوبِ یزداں حضرتِ فضلِ رسول
موردِ فضل رسول و رحم خلاق جہاں

سالکِ راہِ حقیقت رہروِ مقصودِ شرع
رہنماے گمرہاں و پیشواے مرشداں

حاکم اصل فروع و عالم رمز اُصول
واقفِ حالِ حقیقت کاشفِ سِرِّ نہاں

حامیِ دین پیغمبر ماحیِ بنیادِ کفر
زاہد زین عبادت واعظ شیوا بیاں

آفتابِ چرخ علم و ماہتابِ برج حلم
گوہر درج شرف یاقوت کانِ عز و شاں

شاہ دیہیم جلال و خسرو تخت کمال
نائب شاہنشہِ کونین فخرِ مرسلاں

انجمن آرائے شرع و شمع بزمِ معرفت
زینت بستانِ فقر و زیب گلزارِ جناں

سیف مسلول حقیقت فارسِ مضمارِ فقر
طلعت شمع ہدایت مقتدائے سالکاں

مزرعِ اسلام کو ابرِ کرم ذاتِ جناب
خرمن ادیانِ باطل کو ہے برقِ بے اماں

حاضر عرضِ معلّی ہیں بہت اربابِ علم
وہ پڑھوں مطلع کہ سن کر سن ہوں سب اہلِ زباں

مطلع

گر کبھی فرمائے تو توحیدِ واحد کا بیاں
کہہ دے ہندوے فلک بھی ٹھیک ہے یہ بے گماں

دی خدائے پاک نے تجھ کو حیاتِ بے ممات
لایموتون ہے تیری شان میں اے جانِ جاں

دین پیغمبر کو تیری ذات سے ہے تقویت
تیرے جلوؤں سے منور خطۂ ہندوستاں

تیرے اچھے ہونے میں کس کو رہی جائے سخن
تیرے مرشد کے ہیں مرشد حضرتِ اچھے میاں

مُلحِدوں کو بات تیری سیف ہے جبار کی
معتقد کو قول تیرا موجب امن و اماں

دے جو کچھ دینا ہو شاہا اس کے جلدو میں مجھے
تیرے دَر پہ لے کے آیا ہوں قصیدۂ ارمغاں

ہو دعائے خیر میری دین و دنیا کی قبول
یہ صلہ پائے شہا تیرا گدائے آستاں

اے حسنؔ اب کر دعا اللہ سے با التجا
کیا عجب ہے گر کہیں آمیں گروہِ قدسیاں

یا خدا جب تک ہے مہر و ماہ میں جلوہ گری
دہر میں قائم رہے جب تک یہ دورِ آسماں

گنج خلوت میں ہو جب تک زاہد گوشہ نشیں
شمع کو حاصل ہیں جب تک انجمن آرائیاں

کعبہ کے در پر ہے جب تک فرقِ زاہد سجدہ ریز
شاغل حمد خدا جب تک رہیں کرّو بیاں

جلوۂ وحدت رہے کثرت میں جب تک آشکار
صوفیوں کا دہر میں جب تک رہے نام ونشاں

مولوی عبد قادر زیب سجادہ رہیں
تابع فرمانِ والا ہو ہر اک پیر و جواں

دے مدد اقوالِ والا کو کلام اللہ پاک
پیش حضرت قول دشمن کا ہو شاخِ زعفراں

ان کے دشمن کو ہمیشہ کلفت و کربت نصیب
جو دعا گو ہیں رہیں فرحت نصیب و شادماں

-: از عاجز زید شوقہ :-☆

دنیا و دیں کے اس کے مقاصد حصول ہیں
جس کی مدد پہ حضرت فضل رسول ہیں
منکر تری فضیلت و جاہ و جلال کی
بے دیں ہیں یا حسود ہیں یا بوالفضول ہیں

حاضر ہوئے ہیں مجلس عرسِ حضور میں
کیا ہم پہ حق کے لطف ہیں فضل رسول ہیں
کافی ہے خاک کرنے کو یک نالۂ رسا
دفتر اگرچہ نامۂ عصیاں کے طول ہیں

خاکِ درِ حضور ہے یا ہے یہ کیمیا
یہ خار راہ ہیں کہ یہ جنت کے پھول ہیں

☆ یہ حصہ ذوقِ نعت کے قدیم نسخوں میں نہیں ملتا۔ یہ دراصل 'ماہ تاباں اوج معرفت' شاہ فضل رسول بدایونی کے 1300 ہجری والے عرس پر پیش کیے جانے والے قصائد کا مجموعہ ہے، اس سے ماخوذ و مستعار ہے اور پہلی بار اس دیوان کا جز بن رہا ہے۔

یہ قصیدہ نذیر احمد خان دہلوی مقلد سید احمد خان کولی کے قطعہ کے رد میں ہے :

توانائی نہیں صدمہ اُٹھانے کی ذرا باقی
نہ پوچھو ہائے کیا جاتا رہا کیا رہ گیا باقی

زمانے نے ملائیں خاک میں کیفیتیں ساری
بتا دو گر کسی شے میں رہا ہو کچھ مزا باقی

نہ اب تاثیر مقناطیس حسن خوب رویاں میں
نہ اب دل کش نگاہوں میں رہا دل کھینچنا باقی

نہ جلوہ شاہد گل کا نہ غل فریادِ بلبل کا
نہ فضل جاں فزا باقی نہ باغ دل کشا باقی

نہ جوبن شوخیاں کرتا ہے اُونچے اُونچے سینوں پر
نہ نیچی نیچی نظروں میں ہے اندازِ حیا باقی

کہاں وہ قصر دل کش اور کہاں وہ دلربا جلسے
نہ اس کا کچھ نشاں قائم نہ اس کا کچھ پتا باقی

کہاں ہیں وہ چلا کرتے تھے جن کے نام کے سکے
نشاں بھی ہے زمانہ میں اب ان کے نام کا باقی

کہاں ہیں وہ کہ جن کے دم سے تھے آباد لاکھوں گھر
خدا شاہد جو ان کی قبر کا بھی ہو پتا باقی

شجاعت اپنے سر پر ڈالتی ہے خاک میداں کی
نہ کوئی صف شکن باقی نہ کوئی سُورما باقی

سحر جا کر اسے دیکھا تو سناٹا نظر آیا
وہ محفل جس میں شب کو تھی نہ تل رکھنے کی جا باقی

نہ کل تک نیند آتی تھی جنھیں بے فرشِ گل سے گل
نہیں آج ان غریبوں کے گھروں میں بوریا باقی

جنھیں سب جانِ جاں کہتے تھے جن پر جان جاتی تھی
فنا کے ہاتھ سے گے دن رہی ان کی بقا باقی

مبارک دل مبارک آرزو ہے حکم عنقا میں
نہ اب وہ دل ہی باقی ہے نہ دل کا مدعا باقی

خدا ہی جانے کیا کیا گل ہوئے کس کس طرح مٹی
خبر کی جب خبر پائیں کہ ہو کچھ مبتدا باقی

کسی کو ذکر کرتے بھی نہ دیکھا ان کا عالم میں
زبانِ حال پر شاید ہو کچھ یہ ماجرا باقی

عبث ہم یاد کر کے رو رہے ہیں آج پہلوں کو
ہمیں کل روئیں گے پچھلے اگر ہے یہ فنا باقی

یہ دو آنکھیں ہیں رونا سینکڑوں کو روئیں کس کس کو
یہ اک دل غم بہت پھر غم نہ رہ جائیں گے کیا باقی

یہ مطلب ہے کہ ان باتوں سے مطلب ہی نہ رکھیں ہم
ہمیں کیا مر گیا کوئی کہ کوئی بچ رہا باقی

جو کوئی مر گیا تو حکم ہی سے جان دی اس نے
جو کوئی بچ رہا تو حکم ہی سے بچ رہا باقی

یہ جینا کیا مرا گر آج تو کل دوسرا دن ہے
مریں اس زندگی پر جو رہے بعد فنا باقی

وہ پیاری زندگی کیا ہے یہی اسلام کی دولت
یہ ہے وہ بے بہا نعمت رہے جو دائما باقی

فنائے تابِ مہر و ماہ ہے روشن زمانے پر
مگر اس کا اُجالا رات دن ہے ایک سا باقی

یہ سچ ہے ضعف کی حالت میں ہے اِسلام بے شک ہے
مگر اب بھی ہے اس کی اگلی شوکت جا بجا باقی

ابھی بُرجوں کے گرنے کی چلی آتی ہیں آوازیں
ابھی تک کوشکِ کسریٰ میں ہے وہ زلزلہ باقی

چمکتی ہیں ابھی تک بدر کے میدان میں تیغیں
نگاہوں میں ہے اب تک بجلیوں کا کوندنا باقی

مسلماں قبر میں بھی ہیں فدا صدیق اکبر پر
ابھی تک یہ اثر ہے حُب یارِ غار کا باقی

ابھی تک خاک کے نیچے بہادر کانپ اٹھتے ہیں
ابھی تک صولت فاروق کا ہے دبدبا باقی

غنی کی شرم کے جلوے مسلمانوں کے دل میں ہیں
مسلمانوں کی آنکھوں میں ہے اب تک وہ حیا باقی

ابھی ہے نعرہائے شیرِ حق کی گونج کانوں میں
ابھی ہے ہیبت مرحب کش و خیبر کشا باقی

مسلمانوں کی تلواروں نے جو قبضے بٹھائے ہیں
رہے گا ان کا پھل ان باغیوں پر دائما باقی

بیانِ شوکتِ اسلام پورا ہو نہیں سکتا
فنا ہو جائیں گے ہم ذکر یہ رہ جائے گا باقی

مٹائیں شوق سے اسلام کو اسلام کے دشمن
وہ خود مٹ جائیں گے اور یہ رہے گا دائما باقی

اگرچہ اس کی تلواروں نے بے گنتی ہی چھانٹے ہیں
مگر بد خواہ اس کے پھر بھی ہیں بے انتہا باقی

قدم رکھیں تو رکھیں پھونک کر اسلام کے رہرو
ابھی منزل میں ہے کانٹوں کا کھٹکا جا بجا باقی

مٹایا چاہتے ہیں دین کو ایمان کے دشمن
ابھی مر مٹ کے ہیں شیطان سے بے انتہا باقی

کہیں تقلید کے انکار پر سو سو دلیلیں ہیں
کہیں دعویٰ نہ چھوڑیں گے درود و فاتحہ باقی

کہیں پابند دونوں ہاتھ کا رفع یدیں اب تک
کہیں بالجہر آمیں پر ہے فریاد و بکا باقی

کسی جا بعد مردن خاک کہہ دینا اکابر کو
کہیں توہین قبر انبیا و اولیا باقی

کسی جا یا رسول اللہ پر ہے شرک کا فتویٰ
کہیں کوشش نہ رکھیں ذکر استمداد کا باقی

کہیں تسلیم پر شش مثل کے انکار سے منکر
کہیں تفہیم پر امکان کذب کبریا باقی

طریق ذکر محبوبان حق پر حجتیں قائم
جواز محفل میلاد پر چون و چرا باقی

لڑے جاتے ہیں مرغے پر کٹے مرتے ہیں بکرے پر
ذرا دیکھیں تو ہے ایماں کا بھی کچھ پتا باقی

انھیں بیکار باتوں پر جھگڑ کر یہ ہوا حاصل
بجائے دین و ملت صرف جھگڑا رہ گیا باقی

یہاں تک باغیوں نے فرع میں شاخیں نکالی ہیں
کہ اُن کی اصل میں اَب کچھ نہیں غیر از خطا باقی

تبرے کی کہیں بوچھار یارانِ پیمبر پر
کہیں آلِ نبی سے ہے تعلق رنج کا باقی

یزید اس کام کو اِک سال کر کے نار میں پہنچا
یہاں ہے سینکڑوں سالوں سے نقلِ کربلا باقی

وہ پردیسی مسافر تخت سے ان کو غرض مطلب
الٰہی پھر نمونہ ہے یہ کس کے تخت کا باقی

یہ تاشے باجے کب تھے سید مظلوم کی جانب
کہ جن کا جاہلوں میں ہے ابھی تک پیٹنا باقی

کہاں تک فتح ظالم کی بنائی جائے گی صورت
شہِ مظلوم سے کینہ رہے گا تا کجا باقی

محبت کا ہے دعوئ آل سے پر دیکھنا یہ ہے
عداوت کا دقیقہ کوئی ان سے رہ گیا باقی

توہب (۱) اور تشیع سے ہوا جو کچھ ہوا لیکن
نہ رکھا نیچریت نے ذرا تسمہ لگا باقی

اگر دعوی مرا محتاجِ حجت ہے تو سن لیجے
کلام اُس کا نہیں جس کو غمِ روزِ جزا باقی

---

(۱) میرے پیارے سنی بھائی ضرور خیال فرمائیں گے کہ ندوہ مخذولہ کی خبر نہ لی گئی۔ اس کی نسبت مجھے اس قدر عرض کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ قصیدہ ندوۂ ہند کی پیدائش سے پہلے کا عرض کیا ہوا ہے، اور اگر غور کی نظر سے ملاحظہ فرمائیں تو جس طرح ندوہ کا رد سب بدمذہبوں کا رد ہے اسی طرح ان کا رد اُس کا رد، تو اس حالت میں ضمناً میں اس اعتراض سے بری ہو چکا۔ ۱۲ حسن

اشعار مسٹر نذیر احمد مع رد

مسیحا کون سر سید پکارے سب میں کہتا ہوں	قال	صدوسی سال رکھیو اور اس کو اے خدا باقی
مسیحا کہتے جاؤ اور جینے کی دعا مانگو	اقول	مگر ہے اپنے مذہب پر تمہیں غم دار کا باقی
مسیحا پھر بنانا پہلے کھو دو اس رسولی کو	❁	ابھی تو ہے اسے اپنا علاج اپنی دوا باقی
نہیں زیبا بتائے کوئی بلبل اپنے اُلو کو	❁	رہے جس وقت تک وہ صورتِ نکبت فزا باقی
بھلا ہے یا بُرا یہ جانے یا اس کا خدا جانے	قال	مگر ہے کوئی اس کی شان کا اس کے سوا باقی
نبی اس کو کہا تم نے خدا اس کو بنا لیتے	اقول	جو ہوتا کوئی اس انداز کا اس کے سوا باقی
تمہاری فکرِ نازک میں وجود اس کا جو قائم ہے	❁	تم آپ ہی جان لو اک اور ہے اس رنگ کا باقی
عقائد میں کسی کے دخل دینے کی ضرورت کیا	قال	قیامت کو بھی رہنے دو گے کوئی فیصلہ باقی
عقائد سے کسی کے بحث کیا اتنے ہی کہنے پر	اقول	ذرا اے پردہ والے دیکھ کچھ پردہ رہا باقی
بظاہر بھولی باتیں اور باطن میں غضب گھاتیں	❁	ابھی دنیا میں ہیں عیار نادانی نما باقی
یہی اک فردِ اکمل ہے کہ جس کو دیکھ کر جانا	قال	ہماری ناؤ کا بارے ہے اب تک ناخدا باقی
تمہارے ناخدا نے ڈوبتو گنگا اٹھائی ہے	اقول	نہ چھوڑے گا نہ چھوڑے گا یہ بیڑے کا پتا باقی
تم اپنی ناؤ کا لنگر اگر اس کو تھما بیٹھے	❁	سمجھ رکھو کہ بس اب ڈوبنا ہی رہ گیا باقی
جزاک اللہ خیرا قوم کی اصلاح حالت میں	قال	دقیقہ ایک بھی تو نے نہیں رکھا اٹھا باقی
کرے گا دین میں جو شر نہ ہر گز خیر پائے گا	اقول	عبث رکھتے ہو تم میرے خدا سے آسرا باقی

رہی اصلاح اس کی کیفیت صورت سے ظاہر ہے ❁ کہیں ہے چکنے گالوں پر محاسن کا پتا باقی

خدا نے تجھ کو پہنچایا ہے ان اعلیٰ مراتب پر قال فزوں تر جن سے اب کوئی نہیں ہے مرتبہ باقی

طریق مختصر پر گر تیرے القاب یک جا ہوں تو مشکل ہے کہ ابجد میں رہے حرفِ ہجا باقی

معاذ اللہ اُلوہیت پر تم نے مہربانی کی اقول خدا نے تجھ کو . کہہ کر رکھ لیا یہ مرتبہ باقی

جو بچی ہجو بچے عیب لکھے کوئی کولی کے بہت مشکل سے رہ جائے کوئی حرفِ ہجا باقی

مگر معلوم ہے تجھ کو مسرت کچھ نہیں اس کی قال کہ تو ہے درد مند قوم اور تیرا گلہ باقی

ہے اس کے واسطے دنیا بہشت اس کو الم کیا ہے اقول غلط بالکل غلط اب بھی ہو کچھ اس کا گلہ باقی

محال عقل ہے تجھ کو ہو اس دنیائے فانی میں قال سوائے قوم کوئی آرزو یا التجا باقی

محال عقل ہے بیشک کہ اب دنیا میں کولی کو اقول سوائے زر ہو کوئی آرزو یا التجا باقی

نہ ہو بے دل اور اپنی ہی کیے جا صرف ہمت بس قال کہ سب کے سر پہ اب تو ہی ہے اک بوڑھا بڑا باقی

تمہیں انکار ہے جس کا یہ اس کا اک خلیفہ ہے اقول وہ اس بوڑھے کے سر پر بھی ہے اک بوڑھا بڑا باقی

اگر انعام کی تجھ کو توقع ہے تو باور رکھ قال خدا کے پاس ہے تیری جزا تیرا صلہ باقی

خدا اس سے مسلمانوں کو اپنے حفظ میں رکھے اقول خدا کے پاس ہے اس کے لیے جو کچھ صلہ باقی

تجھے روئے گی سر پر ہاتھ رکھ کر قوم بد قسمت قال اور اس کو دیکھ لے گا جو کوئی جیتا رہا باقی

کہو عیسیٰ صدوی سال جینے کی دعا مانگو اقول پھر اس کی لاش پر رونے کا بھی ہے آسرا باقی

نہ ہوویں کارگر گر لاکھ تدبیریں تو کیا پروا قال ابھی سب سے بڑی باقی ہے تدبیر دعا باقی

طویلہ میں اگر لتیاؤ کی ٹھہری غضب آیا اقول وہ منکر ہے دعا کا آپ کے لب پر دعا باقی

اختتام رد اشعار مسٹر و آغاز حال پیر نیچر و مقلدان پیر نیچر

اسے کہتے ہیں خضرِ قوم بعض احمق زمانہ میں
یہ وہ ہے آٹھ سو کم کر کے جو کچھ رہ گیا باقی

حزار پیر نیچر سے بھی نکلے گی صدا پیہم
چڑھا جاؤ گرہ میں ہو جو کچھ پیسا ٹکا باقی

نئی ہمدردیاں ہیں لوٹ کر ایمان کی دولت
نہ چھوڑا قوم میں افلاس عقبیٰ کے سوا باقی

ظروفِ مے کدہ توڑے تھے چن کر محتسب نے سب
الٰہی رہ گیا کس طرح یہ چکنا گھڑا باقی

مریدوں پر جو پھیرا دستِ شفقت پیر نیچر نے
نہ رکھا دونوں گالوں پر پتا بھی بال کا باقی

مسلماں بن کے دھوکے دے رہا ہے اہل ایماں کو
ابھی ہے ایک پہلے وقت کا بہروپیا باقی

غضب ہے نیچری حسنؔ خرد پر ناز کرتے ہیں
نہیں کیا شیر پور میں کوئی ان کے جوڑ کا باقی

علی گڑھ کے سفر میں صرف کر دی دولتِ ایماں
بتاؤ مجھ کو زیرِ مدِّ باقی کیا رہا باقی

گیا ایمان تو داڑھی بھی پیچھے سے روانہ کی
پرانے رنگ کا اب کیوں رہے کوئی پتا باقی

بپا بوٹے بہ بر کوٹے و بر سر سُرخ سر پوشے
کہو اب بھی مسلماں ہونے میں کچھ رہ گیا باقی

عقب میں ہے اگر کتا تو پھر میں کیا کہوں کیوں ہے
جو آگے ہے تو ان کا ہے یہی اک پیشوا باقی

مشائخ تو مشائخ ہیں کرامت تو کرامت ہے
انہوں نے انبیا میں بھی نہ رکھا معجزا باقی

یہ منکر اس کے منکر اس کے منکر سب کے منکر ہیں
سمجھ لیجے کہ سارے کلمہ میں ہے حرفِ لا باقی

رسولی کو رسالت کی سند سمجھے ہیں کیا جاہل
نہ رکھا جو نبی کہنے میں کوئی مرحلہ باقی

کیا تو پارسل ایمان کا سی ایس آئی کو
پر اس کے ٹوٹنے کا دل میں اندیشہ رہا باقی

لگائی احتیاطاً چار جانب آڑ داڑھی کی
اور اتنے وزن کی محصول میں تھی تھی بچا باقی

عجب ہے نیچری بے وقت کی کیوں کر اُڑاتے ہیں
اگر تم نے چری دیکھو نہ پاؤ گے صدا باقی

جو مرغی کے گلے کا گھونٹنا جائز سمجھتے ہیں
انہیں پھر حرمت و حلت سے کیا مطلب رہا باقی

چھری کانٹا لیے مُردار مرغی سے جو لڑتے ہوں
پھر ایسوں کی شجاعت میں رہا کیا مرحلہ باقی

الٰہی نیچریت ہے کہ کوئی بالخوارہ ہے
سرِ مو بھی نہ رکھا جس نے داڑھی کا پتا باقی

جسے نکلی تھیں وقت بذلہ نجی غیر قومیں سب
سوائے ڈیم فول اُس منہ میں اب کچھ نہ رہا باقی

علم ان کے مسلمانوں کے ہیں اور ان سے ظاہر ہے
برائے نام اب اسلام ان میں رہ گیا باقی

مُدل نے مذہب و ملت سے غفلت میں رکھا کیا کیا
نہ یادِ کبریا باقی نہ ذکرِ مصطفیٰ باقی

قریب پاس جا کر دُور ایماں سے ہوئے اکثر
جو دُور اس پاس سے ہیں پاسِ دیں ان کو رہا باقی

ملی ہے زک پہ زک بدمذہبوں کو اہل سنت سے
مگر اب بھی ہے وہ جرأت وہ ہمت حوصلہ باقی

اگر ایمان رکھتے ہوں تو وہ ایمان سے کہہ دیں
جو دل میں منصفی آنکھوں میں ہو شرم و حیا باقی

ثبوتِ حق میں اہل حق نے تحقیقات کی کیا کیا
کوئی ایراد کوئی شبہہ کوئی شک رہا باقی

معاندِ اہل سنت پر اگر پا جائیں گے قابو
مسلمانی کا عالم میں نہ چھوڑیں گے پتا باقی

حسنؔ پہلے تو کرتا ہے دعا ان کی ہدایت کی
نہ ہو منظور تو ان کو فنا فرمادے یَا بَاقِی

تاریخ وفات حضرت مصنف
از نتیجہ طبع گرامی حکیم سید برکت علی صاحب نامیؔ تلمیذ مصنف

نامیؔ خستہ نہ نالم بچہ رو ❁ کوہ افتاد دریغا افتاد
دلم از فرقت استادم سوخت ❁ ازلبم چوں نہ برآید فریاد
ہر کہ پرسید زمن باعث غم ❁ گفتمش سوئے جناں رفت استاد
سال فوتش ز جوابم جوئید ❁ دیگر امروز نمید ارم یاد

۱۳۲۶ھ

تمت☆

☆ ذوقِ نعت کے قدیم نسخے کے اواخر میں اس جگہ مولانا کے متفرق اشعار وقطعات وغیرہ درج تھے، جنھیں ہم نے بغرض سہولت مولانا کے دیگر متفرق اشعار و قطعات کے ساتھ اس کتاب کے اخیر میں 'قطعات و اشعارِ حسن' کے نام سے مستقل ایک رسالے کی شکل میں جمع کر دیا ہے، براے کرم وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

فیضِ حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالٰی عنہ

سلسلۂ اشاعت نمبر 729

وسائل بخشش

{1309ھ}

مولانا محمد حسن رضا خان قادری برکاتی ابوالحسینی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ



الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

وسائل بخشش

[مطبع نادری بریلی، سے شائع شدہ قدیم نسخے کا سرورق]

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

گلریز بنا ہے شاخِ خامہ ❁ فردوس بنا ہوا ہے نامہ
نازل ہیں وہ نور کے مضامیں ❁ یاد آتے ہیں طور کے مضامیں
سینہ ہے تجلیوں کا مسکن ❁ ہے پیشِ نگاہ دشتِ ایمن
توحید کے لطف پا رہا ہوں ❁ وحدت کے مزے اُڑا رہا ہوں
دل ایک ہے دل کا مدعا ایک ❁ ایماں ہے مرا کہ ہے خدا ایک
وہ ایک نہیں جسے گنیں ہم ❁ وہ ایک نہیں جو دو سے ہو کم
دو ایک سے مل کے جو بنا ہو ❁ وہ ایک کسی کا کب خدا ہو
اَحوَل ہے جو ایک کو کہے دو ❁ اندھوں سے کہو سنبھل کے دیکھو
اُس ایک نے دو جہاں بنائے ❁ اک "کُنْ" سے سب انس و جاں بنائے
اوّل ہے وہی، وہی ہے آخر ❁ باطن ہے وہی، وہی ہے ظاہر
ظاہر نے عجب سماں دکھایا ❁ موجود ہے اور نظر نہ آیا
کس دل میں نہیں جمال اُس کا ❁ کس سر میں نہیں خیال اُس کا
وہ "حبلِ ورید" سے قریں ہے ❁ ہاں تاب نظر میں نہیں ہے
فرمان ہے یُؤْمِنُونَ بِالْغَیْب ❁ نادیدہ وہ نورِ حق ہے لاریب
آنکھوں میں نظر، نظر کناں ہے ❁ آنکھیں تو کہیں، نظر کہاں ہے

سب کچھ نظر آئے اس نظر سے ❁ پر دیکھیں نظر کو کس نظر سے
جب خلق کو یہ صفت عطا ہو ❁ وہ کیا نظر آئے جو خدا ہو
جو وہم و قیاس سے قریں ہے ❁ خالق کی قسم خدا نہیں ہے
جو بھید کو اُس کے پا گئے ہیں ❁ ہستی اپنی مٹا گئے ہیں
کچھ راز اُدھر کا جس نے پایا ❁ پھر کر وہ اِدھر کبھی نہ آیا
کچھ جلوہ جسے دکھا دیا ہے ❁ صُمٌّ بُکْمٌ بنا دیا ہے
دل میں ہیں ہزاروں بحرِ پُر جوش ❁ ہے حکم زبان کو کہ خاموش
اک جلوہ سے طور کو جلایا ❁ بے ہوش کلیم کو بنایا
پنہاں ہیں جو سنگ میں شرارے ❁ کرتے ہیں کچھ اور ہی اِشارے
ہے شعلہ فشاں یہ عشق کامل ❁ پتھر میں کہاں سے آ گیا دل
ذات اُس کی ہے معطیِ مرادات ❁ قائم ہیں صفات پاک بالذات
باقی ہے کبھی فنا نہ ہو گا ❁ ہے جس کو فنا خدا نہ ہو گا
جیسا چاہا جسے بنایا ❁ کچھ اس سے کہے یہ کس کا پایا
مومن بھی اسی کا کھاتے ہیں رزق ❁ کافر بھی وہیں سے پاتے ہیں رزق
شب دن کو کرے تو رات کو دن ❁ جو ہم کو محال اُس کو ممکن
ایجاد وجود ہو عدم سے ❁ حادِث ہو حُدُوث یوں قِدم سے
اللہ تبارک و تعالیٰ ❁ ہے دونوں جہان سے نرالا
قادر ہے ذوالجلال ہے وہ ❁ آپ ہی اپنی مثال ہے وہ
ہر عیب سے پاک ذات اُس کی ❁ ہر رَیب سے پاک بات اُس کی
شایاں ہے اُسی کو کبریائی ❁ بے شک ہے وہ لائق خدائی
کس وقت نہاں ہیں اُس کے جلوے ❁ ہرشے سے عیاں ہیں اُس کے جلوے
پروانہ چراغ پر مٹا کیوں ❁ بلبل ہے گل کی مبتلا کیوں

قمری ہے اسیرِ سرو آزاد ❀ یاں مہتاب سے ہے چکور دل شاد
شمع و گل و سَرو و ماہ کیا ہیں ❀ کچھ اور ہی جلوے دل رُبا ہیں
عالم میں ہے ایک دُھوم دن رات ❀ اے جلوۂ یار تیری کیا بات
گلزار میں عندلیب نالاں ❀ پروانہ ہے بزم میں پَر افشاں
ہر دل کو تیری ہی جستجو ہے ❀ ہر لب پہ تیری ہی گفتگو ہے
گفتار و تجسسِ دل و لب ❀ پیارے یہ ترے ہی کام ہیں سب
تیری ہی یہ صنعتیں عیاں ہیں ❀ ہم کس کو کہیں کہ ہم کہاں ہیں
تو نے ہی کھلائے ہیں یہ سب گل ❀ ہے تیری ہی شان کا تجمل
تو نے ہی کیے جمیل پیدا ❀ تو نے ہی کیا دلوں کو شیدا

از خود رفتن دل حزیناں بر ذکر حسیناں و برھنمونی بخت پے بردن بجمال بے مثال اولین آئینۂ حسن لا یزال صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم و علی الہ و صحبہ و بارک و کرم

یعنی حسینوں کی عشق افروز باتیں سن کر حزن آثار دل قرار پاتے ہیں، تو پھر اُس حسن و جمال والی ذاتِ بے مثال کا ذکرِ جمیل سن کر بخت کے اندھیرے کیوں نہ چھنٹیں، اور دل کے طاقوں میں کیف و سرور کے دیے کیوں نہ جل اُٹھیں!۔ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم و علی الہ و صحبہ و بارک و کرم۔

آیا ہے جو ذکرِ مہ جبیناں ❀ قابو میں نہیں دلِ پریشاں
یاد آئی تجلیِ سرِ طور ❀ آنکھوں کے تلے ہے نور ہی نور

یا رب یہ کدھر سے چاند نکلا ❁ اُٹھا ہے نقاب کس کے رُخ کا
کس چاند کی چاندنی کھلی ہے ❁ یہ کس سے میری نظر ملی ہے
ہے پیشِ نگاہ جلوہ کس کا ❁ یا رب یہ کہاں خیال پہنچا
آیا ہوں میں کس کی رہ گزر میں ❁ بجلی سی چمک گئی نظر میں
آنکھوں میں بسا ہے کس کا عالم ❁ یاد آنے لگا ہے کس کا عالم
اب میں دلِ مضطرب سنبھالوں ❁ یا دید کی حسرتیں نکالوں
اللہ! یہ کس کی انجمن ہے ❁ دنیا میں بہشت کا چمن ہے
ہر چیز یہاں کی دل رُبا ہے ❁ جو ہے وہ ادھر ہی دیکھتا ہے
شاہانِ زمانہ آ رہے ہیں ❁ بستر اپنے جما رہے ہیں
پروانوں نے انجمن کو چھوڑا ❁ بلبل نے چمن سے منہ کو موڑا
ہے سرو سے آج دُور قمری ❁ آئینوں کو چھوڑ آئی طوطی
عالم کی جھکی ہوئی ہے گردن ❁ پھیلے ہیں ہزاروں دست و دامن
مظلوم سنا رہے ہیں فریاد ❁ ہے لائقِ لطف حالِ ناشاد
بے داد و ستم کی داد دیجیے ❁ للہ ہمیں مراد دیجیے
بیماروں کو مل رہی ہے صحت ❁ کمزوروں میں بٹ رہی ہے طاقت
جو آج ہیں سرورانِ عالم ❁ کہتے ہیں جنہیں سرانِ عالم
اُمیدیں بھرے ہوئے دلوں میں ❁ شامل ہیں یاں کے سائلوں میں
یہ شہر ہے یا جہانِ عزت ❁ یہ در ہے کہ آسمانِ عزت
اس در سے ہے عز و جاہِ کونین ❁ کہتے ہیں اسے پناہِ کونین
اس در کو فلک جناب کہیے ❁ ان ذرّوں کو آفتاب کہیے
عشاق کی آرزو یہ در ہے ❁ محتاج کی آبرو یہ گھر ہے
ہم سب ہیں اس آستاں کے بندے ❁ ہیں دونوں جہاں یہاں کے بندے
دربار ہے اُس حبیبِ رب کا ❁ مختار ہے جو عجم و عرب کا

اے خامۂ خوش نما سنبھلنا ❁ اس راہ میں سر جھکائے چلنا
یہ وصفِ حبیبِ کبریا ہے ❁ یہ نعتِ جنابِ مصطفیٰ ہے
اے دل نہیں وقتِ بے خودی یہ ❁ ہے ساعتِ مدحتِ نبی یہ
دیکھ اے دلِ بے قرار و بے تاب ❁ ملحوظ رہیں یہاں کے آداب
ہشیار میرے مچلنے والے ❁ یاں چلتے ہیں سر سے چلنے والے
ہے منع یہاں بلند آواز ❁ ہر بات ادا ہو صورتِ راز
سب حال اشاروں میں ادا ہو ❁ یاں نالہ بھی ہو تو بے صدا ہو
جو جانتے ہیں یہاں کے رتبے ❁ بھر لیتے ہیں منہ میں سنگریزے
خاموش ہیں یوں سب انجمن میں ❁ گویا کہ زباں نہیں دہن میں
ہے جلوہ فزا وہ شاہِ کونین ❁ بے چین دلوں کا جس سے ہے چین
دل دار و انیس خستہ حالاں ❁ فریاد رس شکستہ بالاں
مرہم نہ زخمِ دل نگاراں ❁ تسکیں دہِ جانِ بے قراراں
غم خوار یہی ہے غم زدوں کا ❁ حامی ہے یہی ستم زدوں کا
ایمان کی جان ہی تو یہ ہے ❁ قرآن کی زبان ہی تو یہ ہے
یکتا ہے یہ خوش اداؤں میں ❁ معشوق یہاں فدائیوں میں
شادابیِ ہر چمن ہے یہ گل ❁ ہیں آٹھوں بہشت اس کے بلبل
رکھتی ہے جو سوزشِ جگر شمع ❁ پروانہ ہے اس کے حسن پر شمع
دیکھے تو کوئی یہ جوشِ فیضاں ❁ عالم کے بھرے ہیں جیب و داماں
ہے لطف یہ شانِ میزبانی ❁ ہر وقت ہے سب کی میہمانی
دربانوں کے اس لیے ہیں پہرے ❁ در پر کوئی آ کے پھر نہ جائے
ہر لحظہ یہاں یہی عطا ہے ❁ ہر وقت یہ در کھلا ہوا ہے
مایوس گیا نہ کوئی مضطر ❁ یاں سنتے ہیں سب کی دل لگا کر

فریاد کی ہے یہاں رسائی ❁ ناشاد کی ہے یہاں رسائی
وہ کون ہے جس نے آہ کی ہو ❁ اور اُس کو مراد یاں نہ دی ہو
ہیں سب کی یہ داد دینے والے ❁ منہ مانگی مراد دینے والے
محرومِ عطائے شاہ رہا کون ❁ مایوس یہاں سے پھر گیا کون
یاں کہتے نہیں کبھی پھر آنا ❁ کب چاہیں یہ در بدر پھرانا
کیوں دیر ہو سب یاں ہیں موجود ❁ رحمت، قدرت، غنا، کرم، جود
سرکار میں کون سی نہیں شے ❁ ہاں ایک 'نہیں' یاں نہیں ہے
جاتے کو یہ ہیں بلانے والے ❁ آئے ہوئے کو بٹھانے والے
سوتے کو یہ خواب سے جگائیں ❁ بیدار کو گھر پہ جا کر لائیں
یوسف ہے غلام کا خریدار ❁ ہر وقت لگا ہوا ہے بازار
یہ دست کرم ہے گوہر افشاں ❁ گوہر اَفشاں و شکر افشاں
محتاج غریب کو گہر دے ❁ ہر تلخ نصیب کو شکر دے
شکر شکرِ بکام اس سے ❁ گوہر گوہر کا نام اس سے
اُمت کی دعا میں اس کو دیکھو ❁ دامانِ گدا میں اس کو دیکھو
اس ہاتھ کا نام ہے یَدُ اللّٰہ ❁ مَنْ عَاهَدَهٗ يُعَاهِدُ اللّٰه
وہ درد نہیں جو یہ نہ کھو دے ❁ وہ داغ نہیں جو یہ نہ دھو دے
گاہے یہ سرِ یتیم پر ہے ❁ گاہے یہ دلِ دو نیم پر ہے
بیمار کے واسطے عصا ہے ❁ اندھوں کے لیے یہ رہ نما ہے
محتاجوں کے دل غنی کیے ہیں ❁ ہاتھوں میں خزانے بھر دیے ہیں
عیسیٰ کی زباں میں ہیں جو برکات ❁ اُس ہاتھ کے سامنے ہیں اک بات
گر قالبِ مردہ کو وہ جاں دے ❁ یہ ریزۂ سنگ کو زباں دے
قالب تو مکان ہی ہے جاں کا ❁ پتھر میں ہے کام کیا زباں کا

ہے نائبِ دستِ جودِ رب ہاتھ ❁ ہیں دست مگر اُسی کے سب ہاتھ

جس دل کی شکیب کو یہ پہنچا ❁ ہو جاتا ہے ہاتھ بھر کلیجا

ہاتھ آئی ہے ہاتھ کے وہ قدرت ❁ اُس ہاتھ کے پاؤں چومے ہیبت

پھر پھر گئے منہ ستم گروں کے ❁ اُٹھ اُٹھ گئے پاؤں لشکروں کے

اُس ہاتھ میں ہے نظامِ عالم ❁ کرتا ہے یہ انتظامِ عالم

اُس ہاتھ میں ہیں جہان کے دل ❁ ناخن میں پڑے ہیں حلِ مشکل

تکتی ہیں اُسی کو سب نگاہیں ❁ کونین کی اُس طرف ہیں راہیں

زنجیرِ اَلم کو توڑتا ہے ❁ ٹوٹے ہوئے دل یہ جوڑتا ہے

جن ہاتھوں پہ ہے یہ ہاتھ پہنچا ❁ اُن ہاتھوں پہ ہاتھ ہے خدا کا

دینے میں نہ کی ہے دیر اُس نے ❁ بھوکوں کو کیا ہے سیر اُس نے

اے دستِ عطا میں تیرے صدقے ❁ اے ابرِ سخا میں تیرے صدقے

جب تیز ہو آفتابِ محشر ❁ جب کانٹے پڑیں لب و زباں پر

جب تیرے سوا نہ ہو ٹھکانا ❁ یوں اپنی طرف مجھے بلانا

اے پیاسے کدھر چلا اِدھر آ ❁ اب تک تو کہاں رہا اِدھر آ

آ تیری لگی کو ہم بجھا دیں ❁ آ آبِ خنک تجھے پلا دیں

لے تشنۂ کربلا کا صدقہ ❁ لے کشتۂ بے خطا کا صدقہ

او سوکھی ہوئی زبان والے ❁ لے آتشِ تشنگی بجھا لے

اُس ہاتھ کی قدرتیں ہیں ظاہر ❁ اعجاز ہیں دست بستہ حاضر

اک مہ سے فلک کو دو قمر دے ❁ مغرب کو نمازِ عصر کر دے

خورشید کو کھینچ لائے دم میں ❁ نم چاہیں تو یم بہائے دم میں

کچھ بھی اشارہ جو اس کا پا جائیں ❁ نخلے ابھی دوڑتے ہوئے آئیں

کیا دستِ کریم کی عطا ہے ❁ دیکھو جسے وہ بھرا پڑا ہے

بندے تو ہوں کیا عطا سے محروم ❁ دشمن بھی نہیں سخا سے محروم
دینے میں عدو عدو نہیں ہے ❁ یاں دست کشی کی خو نہیں ہے
جس کی کہ عدو پہ بھی عطا ہو ❁ اُس دستِ کرم کی کیا ثنا ہو
بس اے حسنؔ شکستہ پا بس ❁ اب آگے نہیں رہا تیرا بس
ہے وقتِ دُعا نہ ہو تو مضطر ❁ اُس ہاتھ سے کہہ قدم پکڑ کر
مدّاح کو مدح کا صلہ دے ❁ بگڑے ہوئے کام سب بنا دے
ڈوبوں تو مجھے نکال لینا ❁ پھسلے جو قدم سنبھال لینا
ہر وقت رہے تیری عطا ساتھ ❁ پھیلیں نہ کسی کے آگے یہ ہاتھ
مجھ پر نہ پڑے کبھی کچھ اُفتاد ❁ ہر لحظہ سپر ہو تیری اِمداد
شیطاں میرے دل پہ نہ بس پائے ❁ دشمن کبھی دسترس نہ پائے
گر مجھ کو گرائے لغزشِ پا ❁ تو ہاتھ پکڑ کے کھینچ لینا
غم دل نہ مرا دُکھانے پائے ❁ صورت نہ اَلم لگانے پائے
دم بھر نہ اَسیرِ بے کسی ہوں ❁ مجبور نہ ہوں کہ قادری ہوں
ہوں دل سے گدائے آل واصحاب ❁ ہر دم ہوں فدائے آل و اصحاب
یاروں پہ تیرے نثار ہوں میں ❁ پیاروں پہ تیرے نثار ہوں میں

¤¤¤

طلب مئے از ساقی خجستہ پے

اے ساقیِ مہ لقا کہاں ہے ❁ مے خوار کے دل رُبا کہاں ہے
بڑھ آئی ہیں لب تک آرزوئیں ❁ آنکھوں کو ہیں مَے کی جستجوئیں

محتاج کو بھی کوئی پیالہ ❁ داتا کرے تیرا بول بالا
ہیں آج بڑھے ہوئے ارادے ❁ لا منہ سے کوئی سبُو لگا دے
سر میں ہیں خمار سے جو چکر ❁ پھرتا ہے نظر میں دَورِ ساغر
دے مجھ کو وہ ساغرِ لبالب ❁ بس جائیں مہک سے جان و قالب
بُو زخمِ جگر کے دیں جو انگور ❁ ہوں اہلِ زمانہ نشہ میں چُور
کیف آنکھوں میں دل میں نور آئیں ❁ لہراتے ہوئے سُرور آئیں
جوبن پہ اَدائے بے خودی ہو ❁ بے ہوش فدائے بے خودی ہو
کچھ ابرو ہوا پہ تو نظر کر ❁ ہاں کشتیِ مے کا کھول لنگر
مے خوار ہیں بے قرار ساقی ❁ بیڑے کو لگا دے پار ساقی
مے تاک رہے ہیں دیدۂ وا ❁ دیوانہ ہے دل اسی پری کا
منہ شیشوں کے جلد کھول ساقی ❁ قلقل کے سنا دے بول ساقی
یہ بات ہے سخت حیرت انگیز ❁ پنبہ سے رُکی ہے آتشِ تیز
جب تک نہ وہاں شیشہ ہو وا ❁ ہو وصفِ شراب سے خبر کیا
تا مرد سخن نگفته باشد ❁ عیب و ہنرش نہفتہ باشد
کہتی ہیں اُٹھی ہوئی اُمنگیں ❁ پھر لطف دکھا چلیں ترنگیں
پھر جوش پر آئے کیف مستی ❁ پھر آنکھ سے ٹپکے مے پرستی
خواہش ہے مزاج آرزو کی ❁ سنتا ہی رہوں ڈھلک سبُو کی
گہرا سا کوئی مجھے پلا جام ❁ کہتی ہے ہوس کہ جام لا جام
دے چھانٹ کے مجھ کو وہ پیالی ❁ لے آئے جو چہرے پر بحالی
ہوں دل میں تو نور کی ادائیں ❁ آنکھوں میں سُرور کی ادائیں
ہو لطف فزا یہ جوشِ ساغر ❁ دل چھین لے لب سے لب ملا کر
کچھ لغزشِ پا جو سر اٹھائے ❁ بہکانے کو پھر نہ ہوش آئے

لطف آئے تو ہوش کو گمائیں ❁ جب ہوش گئے تو لطف پائیں
یہ مے ہے میری کھنچی ہوئی جاں ❁ یا رہ گئے خون ہو کے اَرماں
یہ بادہ ہے دل رُبائے میکش ❁ دردِ میکش دوائے میکش
ہے تیز بہت مجھے یہ ڈر ہے ❁ اُڑتی نہ پھرے کہیں بطِ مے
شیشہ میں ہے مے پری کی صورت ❁ یا دل میں بھرا ہے خونِ حسرت
ساغر ہیں بشکل چشم میگوں ❁ شیشہ ہے کسی کا قلب پُر خوں
مے خوار کی آرزو یہ مے ہے ❁ مشتاق کی آبرو یہ مے ہے
ہو آتش تر جو مہر گستر ❁ دم بھر میں ہو خشک دامنِ تر
ٹھنڈے ہیں اس آگ سے کلیجے ❁ گرمی پہ ہیں مے کشوں کے جلسے
بہکا ہے کہاں دماغِ مُختَلّ ❁ پہنچا ہے کدھر خیالِ اَسفل
یہ بادہ ہے آبروے کوثر ❁ نتھرا ہوا آب جوے کوثر
یہ پھول ہے عطر باغِ رضواں ❁ ایمان ہے رنگ، بُو ہے عرفاں
اس مے میں نہیں ہے دُردی کا نام ❁ کیوں اہلِ صفا نہ ہوں مے آشام
جو رند ہیں اس کے پارسا ہیں ❁ بھٹکے ہوئے دل کے رہ نما ہیں
زاہد کی نثار اس پہ جاں ہے ❁ واعظ بھی اسی سے تر زباں ہے
جام آنکھیں اُن آنکھوں میں مروّت ❁ شیشے ہیں دل، اُن دلوں میں ہمت
ان شیشوں سے زندہ قلب مردم ❁ قُلقُل سے عیاں ادائے قم قم
اللہ کا حکم وَ اشْـرَبُـوْا ہے ❁ بے جا ہے اگر پئیں نہ یہ مے
اے ساقیِ با خبر خدارا ❁ لا دے کوئی جام پیارا پیارا
جوبن ہے بہارِ جاں فزا پر ❁ بادل کا مزاج ہے ہوا پر
ہر پھول دلہن بنا ہوا ہے ❁ نکھرے ہوئے حسن میں سجا ہے
مستانہ گھٹائیں جھومتی ہیں ❁ ہر سمت ہوائیں گھومتی ہیں

پڑتی ہے پھوہار پیاری پیاری ❁ نہریں ہیں لسانِ فیض جاری
بلبل ہے فدائے خندۂ گل ❁ بھاتی ہے ادائے خندۂ گل
ظاہر میں بہار دل رُبا ہے ❁ باطن میں کچھ اور گل کھلا ہے
غنچوں کے چٹکنے سے اظہار ❁ کھلنے لگے پردہائے اسرار
ہے سرو "الف" کی شکل بالکل ❁ اور صورتِ "لام" زلفِ سنبل
'تشدید' عیاں ہے کنگھیوں سے ❁ نرگس کی بیاضِ چشم ہے 'ھ'
صانع کی یہ صنع ہے نمودار ❁ 'اللہ' لکھا بخطِ گلزار
خوشبو میں بسا ہے خلعتِ گل ❁ دل ہو ہیں ترانہائے گل
ہے آفت ہوش موسمِ گل ❁ پھر اس پہ یہ صبح کا تجمل
تاروں کا فلک پہ جھلملانا ❁ شمعوں کا سپید منہ دکھانا
مرغانِ چمن کی خوشنوائی ❁ شوخانِ چمن کی دلربائی
کلیوں کی چٹک مہک گلوں کی ❁ مستانہ صفیر بلبلوں کی
پرواز طیور آشیاں سے ❁ اور بارشِ نور آسماں سے
مسجد میں اذاں کا شور برپا ❁ زُہاد وضو کیے مہیا
آنکھوں سے فراق خواب غفلت ❁ منزل سے مسافروں کی رخصت
میخانوں میں مے کشوں کی دھومیں ❁ دل ساغرِ مے کی آرزو میں
لب پر یہ سخن کہ جام پائیں ❁ دل میں یہ ہوس سرور آئیں
کہتا ہے کوئی فدائے ساقی ❁ بھاتی ہے مجھے ادائے ساقی
پایا ہے کسی نے جام رنگیں ❁ دل کو کوئی دے رہا ہے تسکیں
اے قلب حزیں چہ شور و شین است ❁ چوں ساقیِ تو ابوالحسین است
برخیز و بگیر جام سرشار ❁ بنشیں و بنوش و کیف بردار
ناشاد بیاد شاد میرو ❁ پُر دامن و بامراد میرو

مایوس مشو کہ خوش جنابے ست ❁ بر چرخ سخاوت آفتابے ست
ہوش و سرہوش را رہا کن ❁ مے نوش و بدیگراں عطا کن
تُو نور ہے تیرا نام نوری ❁ دے مجھ کو بھی کوئی جام نوری
ہر جرعہ ہو حامل کرامات ❁ ہر قطرہ ہو کاشف مقامات
ہوں دل کی طرح سے صاف راہیں ❁ اسرار پہ جا پڑیں نگاہیں
بغداد کے پھول کی مہک آئے ❁ نکہت سے مشام روح بس جائے
گھٹ جائے ہوس بڑھیں اُمنگیں ❁ آنکھوں سے ٹپک چلیں ترنگیں
یہ بادۂ تند لطف دے جائے ❁ بغداد مجھے اُڑا کے لے جائے
جس وقت دیارِ یار دیکھوں ❁ دیکھوں درِ شہریار دیکھوں
بے تابیِ دل مزے دکھا جائے ❁ خود رنگی میرے لینے کو آئے
دل محوِ جمال شکر باری ❁ شَیئاً لِلّٰہ زباں پہ جاری
خم فرق زمین آستاں پر ❁ قسمت کا دماغ آسماں پر
سینہ میں بہار کی تجلی ❁ دل میں رُخِ یار کی تجلی
ہاتھوں میں کسی کا دامنِ پاک ❁ آنکھوں میں بجائے سُرمہ وہ خاک
لب پر یہ صدا مراد دیجیے ❁ ناشاد گدا کو شاد کیجیے
آیا ہے یہ بے کسی کا مارا ❁ پایا ہے بہت بڑا سہارا
حسرت سے بھرا ہوا ہے سینہ ❁ دل داغِ ملال کا خزینہ
یہ دن مجھے بخت نے دکھایا ❁ قسمت سے درِ کریم پایا
اے دست تہی و جانِ مضطر ❁ مژدہ ہو رسا ہوا مقدر
گزرے وہ بکاؤ بین کے دن ❁ اب خیر سے آئے چین کے دن
آیا ہوں میں درگہِ سخی میں ❁ پہنچا ہوں کریم کی گلی میں
پرواہ نہیں کسی کی اب کچھ ❁ بے مانگے ملے گا مجھ کو سب کچھ

اب دونوں جہاں سے بے غمی ہے ❁ سرکار غنی ہے کیا کمی ہے
اے حبِ وطن سفر کی ٹھہرا ❁ اب کس کو پسند ساتھ تیرا
جائیں گے نہ اُس دیار سے ہم ❁ اٹھیں گے نہ کوئے یار سے ہم
کون اُٹھتا ہے ایسے آستاں سے ❁ اُٹھے نہ جنازہ بھی یہاں سے
کیا کام کہ چھوڑ کر یہ گلشن ❁ کانٹوں میں پھنسائیں اپنا دامن
ہے سہل ہمیں جہاں سے جانا ❁ مشکل ہے اس آستاں سے جانا
کیوں لطف بہار چھوڑ جائیں ❁ کیوں ناز خزاں اُٹھانے آئیں
دیکھا نہ یہاں اَسیر کوئی ❁ محتاج نہیں فقیر کوئی
ہر وقت عیاں ہے فیضِ باری ❁ ہر فصل ہے موسمِ بہاری
ہر شب میں شب برات کا رنگ ❁ ہر روز میں روزِ عید کا ڈھنگ
تفریح و سُرور ہر گھڑی ہے ❁ نوروز کی روز حاضری ہے
ہے عیش کی یہ خوشی ہمیشہ ❁ حاضر رہے ہر گھڑی ہمیشہ
پیوستہ خوشی کا راج ہے یاں ❁ ہر سن سنِ ابتہاج ہے یاں
شوال ہے یاں کا ہر مہینہ ❁ ہر چاند میں ماہِ عید دیکھا
انوار سے ہے بھری ہوئی رات ❁ ہر شب ہے یہاں کی چاندنی رات
راحت نے یہاں لیا ہے آرام ❁ آرام ہے اس جناب کا رام
مقصود دل انبساط خاطر ❁ خدام کی خدمتوں میں حاضر
شادی کی ہوس یہیں رہوں میں ❁ آرام مجاوروں کو دوں میں
نظّار سے کاوشِ اَلم دُور ❁ دل غم سے جدا تو دل سے غم دُور
طلعت سے دل و دماغ روشن ❁ مقبول دعا چراغ روشن
آراستہ بزمِ خسروی ہے ❁ شادی کی گھڑی رَچی ہوئی ہے
مدّاح حضور آ رہے ہیں ❁ اپنی اپنی سنا رہے ہیں

ہاں اے حسنؔ اے غلام سرکار ❁ مدّاح حضور نغز گفتار
مشتاق سخن ہیں اہل محفل ❁ منّت کش انتظار ہے دل
کچھ منقبتیں سنا دعا لے ❁ سرکار سے مدح کا صلہ لے
اے خالقِ قادر و توانا ❁ اے واحد بے مثال و دانا
دے طبع کو سیل کی روانی ❁ دل کش ہو ادائے خوش بیانی
ہر حرف سے رنگ گل عیاں ہو ❁ ہر لفظ ہزار داستاں ہو
مقبول میرا کلام ہو جائے ❁ وہ کام کروں کہ نام ہو جائے
دے ملک سخن کا تاج یا رب ❁ رکھ لے میری آج لاج یا رب
اے سیّدِ خوش بیاں کرم کر ❁ اے افصحِ افصحاں کرم کر
اے رُوحِ امیں مدد کو آنا ❁ لغزش سے کلام کو بچانا

آغاز روایت از کتاب مستطاب 'تحفہ قادریہ'

مؤلفہ مولانا ابوالمعالی محمد مسلمی معالی رحمۃ اللہ علیہ

(ولادت حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

[تحفۃ القادریہ، (فارسی/اُردو) صفحہ 17/20]

'تحفہ' کہ ہے گوہر لآلی ❁ فرماتے ہیں اس میں یوں معالی

جب زیبِ زماں ہوئے وہ سرور ❁ تھی ساٹھ برس کی عمر مادر

یہ بات نہیں کسی پہ مخفی ❁ یہ عمر ہے عمرِ نا اُمیدی

اس اَمر سے ہم کو کیا عجب ہو ❁ مولود کی شان کو تو دیکھو

نومید کے درد کی دوا ہے ❁ مایوس دلوں کا آسرا ہے

کیا کیجیے بیانِ دستگیری ❁ ہے جوش پہ شانِ دستگیری

گرتے ہوؤں کو کہیں سنبھالا ❁ ڈوبے ہوؤں کو کہیں نکالا

سب داغ الم مٹا دیے ہیں ❁ بیٹھے ہوئے دل اُٹھا دیے ہیں

نومید دلوں کی ٹیک ہے وہ ❁ امداد میں آج ایک ہے وہ

یاوَر جو نصیب ہے ہمارا ❁ قسمت سے ملا ہے کیا سہارا

طوفانِ اَلم سے ہم کو کیا باک ❁ ہے ہاتھ میں کس کا دامنِ پاک

آفت کا ہجوم کیا بلا ہے ❁ کس ہاتھ میں ہاتھ دے دیا ہے

بالفرض اگر غلامِ سرکار ❁ دریائے الم میں ہو گرفتار

خود بحر ہو اس خیال میں گم ❁ دُکھ دے نہ اسے میرا تلاطم

سوچے یہی سیل کی روانی ❁ پھر جائے نہ آبرو پہ پانی

طوفان ہو اس قلق میں بے تاب ❁ موجیں بنیں ماہیانِ بے آب

گرداب ہو گرد پھر کے صدقے ❁ ساحل لبِ خشک سے دعا دے

ہو چشمِ حباب اشک سے تر ❁ ہر موج کہے یہ ہاتھ اُٹھا کر

رکھ لے میری اے کریم تُو لاج

غیرت سے نہ ڈوبنا پڑے آج

¤¤¤

روایت دیگر از 'اخبار الاخیار شریف'

مؤلفہ مولانا شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(سیدی غوث الاعظم کا ایامِ شیر گی میں روزہ رکھنا)

(اخبار الاخیار مترجم، صفحہ 68، بہجۃ الاسرار: 172)

مولانا عبدِ حق محدث ❁ وہ سرورِ انبیا کے وارث
ہے اُن کی کتاب پاک 'اخبار' ❁ تحریر ہے اس میں ذکرِ اخیار
مرقوم ہے اس میں یہ روایت ❁ چمکا جو وہ ماہِ قادریت
آیا رمضان کا زمانہ ❁ روزوں کا ہوا جہاں میں چرچا
کی شہرِ صیام کی یہ توقیر ❁ دن میں نہ پیا حضور نے شیر
گو عالمِ شیر خوارگی تھا ❁ پر پاسِ شریعتِ نبی تھا
جب تک نہ ہو پیروِ شریعت ❁ کیا جانے حقیقتِ طریقت
جو راہ نہ پوچھے مصطفیٰ سے ❁ کس طرح وہ جا ملے خدا سے
جس شخص نے راستہ کو چھوڑا ❁ منزل کی طرف سے منہ کو موڑا
جو آپ ہی راہ گم کیے ہو ❁ کیا راہ بتائے وہ کسی کو
خود گم سے کوئی پتا نہ پوچھے ❁ گمراہ سے راستہ نہ پوچھے
رہبر کی جو اقتدا نہ بھولا ❁ وہ بھول کے راستہ نہ بھولا

روایت دیگر از 'تحفۂ قادریہ شریف'

(حضور غوث پاک کا ایامِ طفلی میں کھیل کی طرف رغبت کرنا اور ہاتف کی ندا)

[تحفۃ القادریہ، (فارسی/اُردو) صفحہ 20/17، بہجۃ الاسرار: 48]

فرماتے ہیں 'تحفہ' میں معالی ❁ ہیں ابن حضور پاک[1] راوی

فرماتے ہیں ابن مصطفیٰ[2] یہ ❁ بچپن کا ہے میرے ماجرا یہ

طفلی میں جو چاہتا کبھی جی ❁ اطفال میں ہوں شریک بازی

دیتا کوئی غیب سے یکایک ❁ آواز اِلَیَّ یَا مُبَارَک[3]

سن کر یہ صدا جو خوف آتا ❁ میں گود میں والدہ کی جاتا

تھی پہلے جو یہ صدائے عشرت ❁ سنتا ہوں اب اُس کو وقتِ خلوت

کچھ تو نے سنا حسنؔ یہ کیا تھا ❁ یہ کون اُنہیں بلا رہا تھا

ہاں کیوں نہ ہوں وہ کمال محبوب ❁ اللہ کو ہے جمالِ محبوب

کیوں کر ہو ثنائے خوب رویاں ❁ قربان اَدائے خوب رویاں

---

(۱) شیخ عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ۱۲ منہ

(۲) مراد است از ذات پاک حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ۔ ۱۲ منہ

(۳) یعنی اے میرے مالک! میری طرف آ۔

جیلاں میں طلب کے ساتھ یہ کد ❁ معراج میں اُدْنُ یَا مُحَمَّدْ
مژدہ ہو تجھے مرے دل زار ❁ تو بھی ہے انہیں کا کفش بردار
کیا ظلمتِ گور اُسے دبائے ❁ قسمت سے جو ایسے چاند پائے
پردے سے یہ کس نے منہ نکالا ❁ پھیلا ہے جہان میں اُجالا
ہر لمعہ صبائے مہ سے بہتر ❁ ہر جلوہ ہزار مہر دربر
لو آؤ سیاہ نامے والو ❁ دل سے غمِ تیرگی نکالو
ہے روزِ سیاہ کا دل سے غم دُور ❁ تاریکیِ قبر کا اَلم دُور
یاں ضعف سے جس کو چکر آیا ❁ آنکھوں کے تلے نہ تھا اندھیرا
جب دُور ہو یاں سے کالے کوسوں ❁ پھر شاکیِ بختِ تیرہ کیا ہوں
اس کو نہ کہو قمر کا جلوہ ❁ کیا جلوہ وہ رات بھر کا جلوہ
یہ شمع نہیں جو جھلملائے ❁ خورشید نہیں جو ڈوب جائے
کب ہے یہ تجلیِ کواکب ❁ شب بھر ہے تعلّیِ کواکب
دن رات جو ایک سا عیاں ہے ❁ یہ جلوۂ حسن گل رُخاں ہے
ہر وقت چمک رہے ہیں اَنوار ❁ ہر شے میں جھلک رہے ہیں انوار
اُٹھ جاتی ہیں جس طرف نگاہیں ❁ روشن ہیں تجلیوں سے راہیں

دل محوِ جمال جلوۂ طور
یا پیشِ نگاہِ سورۂ نور

¤¤¤

روایت دیگر

ور غوث پاک کو اپنی ولایت کا علم کب ہوا؟)

قادریہ، (فارسی/اُردو) صفحہ 20/18، بہجۃ الاسرار:48]

شیخ عبدالرزاق ❁ فرخندہ سیر ستودہ اخلاق

ب سے کسی نے ❁ کب خود کو ولی حضور سمجھے؟

برس کے تھے ہم ❁ جاتے تھے جو پڑھنے کے لیے ہم

واسطے فرشتے ❁ مکتب کو ہمارے ساتھ جاتے

تک پہنچتے تھے ہم ❁ لڑکوں سے یہ کہتے تھے وہ اُس دم

کے بیٹھنے کو ❁ اِطفال جگہ فراخ کر دو[1]

ایک روز دیکھا ❁ دیکھا تھا نہ اس سے پہلے اصلاً

بولا کہ ولی ہیں اولیا سے ❁ توقیر یہ پائیں گے خدا سے
بے تیغ عطا عطا کریں گے ❁ بے پردہ لقا عطا کریں گے
تمکیں انہیں بے حجاب دیں گے ❁ جو دیں گے وہ بے حساب دیں گے
حاصل ہو انہیں وہ قرب اللہ(۱) ❁ جس میں نہ ہو مکر کو کبھی راہ
سائل کو کہ وقت کا "بدَل" تھا ❁ چالیس برس کے بعد دیکھا
اے دل یہ طریق سروراں ہے ❁ آئینِ اکابرِ جہاں ہے
شہزادہ جو مدرسے سدھاریں ❁ خدام اَدب چلیں جلو میں
تھا عالم قدس سے جو وہ ماہ ❁ خالق نے کیے فرشتے ہمراہ

یعنی کہ نواسے کے جلو میں
نانا کے غلام خدمتیں دیں

¤¤¤

(۱) بحوالہ الاسرار: 48 میں ہے: سَتَكُونَ لَهٗ شَأنٌ عَظِيمٌ يُعْطِیْ فَلَا يُمْنَعُ وَ يُمَكِّنُ فَلَا يُحْجَبُ وَ يَقْرُبُ فَلَا يُمْكَرُ بِهٖ یعنی عنقریب اس کی شان ہوگی کہ دیا جائے گا اور روکا نہ جائے گا، قدرت دیا جائے گا اور محجوب نہ ہوگا اس سے مکر نہ کیا جائے گا۔ قادری

روایت دیگر

(حضور غوث پاک سے آپ کی دایہ کا سوال)

[گلدستہ کرامات ترجمہ مناقب غوثیہ (فارسی) از شیخ محمد شہابانی، صفحہ 30 مطبع گنیش، لاہور۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ مفتی غلام سرور لاہوری نے کیا، اور مطبع گنیش لاہور سے طبع کروایا۔ بعد ازیں اسی کا عکسی ایڈیشن مطبع نامی نول کشور، کان پور سے 1283ھ میں طبع ہوا۔ قادری]

دایہ ہوئیں ایک روز حاضر ❁ اور عرض یہ کی کہ عبدِ قادر
بچپن میں تو اُڑ کے گود سے تم ❁ ہو جاتے تھے آفتاب میں گم
امکان میں ہے یہ حال اب بھی ❁ کر سکتے ہو یہ کمال اب بھی
ارشاد ہوا بجوشِ بیانی ❁ وہ عہد تھا عہدِ ناتوانی
اُس وقت ہم صغیر سِن تھے ❁ کمزوری و ضعف کے وہ دن تھے
طاقت تھی جو ہم میں مہر سے کم ❁ چھپ جاتے تھے آفتاب میں ہم
اب ایسے ہزار مہر آئیں ❁ گم ہم میں ہوں پھر پتا نہ پائیں
صدقے ترے اے جمال والے ❁ قربان تری تجلیوں کے
تو رُخ سے اگر اُٹھا دے پردے ❁ ہر ذرّہ کو آفتاب کر دے

وہ حسن دیا تجھے خدا نے ❁ محبوب کیا تجھے خدا نے

ہر جلوہ بہارِ گلشنِ نور ❁ ہر عکس طرازِ دامنِ نور

تو نورِ جنابِ کبریا ہے ❁ تو چشم و چراغِ مصطفیٰ ہے

کہتی ہے یہ تیرے رُخ کی تنویر ❁ میں سُورۂ نور کی ہوں تفسیر

اے دونوں جہان کے اجالے! ❁ تاریکیِ قبر سے بچا لے

میں داغِ گناہ کہاں چھپاؤں ❁ یہ رُوے سیاہ کسے دکھاؤں

ظلمت ہو بیان کیا گناہ کی ❁ چھائی ہوئی ہے گھٹا گناہ کی

اے مہر ذرا نقاب اٹھا دے ❁ للہ خوشی کا دن دکھا دے

پھر شامِ اَلم نے کی چڑھائی ❁ بغداد کے چاند کی دُہائی

آفت میں غلام ہے گرفتار ❁ اب میری مدد کو آؤ سرکار

حالِ دلِ بے قرار سُن لو
للہ میری پکار سُن لو

¤¤¤

روایت دیگر

(حضور غوث پاک سے بیل کا کلام کرنا
والدہ سے طلب علم کے لیے سفر کی اِجازت طلب کرنا
اور راستے میں ڈاکوؤں کا آپ کے دستِ کرم پر تائب ہونا)

[تحفۂ القادریہ، (فارسی/اُردو) صفحہ 22/20]

منقول ہے 'تحفہ' میں روایت ❁ بچپن میں ہوا یہ قصدِ حضرت
کھیتی کو کریں وسیلۂ رزق ❁ مسنون ہے کسب حیلۂ رزق
جس دن یہ خیال شاہ کو آیا ❁ لکھتے ہیں وہ روز عرفہ کا تھا
زر گاؤ کو لے چلے جو آقا ❁ منہ پھیر اس طرح وہ بولا
یہ حکم نہ آپ کو دیا ہے ❁ مخلوق نہ اس لیے کیا ہے (1)
سن کر یہ کلام ڈر گئے آپ ❁ گھر آئے تو سقف پر گئے آپ
وہ تیرِ دیں جو بام پر آئے ❁ حاجی عرفات میں نظر آئے
سبحان اللہ اے تیری شان ❁ یہ بام کہاں، کہاں وہ میدان!
صدہا منزل کا فاصلہ تھا ❁ یاں پاؤں تلے کا ماجرا تھا

(1) تحفۃ القادریہ (فارسی) میں ہے: یَا عَبْدَ الْقَادِرِ مَا لِهٰذَا خُلِقْتَ وَ لَا بِهٰذَا اُمِرْتَ۔ قادری

ہاں چاند ہیں بامِ آسماں ہے ❁ گردُوں سے قمر کو سب عیاں ہے
یہ دیکھ کر آئے پیشِ مادر ❁ گویا ہوئے اس طرح سے سرور
امی مجھے اِذن کی ہو اِمداد ❁ اب کارِ خدا میں کیجیے آزاد
بغداد کو جاؤں علم سیکھوں ❁ اللہ کے نیک بندے دیکھوں
مادر نے سبب جو اس کا پوچھا ❁ دیکھا تھا جو کچھ وہ کہہ سنایا
وہ روئیں، اُٹھیں، گئیں، پھر آئیں ❁ میراثِ پدر جو تھی وہ لائیں
وارثِ پدرِ حضورِ عالی ❁ دینار شمار میں تھے اَسّی
چالیس اُن میں سے شاہ نے پائے ❁ چالیس برادرِ دوم نے
دینار وہ اُمِّ مشفقہ نے ❁ جامہ میں سیئے بغل کے نیچے
پھر عہد لیا کہ راستی کو ❁ ہر حال میں اپنے ساتھ رکھو
پھر بہر سفر ملی اجازت ❁ باہر آئیں برائے رخصت
اِرشاد ہوا برائے یزداں ❁ کرتی ہوں میں تجھ سے قطع اے جاں
اب تیری یہ پیاری پیاری صورت ❁ آئے گی نظر نہ تا قیامت
جیلاں سے چلا وہ شاہ ذی جاہ ❁ اک چھوٹے سے قافلہ کے ہمراہ
ہمدان سے جو لوگ باہر آئے ❁ قزاق انہوں نے ساٹھ پائے
لُوٹا، مارا، کیا گرفتار ❁ شاہ کو نہ دیا کسی نے آزار
اک شخص ادھر بھی ہو کے نکلا ❁ پوچھا کہ تمہارے پاس ہے کیا
مولیٰ نے کیا یہ سُن کے اظہار ❁ جامہ میں سلے ہوئے ہیں دینار
رہزن نے کہا، کہو! کہاں ہیں؟ ❁ فرمایا تہِ بغل نہاں ہیں
گنتی پوچھی وہ کہہ سنائی ❁ موقع پوچھا جگہ بتائی
سُن کر یہ جواب چل دیا وہ ❁ اس سچ کو ہنسی سمجھ لیا وہ

اک اور بھی سامنے سے گزرا ❁ اس سے بھی یہ حال پیش آیا
وہ بھی بہرِ کا ہنسی سمجھ کر ❁ چلتا ہوا دل لگی سمجھ کر
دونوں جو ملے دلوں کی صورت ❁ کی ایک نے ایک سے حکایت
سردار کو حال جا سنایا ❁ اُس نے انہیں بھیج کر بلایا
وہ آپ کو ساتھ لے کے پہنچے ❁ جس ٹیلے پہ مال بانٹتے تھے
اس نے بھی کیے وہی سوالات ❁ فرمائی حضور نے وہی بات
آخر ٹھہری کہ امتحاں ہو ❁ اس جامہ کو چاک کر کے دیکھو
نکلے صادق کی کرتے تائید ❁ چاک جیبِ سحر سے خورشید
یوسف کا قیص تھا وہ کرتا ❁ تصدیق وہ چاک کیوں نہ کرتا
حیرت ہوئی اُس کو کی یہ گفتار ❁ کیوں تم نے کیا یہ حال اظہار
فرمایا کہ ماں کی تھی نصیحت ❁ یہ عہد لیا تھا وقتِ رُخصت
ہر حال میں راستی سے ہو کام ❁ ہر کام میں بس اسی سے ہو کام
وہ عہد ہے صُورتِ امانت ❁ کرتا نہیں اُس میں مَیں خیانت
سردار نے جب سُنے یہ احوال ❁ روتے روتے ہوا بُرا حال
بچوں کی تھی پُر اثر وہ تقریر ❁ کیوں کرتی نہ دل میں گھر وہ تقریر
تاثیرِ بیاں ہو کیوں کر ❁ دل کھینچ لیا ہے لب ہلا کر
رونے سے جو کچھ افاقہ پایا ❁ سردار حضور سے یہ بولا
قائم رہو ماں کے عہد پر تم! ❁ اور عہدِ خدا کو ہم کریں گم!
کرتا ہوں میں ترک یہ معائب ❁ ہوتا ہوں تمہارے آگے تائب
دیکھا جو یہ اُس کے ساتھیوں نے ❁ سردار سے اس طرح وہ بولے
جب راہ زنی تھی اپنا پیشہ ❁ سردار رہا ہے تو ہمیشہ
توبہ میں بھی ہم سے تو ہے اقدم ❁ یوں بھی کریں تیری پیروی ہم

تائب ہوئے، مال قافلہ کا ❁ جس جس سے لیا تھا اس کو پھیرا
فرماتے ہیں ہاتھ پر ہمارے ❁ کی توبہ اُنہوں نے سب سے پہلے
آقا میں بلا میں مبتلا ہوں ❁ شیطان کے دام میں پھنسا ہوں
اب میری مدد کو آؤ یا غوث ❁ رہزن سے مجھے بچاؤ یا غوث
لُٹتا ہے غریب آہ سرکار ❁ درکار ہے اک نگاہ سرکار
لُٹتا ہے میاں غلام تیرا ❁ للہ! اِدھر بھی کوئی پھیرا
مضطر ہے بہت غلام آقا ❁ جنگل میں ہوئی ہے شام آقا
قطاع طریق ہیں مقابل ❁ نزدیک ہے شام دُور منزل
کیجیے میری سمت خوش خرامی ❁ کہتے ہوئے لَا تَخَفْ غُلَامِیْ

ہو جائے شب اَلم کنارے
آ جاؤ کہ دن پھریں ہمارے

¤¤¤

روایت دیگر

(حضور غوث پاک کا مرید کون؟)

[تحفۂ القادریہ، (فارسی/اُردو) صفحہ 46 / 49، بہجۃ الاسرار: 193]

منقول ہے قول شیخ عمراں ❁ فرماتے ہیں اس طرح وہ ذیشاں
اک دن میں گیا حضور سرکار ❁ اور عرض یہ کی کہ شاہِ ابرار
گر کوئی با ادعاے نسبت ❁ کہتا ہو کہ ہوں مرید حضرت
واقع میں نہ کی ہو بیعت اُس نے ❁ پائی نہ ہو یہ کرامت اُس نے
خرقہ نہ کیا ہو یاں سے حاصل ❁ کیا وہ بھی مریدوں میں ہے داخل
گویا ہوئے یوں خدا کے محبوب ❁ جو آپ کو ہم سے کر دے منسوب
مقبول کرے خداے برتر ❁ ہوں عفو گناہ اس کے یکسر
ہو گرچہ اسیرِ دامِ عصیاں ❁ ہے داخلِ زمرۂ مریداں (۱)
ہاں مژدہ ہو بہرِ قادریاں ❁ ہے جوش پہ بحرِ فیضِ احساں
دیکھے تو کوئی حسنؔ کہاں ہے ❁ وہ وقفِ غم و محن کہاں ہے

---

(۱) سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ نے نہ صرف مریدوں میں قبول فرمایا بلکہ مزید بشارت عطا فرمائی چنانچہ بہجۃ الاسرار: 193 پر ہے: وَعَدَنِیْ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ اَنْ یُّدْخِلَ اَصْحَابِیْ وَ...... کُلُّ مُحِبِّیْ فِی الْجَنَّۃِ یعنی میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں اور میرے ہم مذہبوں اور مجھ سے محبت کرنے والوں کو جنت میں داخل کرے گا۔ قادری

سرکار لٹا رہے ہیں دولت ۞ کہہ دو کہ گئی اَلم کی ساعت
دامن پھیلائے دوڑتا آ ۞ سلطان ہے بر سرِ عطا آ
کیوں کاوشِ غم تجھے ستائے ۞ کیوں کوہِ اَلم تجھے دبائے
دربارِ کریم ہے دُربار ۞ سرکارِ کریم ہے یہ دربار
اُس کا بھی رُکے نہ کام کوئی ۞ جھوٹوں بھی جو ہو غلام کوئی
ہیں نام کی نسبتیں بھی مقبول ۞ رد کرنے کا یاں نہیں ہے معمول
لے دولتِ عشرتِ دوامی ۞ تجھ کو تو ہے واقعی غلامی
اور دونوں جہاں میں چین کیجیے ۞ اس ہاتھ میں آ کے ہاتھ دیجیے

احسانِ خدا کہ پیر پایا
اور پیر بھی دستگیر پایا

¤¤¤

روایت دیگر

(مانگ من مانتی، منہ مانگی مرادیں لے گا)

[تحفۃ القادریہ، (فارسی/اُردو) صفحہ 35/35، بہجۃ الاسرار:64]

اے دل یہ بیاں ہے قابلِ سیر ❁ فرماتے ہیں حضرت ابوالخیر
ہیں اور میرے ساتھ کچھ مکرم ❁ حاضر تھے حضورِ غوثِ اعظم
فرمانے لگے جنابِ والا ❁ مقبولِ حضورِ حق تعالیٰ
ہم آج کہ بر سرِ عطا ہیں ❁ اور مظہرِ رحمتِ خدا ہیں
جو کچھ مانگو عطا کریں گے ❁ حاجت سب کی روا کریں گے
سن کر یہ ابو سعید اُٹھے ❁ یوں پیشِ جنابِ شیخ اُٹھے
یہ خواہشِ دل ہے تاجدار آج ❁ اِمداد ہو ترکِ اختیار آج
یعنی کہ فقط یہ چاہتا ہوں ❁ میں اپنی طرف سے کچھ نہ چاہوں
پھر حضرت ابن قاید اُٹھ کر ❁ گویا ہوئے اس طرح کہ سرور
ہے میری یہی مراد و حاجت ❁ پاؤں میں مجاہدہ کی قوت
بزاز عمر نے عرض کی یہ ❁ یا شاہ ہے مطلبِ دلی یہ
ہو خوفِ خدا مجھے عنایت ❁ اور صدق و صفا عطا ہو حضرت
پھر بولے حسن کہ شاہِ عالم ❁ یہ حال میرا فزوں ہو ہر دم

بولے یہ جمیل مجھ کو حضرت ❁ حفظِ اوقات کی ہے حاجت
پھر بوالبرکات نے کہا یوں ❁ محبوب ہو عشق مانگتا ہوں
پھر میں نے یہ عرض کی کہ سرکار ❁ بندہ کو وہ معرفت ہے درکار
فارق رہے واردات میں جو ❁ معلوم رہے یہ حال مجھ کو
رحمٰن کی طرف سے تھا یہ وارد ❁ شیطاں کی طرف سے تھا یہ وارد
پھر شیخ خلیل حاضر آئے ❁ سائل ہوئے جاہِ قطبیت کے
پائی جو سوال سن کے فرصت ❁ فرمائی جواب میں یہ آیت

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَ مَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝

(ہم سب کو مدد دیتے ہیں اِن کو بھی اور اُن کو بھی تمہارے ربّ کی عطا سے اور تمہارے ربّ کی عطا پر روک نہیں)۔ [پارہ 15، بنی اسرائیل:20]

یعنی کہ ہوا یہ سب سے ارشاد ❁ ہم کرتے ہیں فضلِ ربّ سے امداد
رُکتی ہے کہیں عطا خدا کی ❁ کچھ حد نہیں فضلِ کبریا کی
بوالخیر یہ کہتے ہیں قسم سے ❁ مطلب جو طلب کیے تھے پائے
ہے عام عطیہ شاہ باذِل ❁ ہیہات گدا کدھر ہے غافل
ہاں تھام لے دامنِ معطّی ❁ سر پاؤں پہ رکھ کے گود پھیلا
محتاج کو آج تاج دیں گے ❁ ٹھہری ہے جو مانگی آج دیں گے
شاہا مری صرف یہ صدا ہے ❁ منگتا ترا تجھ کو مانگتا ہے
بھٹکا پھرے کیوں گمان میرا ❁ تو میرا تو سب جہان میرا
اے دل میں نثار فیض باری ❁ کیا بزم دکھائی پیاری پیاری
ہے بیچ میں اک کریم باذِل ❁ گھیرے ہوئے ہر طرف سے سائل
پروانوں میں شمع ہے نمودار ❁ یا تاروں میں چاند ہے ضیا بار

محبوب ہے اپنے مالکوں میں ❁ یا پھول ہزار بلبلوں میں
ذرّوں میں ہے مہر کی تجلّی ❁ گھر آئے ہیں آئنہ پہ طوطی
ہر عکس ہزار آن کی جاں ❁ ایمان کی جاں، جان کی جاں
کہتا ہوں یہ حسؔن کی زبانی ❁ ہم آج ہیں شرحِ مَنْ رَاٰنِیْ (۱)
پردۂ رُخ یہ دُور فرمائیں ❁ کیا بزم! نصیب تک چمک جائیں
ہو چاند چکور بن کے شیدا ❁ سورج کہے ذرّہ ہوں تمہارا
عالم سے نرالی ہیں ادائیں ❁ دل کھینچنے والی ہیں ادائیں
وہ آنکھیں ہیں قابلِ زیارت ❁ ہو جن میں یہ پیاری پیاری صورت
اُس دل کی خوشی کا کیا بیاں ہو ❁ جس میں یہ جمال میہماں ہو
وہ پاؤں ہیں چومنے کے قابل ❁ طے جن سے ہو اُن کے گھر کی منزل
اُن ہاتھوں کا ہے عجب نصیبہ ❁ پایا ہے جنھوں نے دامن اُن کا
ایسوں سے پھرا ہوا ہے جو دل ❁ برگشتہ نصیب ہے وہ غافل
خالی ہے جو اُن کی آرزو سے ❁ وہ آنکھ بھری رہے لہو سے
کہہ دیجیے اُن کے مدعی سے ❁ مایوسِ جناں ہو تو ابھی سے
کم بخت اگر یہی ہیں محتاج ❁ تو کون ہے آج صاحبِ تاج
جو اُن سے ملا، ملا خدا سے ❁ جو اُن سے پھرا، پھرا خدا سے
مردانِ خدا خدا نباشند ❁ لیکن ز خدا جدا نباشند

---

(۱) حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا ارشادِ گرامی ہے: طُوْبٰی لِمَنْ رَاٰنِیْ اَوْ رَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ وَ اَنَا اَحْسَرُ عَلٰی مَنْ لَمْ یَرَنِیْ یعنی وہ شخص خوش ہو جائے کہ جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا یا جس نے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا ہو اور میں اس شخص پر حسرت کرتا ہوں کہ جس نے مجھے نہیں دیکھا۔ (بہجۃ الاسرار: 191) قادری

جو اُن سے پھرے عجیب ہے وہ ❁ بد بخت ہے، بدنصیب ہے وہ
ایسوں کو بُرا کہا ستم گر ❁ ایمان نگل گیا ستم گر
اور تجھ کو ڈکار تک نہ آئی ❁ اُف رے تیرے معدہ کی صفائی
چوپاں سے الگ الگ جو جائے ❁ کب گُرگ کے شر سے امن پائے
کہتا ہے تُو اُن کو خاک کا ڈھیر ❁ ناپاک تری سمجھ کا ہے پھیر
شیطاں نے تجھے کیا ہے مجنوں ❁ کیا تو نے سنا نہ لَا یَمُوتُوں
کیا سُوجھی ہے منکر تصرف ❁ اس درجہ ہے بدلگام تو اُف
قدرت اُنہیں دی ہے کبریا نے ❁ مقبول کیا اُنہیں خدا نے
پھر کیوں نہ دکھائیں یہ کرامت ❁ کیا جائے عجب ہے خرقِ عادت
مشرک تجھے شرک سُوجھتا ہے ❁ زندوں کو خدا بنا لیا ہے
اُن زندوں کے آگے رُوپ بدلے ❁ حکام و حکیم سے مدد لے
اُن زندوں کی زندگی سے ہے کور ❁ جا مردے تو خود ہے زندہ درگور
غافل کہ مدد کے معنی کیا ہیں ❁ فاعل ہے خدا یہ واسطہ ہیں
قرآن کی آیت جمیلہ ❁ خود کہتی ہے وَابۡتَغُوا الۡوَسِیۡلَه(1)
بیکار ہیں یہ تیری نظر میں ❁ بے زینے چڑھا گرا سقر میں
تعظیم سے اُن کی تُو پھرا ہے ❁ توہین کے بول بولتا ہے
اک اَمر کا تجھ سے ہوں میں سائل ❁ دے اس کا جواب مجھ کو غافل
کس طرح خدا خدا کو جانا ❁ اِسلام کہیں سے مول لایا
خالق نے کیا کلام تجھ سے ❁ یا وحی سنا گئے فرشتے
کیا دین ہے باپ کی کمائی ❁ یا اُمّ شفیقہ ساتھ لائی

(1) قرآن پاک میں ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ یعنی اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (پارہ 06، المائدہ:35)

گھر میں ترے چرخ سے گرا ہے ❁ یا دین زمین سے اُگا ہے
جن لوگوں سے کل تجھے ملا دین ❁ آج ان کی ٹو کر رہا ہے توہین
احسان کا کیا یہی عوض تھا ❁ نیکی کا مگر یہی ہے بدلا
جس گھر کی ملی تجھے غلامی ❁ شایاں نہیں واں نمک حرامی
مقبولوں سے ہے تجھے عداوت ❁ مردود ہے سب تیری عبادت
رہبر سے الگ چلا ہے غافل ❁ کس طرح تجھے ملے گی منزل
خائن ہے تُو حقِ اولیا میں ❁ سچ جان کہ آ گیا بلا میں
محسن کے بُھلا دیے ہیں احساں ❁ ہیں شومیِ بخت کے یہ ساماں
ایمان کا اب سے لے نہ تُو نام ❁ بدنام کنندۂ نکو نام
جو دامنِ نا خدا کو چھوڑے ❁ منجدھار میں اپنی ناؤ توڑے
نجدی پہ جو سر مُنڈا کے بیٹھا ❁ اولوں کا بھی کچھ خیال رکھا
ان باتوں کو اپنے دل سے کر دُور ❁ کیوں اُن سے ہوا ہے بے خبر دُور
بس تیرے لیے نجات ہے یہ ❁ سو بات کی ایک بات ہے یہ
ہے خیر حسنؔ کدھر گیا تو ❁ ناپاکوں کے منہ عبث لگا تو

پڑھ کوئی غزل کہ وجد آئے
مستانہ سخن مزے دکھائے

¤¤¤

اللہ! برائے غوث الاعظم

اللہ! برائے غوث الاعظم ❁ دے مجھ کو ولائے غوث الاعظم
دیدارِ خدا تجھے مبارک ❁ اے محوِ لقائے غوث الاعظم
وہ کون کریم صاحبِ جُود ❁ میں کون گدائے غوث الاعظم
سُوکھی ہوئی کھتیاں ہری کر ❁ اے ابرِ سخائے غوث الاعظم
اُمیدیں نصیب، مشکلیں حل ❁ قربان عطائے غوث الاعظم
کیا تیزیٔ مہرِ حشر سے خوف ❁ ہیں زیرِ لوائے غوث الاعظم
وہ اور ہیں جن کو کہیے محتاج ❁ ہم تو ہیں گدائے غوث الاعظم
ہیں جانبِ نالۂ غریباں ❁ گوشِ شنوائے غوث الاعظم
کیوں ہم کو ستائے نارِ دوزخ ❁ کیوں رد ہو دعائے غوث الاعظم
بیگانے بھی ہو گئے یگانے ❁ دل کش ہے ادائے غوث الاعظم
آنکھوں میں ہے نور کی تجلی ❁ پھیلی ہے ضیائے غوث الاعظم
جو دم میں غنی کرے گدا کو ❁ وہ کیا ہے عطائے غوث الاعظم
کیوں حشر کے دن ہو فاش پردہ ❁ ہیں زیرِ قبائے غوث الاعظم

آئینۂ روئے خوبرویاں ❁ نقشِ کفِ پائے غوث الاعظم

اے دل نہ ڈران بلاؤں سے اب ❁ وہ آئی صدائے غوث الاعظم

اے غم جو ستائے اب تو جانوں ❁ لے دیکھ وہ آئے غوث الاعظم

تارِ نفسِ ملائکہ ہے ❁ ہر تار قبائے غوث الاعظم

سب کھول دے عقدہائے مشکل ❁ اے ناخنِ پائے غوث الاعظم

کیا اُن کی ثنا لکھوں حسنؔ میں

جاں باد فدائے غوث الاعظم

¤¤¤

روایت دیگر

(حسین بن منصور حلاّج کی اِمداد کی بابت)

[تحفۃ القادریہ، (فارسی/اُردو) صفحہ 47 / 50، بہجۃ الاسرار:196]

منقول ہے قاسم و عمر سے ❁ دل شاد ہوا ہے اِس خبر سے
کہتے تھے حضور مایۂ نُور ❁ جب چھک کے گرے حسین منصور
اُس وقت میں تھا نہ کوئی ایسا ❁ جو ہاتھ پکڑ کے روک لیتا
ہوتا جو وہ عہد ہم سے آباد ❁ ہم کرتے ضرور اُن کی اِمداد
جو شخص ہوا ہے ہم سے بیعت ❁ یاوَر ہیں ہم اُس کے تا قیامت
ہر حال میں اُس کا ساتھ دیں گے ❁ پھسلے گا قدم تو ہاتھ دیں گے
اس شانِ رفیع کے تصدق ❁ اس لطف وسیع کے تصدق
یا غوث صراط پر چلوں جب ❁ لغزش میں نہ آنے پائے مرکب
ثابت قدمی یہ لطف دے جائے ❁ جنت مجھے ہاتھوں ہاتھ لے جائے
گھبرائے صراط پر نہ خادم ❁ حافظ ہو صدائے رَبِّ سَلِّمْ

¤¤¤

روایت دیگر

(مجلس وعظ میں بارش ہونے اور حضور کی نگاہ سے بادلوں کا چھٹنا)

[تحفۂ القادریہ، (فارسی/اُردو) صفحہ 88/99، بہجۃ الاسرار:147]

کہتے ہیں عدی بن مسافر ❁ تھا مجلسِ وعظ میں مَیں حاضر
ناگاہ ہوا شروع باراں ❁ ہونے لگی انجمن پریشاں
دیکھے جو یہ برہمی کے اَطوار ❁ سر سوئے فلک اُٹھا کے اک بار
کہنے لگے اس طرح وہ ذیشاں ❁ میں تو کروں جمع تُو پریشاں
فوراً وہ مقام چھوڑ کر ابر ❁ تھا قطرہ فشاں اِدھر اُدھر برابر
اللہ رے جلالِ قادریّت ❁ قربان کمالِ قادریّت
اے حاکم و بادشاہِ عالم ❁ اے داد رس و پناہِ عالم
گھر آئے ہیں غم کے کالے بادل ❁ چھائے ہیں اَلم کے کالے بادل
سینہ میں جگر ہے پارہ پارہ ❁ للہ! ادھر بھی اک اِشارہ

¤¤¤

روایت دیگر

(حضور غوث پاک کے دیدار کی برکت سے عذابِ قبر جاتا رہا)

[تحفۃ القادریہ، (فارسی/اُردو) صفحہ 51/55، بہجۃ الاسرار: 194]

عیسٰی نے وہ ماجرا سنایا ❁ جس نے دلِ مُردہ کو جلایا
کہتے ہیں کہ پیش شاہِ ابرار ❁ آ کر یہ کیا کسی نے اظہار
اک شخص کہ حال میں مرا ہے ❁ لیا جایے اُس پہ کیا بَلا ہے
مرقد میں ہے درد مند ہر دم ❁ ہے شور و فُغاں بلند ہر دم
فرمانے لگے یہ سُن کے حضرت ❁ کیا ہم سے وہ کر چکا ہے بیعت
اُس کا کبھی یاں ہوا ہے آنا ❁ کھایا ہے ہمارے گھر کا کھانا
مخبر نے کہا کہ شاہِ ذی جاہ ❁ ان باتوں سے میں نہیں کچھ آگاہ
اِرشاد ہوا کرم کا جھالا ❁ محروم پہ ہے فزوں برستا
کچھ دیر مراقبہ کیا پھر ❁ ہیبت ہوئی روئے شاہ سے ظاہر
پھر آپ یہ سر اُٹھا کے بولے ❁ دیتے ہیں ہمیں خبر فرشتے
اُس شخص نے ایک بار سرور ❁ دیکھا تھا جمال روئے انور
اور دل میں گمانِ نیک لایا ❁ اس وجہ سے حق نے اُس کو بخشا (۱)

---

(۱) بہجۃ الاسرار، صفحہ 194 میں ہے کہ حضور غوث پاک نے ارشاد فرمایا: إِنَّهُ رَآى وَجْهَكَ وَأَحْسَنَ بِكَ الظَّنَّ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ رَحِمَهُ بِذٰلِكَ. یعنی اس نے آپ کا چہرہ دیکھا ہے اور آپ سے اس کو حسن ظن تھا اللہ عزوجل نے اس وجہ سے اس پر مہربانی فرمائی ہے۔ قادری

اُس قبر کو جا کے پھر جو دیکھا ❁ فریاد کا کچھ اثر نہ پایا
عیسیٰ نے عجب خبر سنائی ❁ کی جس کی ادا نے جاں فزائی
کیوں جان میں جان آ نہ جائے ❁ ٹوٹے ہوئے آسرے بندھائے
کیا جوشِ سُرور آج کل ہے ❁ ہر دل سے نشاط ہم بغل ہے
شادی نے وہ نوبتیں بجا دیں ❁ سوتی ہوئی قسمتیں جگا دیں
ہیں وقف زباں خوشی کی باتیں ❁ دن عیش کے ٹری کی باتیں
عالم سے خزاں ہوئی روانہ ❁ آیا ہے بہار کا زمانہ
عشرت کا سماں بندھا ہوا ہے ❁ ہر پیڑ نہال ہو رہا ہے
کیا موسمِ گل نے گدگدایا ❁ ہر پھول نے قہقہہ اُڑایا
آنکھوں میں بسا ہے جلوۂ گل ❁ کیوں کر نہ ہو باغ باغ بلبل
آباد سرور ہے گلستاں ❁ ہر پھول چمن، چمن ہے خنداں
شبنم نے لٹائے ہیں جو گوہر ❁ ہے شاہدِ گل کی یہ نچھاور
مستوں کو صبا پکار لائی ❁ گلزار چلو بہار آئی
تیار ہوئے جنوں کے ساماں ❁ ہاتھوں میں لیے ہوئے گریباں
کرنے لگی فصلِ گل اِشارہ ❁ ہو دامن و جیب پارہ پارہ
جب تک کہ ہے یہ بہار باقی ❁ دامن میں رہے نہ تار باقی
سودے کا جما ہے آج بازار ❁ سر بیچنے کو چلیں خریدار
مستوں نے کیا ہجوم ہر سمت ❁ ہے موسمِ گل کی دھوم ہر سمت
اک شور ہے سبزہ زار دیکھو ❁ صحرا کو چلو بہار دیکھو
دیکھے تو کوئی حسنؔ کی رفتار ❁ ہے سب سے نئے چلن کی رفتار
آنکھوں میں بہار اشک شادی ❁ چہرہ سے ظہور بامرادی
ہونٹوں میں بھرا ہوا تبسم ❁ خاموش کبھی کبھی تکلم

کرتے ہیں کسی کی جستجوئیں ❁ دل سینہ میں دل میں آرزوئیں
کیفیتِ ذوق و وجد طاری ❁ ہر گام لب و زباں سے جاری
یا غوث تیرے نثار جاؤں ❁ قربان ہزار بار جاؤں
ہو جوش جہاں تیرے کرم کا ❁ کیا ذکر وہاں غم و اَلم کا
وہ مژدہ سنا دیا ہے، تُو نے ❁ روتوں کو ہنسا دیا ہے، تو نے
سلطان کریم تُو گدا میں ❁ کھاتا ہوں تیرا دیا ہوا میں
یا شاہ غلام ہے خطا کار ❁ زندانِ گناہ میں گرفتار
للہ کرو گرہ کشائی ❁ اس دامِ بلا سے دو رہائی
بندے کو عذاب سے بچا لو ❁ اپنے درِ پاک پر بُلا لو
عارض سے نقاب اُٹھا کے اک بار ❁ کر دو مجھے محوِ حُسنِ رخسار
دیکھوں جو بہار جلوہ حسن ❁ ہو جاؤں نثار جلوۂ حسن
دل سے خلشِ اَلم نکل جائے ❁ اَرمان کے ساتھ دم نکل جائے
پُر نُور میرا چراغ ہو جائے ❁ مرقد مجھے خانہ باغ ہو جائے
محشر میں نہ پاؤں شرمساری ❁ ہو ساتھ ترے ترا بھکاری
عزت سے میری بسر ہو دنیا ❁ ذلت نہ ہو مجھ کو روزِ عقبیٰ
کافی ہو مجھے تیرا سہارا ❁ محتاج رہوں نہ میں کسی کا
مغفور ہوں میرے سب اَبْ وجَدْ ❁ ہوں منزلِ نور اُن کے مرقد
ماں میری کہ ہے کنیزِ سرکار ❁ غم دُکھ سے نہ ہو کبھی خبردار
کونینِ میں میرے بھائیوں پر ❁ ہو لطف حضور سایہ گستر
غم اُن سے جدا رہے ہمیشہ ❁ مقبول دُعا رہے ہمیشہ
جس طرح کہ اب ہیں شیر وشکر ❁ یو ہیں رہیں ہم جناں میں مل کر
دنیا میں الگ نہ ہونے پائے ❁ جنت میں بھی ساتھ ساتھ جائیں

دل شاد رہیں حسین(۱) و حامد(۲) ❁ آباد رہیں حسین و حامد

سرکار کریم سے عنایت ❁ ہو دونوں کو دو جہاں کی نعمت

دونوں کی دعا نہ کیوں ہو دل سے ❁ مشہور ہے میرے دونوں بیٹے

شاہا میرے دوست اور اعزہ ❁ منظور کرم رہیں ہمیشہ

بس اے دل محوِ اِلتجا بس ❁ مشتاقِ حصولِ مدعا بس

بغداد سے آتی ہیں صدائیں
مقبول ہوئیں تری دُعائیں

¤¤¤

(۱) حکیم حسین رضا خاں ابن مولانا حسن رضا خاں علیہم الرحمۃ

(۲) حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خاں ابن اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں علیہم الرحمۃ والرضوان۔

اَسیروں کے مشکل کشا غوث اعظم

اسیروں کے مشکل کشا غوث اعظم ❁ فقیروں کے حاجت رَوا غوث اعظم
گھرا ہے بَلاؤں میں بندہ تمہارا ❁ مدد کے لیے آؤ یا غوث اعظم
ترے ہاتھ میں ہاتھ میں نے دیا ہے ❁ ترے ہاتھ ہے لاج یا غوث اعظم
مریدوں کو خطرہ نہیں بحرِ غم سے ❁ کہ بیڑے کے ہیں ناخدا غوث اعظم
تمھیں دُکھ سنو اپنے آفت زدوں کا ❁ تمھیں درد کی دو دوا غوث اعظم
بھنور میں پھنسا ہے ہمارا سفینہ ❁ بچا غوث اعظم بچا غوث اعظم
جو دکھ بھر رہا ہوں جو غم سہ رہا ہوں ❁ کہوں کس سے تیرے سوا غوث اعظم
زمانے کے دُکھ درد کی رنج و غم کی ❁ ترے ہاتھ میں ہے دوا غوث اعظم
اگر سلطنت کی ہوس ہو فقیرو ❁ کہو شیئاً للہ یا غوث اعظم
نکالا ہے پہلے تو ڈوبے ہوؤں کو ❁ اور اب ڈوبتوں کو بچا غوث اعظم
جسے خلق کہتی ہے پیارا خدا کا ❁ اُسی کا ہے تو لاڈلا غوث اعظم
کیا غور جب گیارھویں بارھویں میں ❁ معمہ یہ ہم پر کھلا غوث اعظم
تمھیں وصلِ بے فصل ہے شاہِ دیں سے ❁ دیا حق نے یہ مرتبہ غوث اعظم
پھنسا ہے تباہی میں بیڑا ہمارا ❁ سہارا لگا دو ذرا غوث اعظم
مشائخ جہاں آئیں بہرِ گدائی ❁ وہ ہے تیری دولت سرا غوث اعظم

مری مشکلوں کو بھی آسان کیجے ❁ کہ ہیں آپ مشکل کشا غوث اعظم
وہاں سر جھکاتے ہیں سب اُونچے اُونچے ❁ جہاں ہے ترا نقشِ پا غوث اعظم
قسم ہے کہ مشکل کو مشکل نہ پایا ❁ کہا ہم نے جس وقت یا غوث اعظم
مجھے پھیر میں نفسِ کافر نے ڈالا ❁ بتا جایئے راستہ غوث اعظم
کھلا دے جو مرجھائی کلیاں دلوں کی ❁ چلا کوئی ایسی ہوا غوث اعظم
مجھے اپنی اُلفت میں ایسا گما دے ❁ نہ پاؤں پھر اپنا پتا غوث اعظم
بچا لے غلاموں کو مجبوریوں سے ❁ کہ تو عبدِ قادر ہے یا غوث اعظم
دکھا دے ذرا مہر رُخ کی تجلی ❁ کہ چھائی ہے غم کی گھٹا غوث اعظم
گرانے لگی ہے مجھے لغزشِ پا ❁ سنبھالو ضعیفوں کو یا غوث اعظم
لپٹ جائیں دامن سے اُس کے ہزاروں ❁ پکڑ لے جو دامن ترا غوث اعظم
سروں پہ جسے لیتے ہیں تاج والے ❁ تمہارا قدم ہے وہ یا غوث اعظم
دوائے نگاہے عطائے سخائے ❁ کہ شد دردِ مالا دوا یا غوث اعظم
ز ہر رو و ہر راہ رویم بگرداں ❁ سوے خویش را ہم نما غوث اعظم
اَسیر کمند ہوا یم کریما ❁ بہ بخشائے بر حالِ ما غوث اعظم
فقیر تو چشمِ کرم از تو دارد ❁ نگاہے بحالِ گدا غوث اعظم
گدایم مگر از گدایانِ شاہے ❁ کہ گویندش اہل صفا غوث اعظم
کمر بست بر خونِ من نفسِ قاتل ❁ اغثنی برائے خدا غوث اعظم
اُدھر میں پیا موری ڈولت ہے نیّا ❁ کہوں کا سے اپنی بپا غوث اعظم
بپت میں کٹی موری سگری عمریا ❁ کرو مو پہ اپنی دَیا غوث اعظم
بھنو دو جو بیکنٹھ بگداد تو سے ❁ کہو موری نگری بھی آ غوث اعظم

کہے کس سے جا کر حسنؔ اپنے دل کی
سنے کون تیرے سوا غوث اعظم

نغمۂ روح

اِستمداد از حضرت سلطانِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اے کریم بن کریم اے رہنما اے مقتدا ❁ اخترِ برجِ سخاوت گوہرِ درجِ عطا
آستانے پہ ترے حاضر ہے یہ تیرا گدا ❁ لاج رکھ لے دست و دامن کی مرے بہرِ خدا

روے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

شاہِ اقلیمِ ولایت سرورِ کیواں جناب ❁ ہے تمہارے آستانے کی زمیں گردوں قباب
حسرتِ دل کی کشاکش سے ہیں لاکھوں اضطراب ❁ التجا مقبول کیجے اپنے سائل کی شتاب

روے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

سالکِ راہِ خدا کو راہنما ہے تیری ذات ❁ مسلکِ عرفانِ حق ہے پیشوا ہے تیری ذات
بے نوایانِ جہاں کا آسرا ہے تیری ذات ❁ تشنہ کاموں کے لیے بحرِ عطا ہے تیری ذات

روے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

ہر طرف سے فوجِ غم کی ہے چڑھائی الغیاث ❁ کرتی ہے پامال یہ بے دست و پائی الغیاث
پھر گئی ہے شکل قسمت سب خدائی الغیاث ❁ اے مرے فریادرس تیری دہائی الغیاث

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

منکشف کس پر نہیں شانِ معلّی کا عروج ❁ آفتابِ حق نما ہو تم کو ہے زیبا عروج
میں حضیضِ غم میں ہوں اِمداد ہو شاہا عروج ❁ ہر ترقی پر ترقی ہو بڑھے دونا عروج

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

تا کجا ہو پائمالِ لشکرِ افکار روح ❁ تا کجے ترساں رہے بے مونس و غمخوار روح
ہو چلی ہے کاوشِ غم سے نہایت زار روح ❁ طالبِ اِمداد ہے ہر وقت اے دلدار روح

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

دبدبہ میں ہے فلک شوکت ترا اے ماہ کاخ ❁ دیکھتے ہیں ٹوپیاں تھامے گدا و شاہ کاخ
قصرِ جنت سے فزوں رکھتا ہے عزّ و جاہ کاخ ❁ اب دکھا دے دیدۂ مشتاق کو للہ کاخ

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

تو بہ سائل اور تیرے در سے پلٹے نامراد ❁ ہم نے کیا دیکھے نہیں غمگین آتے جاتے شاد
آستانے کے گدا ہیں قیصر و کسریٰ قباد ❁ ہو کبھی لطف و کرم سے بندۂ مضطر بھی یاد

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

نفسِ امارہ کے پھندے میں پھنسا ہوں العیاذ ❁ در ترا بیکس پنہ کوچہ ترا عالم ملاذ
رحم فرما یا ملاذی لطف فرما یا ملاذ ❁ حاضرِ در ہے غلامِ آستاں بہرِ لواذ

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

شہر یارا اے ذی وقارا اے باغِ عالم کی بہار ❁ بحر احساں رشحۂ نیسانِ جودِ کردگار
ہوں خزانِ غم کے ہاتھوں پائمالی سے دوچار ❁ عرض کرتا ہوں ترے در پر بچشمِ اشکبار

روے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

در پر خاش ہے مجھ سے عدوے بے تمیز ❁ رات دن ہے در پے قلبِ حزیں نفسِ رجیز
مبتلا ہے سو بلاؤں میں مری جانِ عزیز ❁ حلِ مشکل آپ کے آگے نہیں دشوار چیز

روے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

ک جہاں سیرابِ ابرِ فیض ہے اب کی برس ❁ تر نوا ہیں بلبلیں پڑتا ہے گوشِ گل میں رس
ہے یہاں کشتِ تمنا خشک و زندانِ قفس ❁ اے سحابِ رحمتِ حق سوکھے دھانوں پر برس

روے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

صلِ گل آئی عروسانِ چمن ہیں سبز پوش ❁ شادمانی کا نواں سنجانِ گلشن میں ہے جوش
بنوں پر آ گیا حسنِ بہارِ گل فروش ❁ ہائے یہ رنگ اور ہیں یوں دام میں گم کردہ ہوش

روے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

یکھ کر اس نفسِ بدخصلت کے یہ زشتی خواص ❁ سوزِ غم سے دل پگھلتا ہے مرا شکلِ رصاص
کس سے مانگوں خونِ حسرت ہاے کشتہ کا قصاص ❁ مجھ کو اس موذی کے چنگل سے عطا کیجے خلاص

روے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

یک تو ناخن بدل ہے شدتِ افکار قرض ❁ اس پر اَعدا نے نشانہ کر لیا ہے مجھ کو فرض
رض اَدا ہو یا نہ ہو لیکن مرا آزار فرض ❁ رد نہ فرماؤ خدا کے واسطے سائل کی عرض

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

نفسِ شیطاں میں بڑھے ہیں سو طرح کے اختلاط ❁ ہر قدم در پیش ہے مجھ کو طریقِ پل صراط
بھولی بھولی سے کبھی یاد آتی ہے شکلِ نشاط ❁ پیش بارِ کوہ کاہِ ناتواں کی کیا بساط

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

آفتوں میں پھنس گیا ہے بندۂ دار الحفیظ ❁ جان سے سو کاہشوں میں دم ہے مضطر الحفیظ
ایک قلبِ ناتواں ہے لاکھ نشتر الحفیظ ❁ المدد اے داد رس اے بندہ پرور الحفیظ

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

صبحِ صادق کا کنارِ آسماں سے ہے طلوع ❁ ڈھل چکا ہے صورتِ شب حسنِ رخسارِ شموع
طائروں نے آشیانوں میں کیے نغمے شروع ❁ اور نہیں آنکھوں کو اب تک خوابِ غفلت سے رجوع

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

بدلیاں چھائیں ہوا بدلی ہوئے شاداب باغ ❁ غنچے چٹکے پھول مہکے بس گیا دل کا دماغ
آہ اے جورِ قفس دل ہے کہ محرومی کا داغ ❁ واہ اے لطفِ صبا گل ہے تمنا کا چراغ

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

آسماں ہے قوسِ فکریں تیر میرا دل ہدف ❁ نفس و شیطاں ہر گھڑی کف برلب و خنجر بکف
منتظر ہوں میں کہ اب آئی صداے لاتخف ❁ سرورِ دیں کا تصدق بحرِ سلطانِ نجف

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

...بڑھ چلا ہے آج کل اَحباب میں جوشِ نفاق ❁ خوش مذاقانِ زمانہ ہو چلے ہیں بد مذاق
...سیکڑوں پردوں میں پوشیدہ ہے حسنِ اتفاق ❁ برسرِ پیکار ہیں آگے جو تھے اہلِ وفاق

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

...ڈر درندوں کا اندھیری رات صحرا ہولناک ❁ راہ نامعلوم رعشہ پاؤں میں لاکھوں مغاک
...دیکھ کر ابرِ سیہ کو دل ہوا جاتا ہے چاک ❁ آیئے اِمداد کو ورنہ میں ہوتا ہوں ہلاک

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

...یک عالم پر نہیں رہتا کبھی عالم کا حال ❁ ہر کمالے را زوال و ہر زوالے را کمال
...ڈھ چکیں شب ہاے فرقت اب تو ہو روزِ وصال ❁ مہر ادھر منہ کر کہ میرے دن پھریں دل ہو نہال

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

...کو چڑھائی کر رہے ہیں مجھ پہ اندوہ و اَلم ❁ گو پیاپے ہو رہے ہیں اہلِ عالم کے ستم
...کہیں چھٹتا ہے تیرا آستاں تیرے قدم ❁ چارۂ دردِ دلِ مضطر کریں تیرے کرم

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

...کمر بستہ عداوت پر بہت اہلِ زمن ❁ ایک جانِ ناتواں لاکھوں اَلم لاکھوں محن
...ن لے فریادِ حسن فرما دے اِمدادِ حسن ❁ صبحِ محشر تک رہے آباد تیری انجمن

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

...ہے ترے الطاف کا چرچا جہاں میں چار سو ❁ شہرۂ آفاق ہیں یہ خصلتیں یہ نیک خو
...ے گدا کا حال تجھ پر آشکارا مو بمو ❁ آجکل گھیرے ہوئے ہیں چار جانب سے عدو

روے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

شام ہے نزدیک منزل دور میں گم کردہ راہ ❁ ہر قدم پر پڑتے ہیں اس دشت میں خس پوش جاہ
کوئی ساتھی ہے نہ رہبر جس سے حاصل ہو پناہ ❁ اشک آنکھوں میں قلق دل میں لبوں پر آہ آہ

روے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

تاج والوں کو مبارک تاج زر تختِ شہی ❁ بادشا لاکھوں ہوئے کس پر چلی کس کی رہی
میں گدا ٹھہروں ترا میری اسی میں ہے بہی ❁ ظلِّ دامن خاک در دیہیم و افسر ہے یہی

روے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

¤¤¤

نظم معطر

[1309ھ]

حمد

حمداً یا مفضل عبدالقادر یا ذا الافضال
یا منعم یا مجمل عبد القادر انت المتعال

مولاے بما منت بالجود علی من دون سوال
امنن واجب سائل عبدالقادر جد بالآمال

یعنی اے فضل وکمال والے، اے عبدالقادر کو فضیلت بخشنے والے! ساری حمد تجھی کو زیبا ہے۔ اے عبدالقادر کو انعام واجمال کی دولت سے بہرہ ور کرنے والے! تیری شان بڑی بلند وبرتر ہے۔ اے میرے آقا! تو نے ہمیشہ بلا سوال اپنے جُود وکرم کی بارش فرمائی ہے؛ لہٰذا عبدالقادر کے سوالی کی مرادیں بر لا، اور اس پر اپنے فضل واِمتنان کے سائبان سدا تانے رکھ۔

صلوٰۃ

بارد ز خدا بر جد عبدالقادر
محمود خدا حامد عبدالقادر
باران درودے کہ چکیدہ زرخش
بارد بسر سید عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کے جدِ اعلیٰ پر اللہ کی طرف سے رحمت کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ اور جو خدا کا محمود ہے، وہ عبدالقادر کی تعریف و توصیف کرنے والا ہے۔ درود و سلام کی بارش جو اُن کے چہرے سے ٹپکتی ہے وہ سید عبدالقادر کے سر پر برستی ہے۔

تمہید

یا رب کہ دمد ثنائے عبدالقادر

ہر حرف کند ثنائے عبدالقادر

ہمزہ بردیف الف آید یعنی

خم کردہ قدش برائے عبدالقادر

یعنی اے پروردگار! عبدالقادر کے اندر سے جو روشنی نکلتی ہے اس کا ہر حرف عبدالقادر کی تعریف کرتا ہے۔ اور ہمزہ جو الف کے بعد آتا ہے وہ اپنے قد کو عبدالقادر کے لیے خم کر دیتا ہے۔

ردیف الف

یا من بستاہ جاہ عبدالقادر

یا من بشناہ یا عبدالقادر

إذ أنت جعلته كما كنت تشاءُ

فاجعَلنی كيف شاءَ عبدالقادر

یعنی اے میرے رب! تو مجھے کھڑا کر دے عبدالقادر آ گئے ہیں۔ اے ذات تُو مجھے دوڑا، اے عبدالقادر!۔ (اے رب!) جب تو نے اس کو پیدا کیا جیسا کہ تو نے چاہا، پس تو مجھے بھی کر دے جیسا کہ عبدالقادر چاہتے ہیں۔

رباعی

ربی اربی الرجاء عبدالقادر

اذ عودنا العطاء عبدالقادر

الدار وسیعة و ذوالدار کریم

بورنا حیث بار عبدالقادر

یعنی اے میرے رب! میری اُمیدوں کی پرورش کر دے عبدالقادر کے طفیل جب عبدالقادر کی عطا ہماری طرف لوٹ آئی ہے۔ گھر کشادہ ہے، گھر والا کریم ہے عبدالقادر کے لیے، یہاں گھوڑے کے بوجھ کی ضرورت نہیں۔

ردیف الباء (ب)

در حشر کہ جناب عبدالقادر
چوں نشر کنی کتاب عبدالقادر
از قادریاں مجو جداگانہ حساب
مد شمر از حساب عبدالقادر

یعنی جناب عبدالقادر حشر کے میدان میں ہیں جب تُو عبدالقادر کی کتاب نشر کرے گا۔ قادریوں سے علاحدہ کر کے حساب نہ کرنا، بلکہ عبدالقادر کے حساب ہی میں ایک مشت شمار کر لینا۔

رباعی

اللہ اللہ ربّ عبدالقادر
دارد واللہ حب عبدالقادر
از وصف خدائے تو نصیب دادند
طوبیٰ لک اے محبّ عبدالقادر

یعنی اللہ اللہ عبدالقادر کا رب، بخدا وہ عبدالقادر سے محبت رکھتا ہے۔ خدا کے اوصاف میں سے تجھ کو حصہ ملا ہے، (جنتی پھل دار درخت) طوبیٰ کا پھل عبدالقادر سے محبت رکھنے والے کے لیے ہے۔

ردیف التاء (ت)

اے عاجز تو قدرت عبدالقادر
محتاج درت دولت عبدالقادر
از حرمت ایں قدرت و دولت بخشائے
بر عاجز پر حاجت عبدالقادر

یعنی اے وہ شخص! جو عبدالقادر کی قدرت و اختیار کے سامنے بالکل عاجز و مجبور ہے، اور ہر لمحہ اس کے در دولت کا محتاج۔ اپنی اس عزت و احترام کے طفیل اس عاجز کو بے کراں دولت بخش دیں کہ اس کی حاجات و ضروریات بے شمار ہیں۔

رباعی

تنزیل مکمل است عبدالقادر
تکمیل منزل ست عبدالقادر
کس نیست جز او در دو کنار ایں سیر
خود ختم و خود اول ست عبدالقادر

یعنی عبدالقادر مکمل قرآن پاک پر عمل پیرا ہے اور منزل کو مکمل کرنے والا ہے عبدالقادر۔ اس کے سوا کوئی نہیں سیر و سیاحت میں دونوں کناروں کی خبر رکھنے والا؛ اس لیے عبدالقادر خود ہی اس کا انجام ہے اور خود ہی اس کا آغاز۔

رباعی

مما لا تعلمو ست عبدالقادر
مستور ستور ہو ست عبدالقادر
می جو میگو پس آنچہ دانی کہ درست
از جستن و گفتن او ست عبدالقادر

یعنی عبدالقادر وہ ہیں جن کو تم نہیں جانتے، عبدالقادر "ہو" کے پردوں میں پوشیدہ ہیں۔ تلاش کر جو کچھ تُو درست جانتا ہے، وہ بیان کر اس کے کہنے اور تلاش سے ہے عبدالقادر۔

رباعی مستزاد

وے گفت دلم کہ جان ست عبدالقادر گفتم احسنت
جان گفت کہ دین ما ست عبدالقادر گفتم انت
دیں گفت حیات من از من و گفتم ایں جملہ صفات
از ذات بگو کہ آن ست عبدالقادر گم شد من و آمنت

یعنی میرے دل نے کہا: عبدالقادر میری جان ہیں میں نے تو یہ صحیح جان کے کہا عبدالقادر میرا دین ہیں، میں نے کہا میں ایمان لایا۔ اس نے کہا میری زندگی مجھ سے میں نے کہا زندگی ہی نہیں بلکہ تمام صفات زندگی تو اپنی ذات سے کہہ عبدالقادر وہ ہیں کہ مجھ سے ہیں میں اور تُو گم ہو گیا تُو ہی تُو رہ گیا۔

مستزاد دیگر

عقل و حصر صفات عبدالقادر شبگور نجوم
وہم و ادراک ذات عبدالقادر وہ شارق و بوم
عجز آنکہ بکنہ قطرہ آبے نرسید زعم آنکے رسد
تا قعریم و فرات عبدالقادر قدرت معلوم

یعنی عقل سے اس کو گھیر لینا یہ عبدالقادر کی صفات ہیں اندھیری رات اور ستاروں سے بھری رات میں حیات کو سمجھنا یہ عبدالقادر ہیں وہ اپنی سرشت میں چمکنے والے ہیں۔ آپ عاجز اتنے ہیں کہ حقیقت میں ایک قطرہ پانی کا اپنی مرضی سے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ گمان یہ ہے کہ پہنچ سکتا ہے فرات اور دریا کی گہرائی تک عبدالقادر کے پہنچ سکتا ہے، مگر اس کی قدرت معلوم ہے وہ ان کی مرضی کے مطابق چلتا ہے۔

ردیف الثاء (ث)

دیں را اصل حدیث عبدالقادر
اہل دیں را مغیث عبدالقادر

قول دین کی اصل بنیاد ہے، حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کی طرح دین داروں
کرنے والے ہیں۔ حضور ﷺ اپنی مرضی سے کچھ نہیں فرماتے اللہ کے حکم کے
ر عبدالقادر قول نبی ﷺ کی شرح کرتے ہیں۔ قرآن احمد مجتبیٰ ﷺ کی زبان و دل
ساحت عبدالقادر کرتے ہیں۔

ردیف الجیم (ج)

اے رفعت بخش تاج عبدالقادر
پُر نور کن سراج عبدالقادر
آں تاج و سراج باز بر کن یا ربّ
بستاں ز شاہاں خراج عبدالقادر

در کے تاج کو رفعت و بلندی دینے والے عبدالقادر کے چراغ کو منور و نورانی کر
اج اور چراغ کو ظاہر کر کے روشن کر دے تا کہ بادشاہ اپنے محلوں، باغوں سے
کرنے کے لیے حاضر ہوں۔

ردیف الحاء (ح)

پاک ست ز باک طرح عبدالقادر
وجی ست بری ز جرح عبدالقادر
جرحش کہ تو اند ز کلک قدرت

رباعی

اے عام کن صلاح عبدالقادر
انعام کن فلاح عبدالقادر
من سر تا پا جناح گشتم فریاد
اے سر تا پا مجاح عبدالقادر

یعنی عبدالقادر صلاح ومشورے عام کرو، عبدالقادر کے فلاح مشو
میں سر سے پاؤں تک فریاداور آہ وزاری کی تصویر مجسم بن گیا ہوں اور عبدالقا
وپناہ دینے والے ہیں۔

ردیف الخاء (خ)

اے ظل الہٰ شیخ عبدالقادر
اے بندہء پناہ عبدالقادر
محتاج وگدائیم وتو ذوالتاج وکریم
شیئاً للّٰہ شَیخ عَبْدُالقَادِر

یعنی اے شیخ عبدالقادر! زمین پر آپ ظل الٰہی ہیں اے بندۂ خد
عبدالقادر آپ ہیں۔ میں فقیر ومحتاج ہوں اور آپ تاج شاہاں پہنے اور کری
واسطے مجھے بھی کچھ عطا فرماؤ۔

ردیف الزاء (ز)

اے فضل تو برگ و ساز عبدالقادر
فیض تو چمن طراز عبدالقادر
آں کن کہ رسد قمری بے بال و پرے
در سایہ تو سرو ناز عبدالقادر

یعنی اے رب! تیرا فضل عبدالقادر کا برگ اور ساز وسامان ہے۔ تیرا فیض عبدالقادر کے چمن کو نقش ونگار عطا کرنے والا ہے۔ اے عبدالقادر! کچھ ایسا کر کہ بے بال و پر کی قمری تیرے نازنیں سرو کے زیر سایہ پہنچ جائے۔

ردیف السین (س)

درد از در مجلس عبدالقادر
دور ست سگ بیکس عبدالقادر
حال ایں و ہوس آنکہ چو میرم بیرم
سر بر قدم اقدس عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کی مجلس کے دروازے کا درد۔ اے عبدالقادر! اس بے کس وناچار کتے سے بہت دور ہے۔ علاج اس ہوس کا یہ ہے کہ اے عبدالقادر! تیرے قدم مقدس پر سر رکھ کر میں جان دے دوں، اور تجھ پر قربان ہو جاؤں۔

رباعی مستزاد

گفتم تاج رؤس عبدالقادر سر خم گردید
جانا روح نفوس عبدالقادر بر خود بالید
رزما او قلب فوج دیں را دل و جانست زد نوبت فتح
بزما بزما عروس عبدالقادر شاداں رقصید

یعنی میں نے کہا عبدالقادر سر کا تاج ہے اور سر کو جھکا دیا تو جان لے عبدالقادر کی روح اور نفس
د بخود بڑھے پروان چڑھے ہیں۔ اس نے جان و دل کے ساتھ فوج کو دین کے لیے لڑایا تو فتح کی نوبت
تے لگی، اور عبدالقادر کی روح دلہن بن کر ہر ہر محفل میں خوشی سے ناچی۔

ردیف الشین (ش)

بالا است بلند فرش عبدالقادر
آوردہ بفرش عرش عبدالقادر
ایں کرد کہ کرد شاہے کہ فزوز
بالاؤ فرود عرش عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کا فرش بہت بلند و بالا ہے۔ عبدالقادر اس کو عرش کے فرش تک لے گیا۔ اس نے
ا اونچا اور اونچا کیا کہ مالک الملک اللہ کا عرش اس سے اونچا رہا۔ یعنی اللہ کا عرش سب سے اوپر اور نیچے
ر القادر کا تھا۔

رباعی

عرش شرف ست فرش عبدالقادر
فرش شرح ست عرش عبدالقادر
یعنی تا سر بپائے فرش نمود
سر ہا شد فرش عرش عبدالقادر

یعنی عرش سے عبدالقادر کے فرش نے شرف حاصل کیا ہے؛ کیونکہ عبدالقادر کا عرش شرح محمدی
کا فرش ہے۔ یعنی پاؤں سے سر تک فرش ہی نظر آتا ہے اس کا سر بھی عبدالقادر کے عرش کا فرش ہی نظر
تا ہے۔

ردیف الصاد

فن گرچہ نہ شد بر نص عبدالقادر
جاں دارد مہر از فص عبدالقادر

گر ناقصم ایں نسبت کامل پر خوش است
کاں بندۂ رضاؔ ناقص عبدالقادر

یعنی ہنر اگرچہ عبدالقادر کے صاف بیان کرنے پر نہ ہوا؛ مگر مہر عبدالقادر کے نگینہ سے مہر کرنے سے جان دار ہوگئی ہے۔ اگرچہ میں ناقص ہوں مگر اس نسبت کامل پر خوشی ہے کہ عبدالقادر کا ناقص بندہ ایک رضاؔ بھی ہے۔

رباعی

بالکسر منم مخلص عبدالقادر
سر بہ قدم خلص عبدالقادر
بر کسر چو رحم آر د فتحش چہ عجب
بالفتح شوم مخلص عبدالقادر

یعنی کسرہ کی مانند زیر ہوکر میں عبدالقادر کے ساتھ اخلاص و وفا نبھانے والا ہوں۔ سر سے پاؤں تک میں عبدالقادر کا مخلص دوست ہوں۔ اگر ٹوکسرے کے ساتھ مخلص ہو تو فتح میں اس کے تعجب نہیں ہے۔ اگر زبر کے ساتھ ہو خلاصی پایا ہوا ہو تب میں عبدالقادر کا آزاد شدہ غلام ہوں۔

ردیف الضاد (ض)

تمکین گلے از ریاض عبدالقادر
تکوین نمے از حیاض عبدالقادر
نور دل عارفاں کہ شب صبح نماست
سطرے بود از بیاض عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کے باغ کا قدر و مرتبہ والا پھول ہوں۔ عبدالقادر کا رنگین نمی والا حوض ہوں۔ عارفوں کے دل کا نور صبح کو ظاہر ہونے والا ہے۔ یہ دراصل عبدالقادر کے بیاض کے ایک سطر کی مانند ہے۔

ردیف الطاء (ط)

ایں جا وجہ نشاط عبدالقادر
آں جا شمع صراط عبدالقادر

بکشادۂ دور دادۂ باد نہادہ بجود
دروازۂ صلاۃ سماط عبدالقادر

یعنی اس جگہ عبدالقادر کے خوشی کی یہ وجہ ہے، اُس جگہ عبدالقادر کے راستے میں شمع روشن ہے۔ ...ر کھلا ہوا ہے ہوا سخاوت سے پنکھا جھل رہی ہے، درود کا دروازہ اور عبدالقادر کے لیے دستر خوان قطار ...ں بچھا ہوا ہے۔

ردیف الظاء (ظ)

خوبان چو گل بوعظ عبدالقادر
اعیان رسل بوعظ عبدالقادر
پروانہ صفت جمع کہ خود جلوہ نما ست
شمع جزو کل بوعظ عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کے وعظ میں خوب صورت مثل گلاب کے اور قوم کے سردار عبدالقادر کے وعظ ...ں پہنچے ہوئے تھے۔ وہ پروانوں کی طرح جمع تھے اور خود اپنے جلوے دکھا رہے تھے عبدالقادر کے وعظ ...ں سب کی شمع روشن تھیں۔

ردیف العین

خود راتبہ خو از شمع عبدالقادر
مہ آزقہ بر ز شمع عبدالقادر
ایں نور و سرور شیرت از صبح زچیست
دو دیست مگر ز شمع عبدالقادر

یعنی مقررہ اُجرت نے کہا شمع کی روشنی سے فائدہ حاصل کرائے عبدالقادر تھوڑی خوراک روشنی ...عبدالقادر کی شمع سے لے جا۔ یہ نور اور سُرور تیرے لیے دودھ کی طرح صبح کو کیا ہے یہ عبدالقادر کی شمع کا ...ال ہے۔

رباعی

اما مگور ز شمع عبدالقادر
مہرے بنگر ز شمع عبدالقادر
کاریکہ زخور بہ نیم مہ دیدی بین
در نیم نظر ز شمع عبدالقادر

یعنی تو عبدالقادر کی شمع کے آگے مت چل بلکہ عبدالقادر کی شمع سے سورج کو دیکھ۔ جو کام کہ تُو نے سُورج کی روشنی یا مہینہ کی چودھویں تاریخ کو دیکھی ہے وہ عبدالقادر کی شمع کی روشنی میں ترچھی نظر سے دیکھ لے۔

رباعی

بر وحدت او رابع عبدالقادر
یک شاہد و دو سابع عبدالقادر
انجام دے آغاز رسالت باشد
ایک گو ہم تابع عبدالقادر

یعنی اس کی وحدت پر چوتھا گواہ عبدالقادر ہے، ایک اور دو گواہ ساتواں عبدالقادر ہے۔ ان مراتب کی انتہا و اختتام کے بعد نبوت و رسالت کی ابتدا ہوتی ہے بس اتنا کہو کہ ان کے تابع و فرماں بردار عبدالقادر بھی ہے۔

رباعی مستزاد

واحد چو نہم رابع عبدالقادر در دامن دال
زائد چو سوم سابع عبدالقادر ہم مسکن دال
یعنی بدلائے ہفت و اوتا چہار توحید سرا
یک یک بیکے تابع عبدالقادر اندر فن دال

یعنی دال کے دامن میں ایک جیسے نو کے چوتھا عبدالقادر ہے، زائد جو تین تو ساتواں عبدالقادر جو ایک ہی مسکن میں مقیم ہیں۔ یعنی ابدال سات اور اوتا چار توحید کا نغمہ گنگنانے والے ہیں ان میں کا ہر

ے عبدالقادر کا فرماں بردار ہے دال کے فن کے اندر۔

ردیف الغین

ے نے نور چراغ عبدالقادر
ے نے نور ز باغ عبدالقادر
ہم آب رشد ہست وہم مایہ خلد
یارب چہ خوش ست ایاغ عبدالقادر

یعنی بانسری کی شراب کا نور عبدالقادر کے چراغ کے نور سے ہے۔ ہدایت کا پانی ہے اور جنت دولت ہے، یارب کتنی خوشی ہے عبدالقادر کے جام وسبُو سے۔

ردیف الفاء (ف)

عطفًا عطفا عطوف عبدالقادر
رافًا رافًا رؤف عبدالقادر
اے آنکہ بدست تست تصرف امور
اصرف عنا الصروف عبدالقادر

یعنی مہربان مہربان عبدالقادر بہت زیادہ مہربانی کرنے والا ہے۔ مہربان مہربان عبدالقادر ت زیادہ مہربانی کرنے والا ہے۔ یہ کہ معاملات کے اندر تغیر وتبدل کرنا آپ کے ہاتھ میں ہے، لہٰذا ی زیادتیوں کو اے عبدالقادر! آپ پھیر دیں۔

ردیف الکاف (ک)

آخر نیم اے مالک عبدالقادر
مملوک وکمین مالک عبدالقادر
مپسند کہ گویند بایں نسبت و بند
کاں بندہ فلاں ہالک عبدالقادر

یعنی میں آخری نہیں ہوں اے میرے مالک عبدالقادر! میں تیرا غلام تیری رعایا ہوں، تُو میرا مالک ہے اے عبدالقادر! تُو یہ پسند مت کر کہ لوگ بندے کو اس نسبت سے کہیں کہ یہ فلاں بندہ ہے اور اس کو ہلاک کرنے والا عبدالقادر ہے۔

ردیف اللّام (ل)

نامد ز سلف عدیل عبدالقادر
نابد بخلف بدیل عبدالقادر
مثلش گر از اہل قرب جوئی گوئی
عبدالقادر مثیل عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر! تیرا نام سلف بزرگوں میں "عدیل" مشہور ہے، عبدالقادر جیسا اس کا بدل بزرگوں میں نہیں آیا۔ اگر اس کا مثل اہل قرب مقربین میں تُو تلاش کرے گا تو کہے گا عبدالقادر جیسا صرف عبدالقادر ہی ہے۔

رباعی

حشر ست و توئی کفیل عبدالقادر
جاہت بہ شہ جلیل عبدالقادر
درد آ در دار عدل آمد مجرم
زود آ زود آ وکیل عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر! حشر تک آپ ہی کفیل اُمت ہیں۔ اے عبدالقادر! آپ کو یہ مرتبہ اللہ بزرگ و برتر کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ گناہوں کی وجہ سے عدل و انصاف کے دروازے تک مجرم آ گیا ہے جلدی تشریف لاؤ، جلدی تشریف لاؤ کیونکہ اے عبدالقادر! آپ گناہ گار مجرم کے وکیل و سفارش کرنے والے ہیں۔

ردیف المیم (م)

یا ربّ بجمال نام عبدالقادر
یا ربّ بنوال عام عبدالقادر
منکر بقصور و نقص ما قادریاں
بنگر کمال تام عبدالقادر

یعنی اے ربّ! عبدالقادر کے نام کے جمال کے طفیل عبدالقادر کی جُو دوسخاوت کو عام کردے۔ ...پ کا انکار کرنے والے مخلوں میں ہیں ہم قادری لوگوں کو دیکھ عبدالقادر کے کمال تام کا تماشا۔

رباعی

ہر صبح رہت مرام عبدالقادر
ہر شام درت مقام عبدالقادر
بگورز سپید و سیہ قادریاں
از حرمت صبح و شام عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر! ہر صبح کو تیرے راستہ میں بیٹھ کر مرادیں پاتے ہیں اور اے عبدالقادر! ہر ...م کو آپ کے مقام پر قیام کرتے ہیں۔ قادریوں کے سفید و سیاہ سے گزر جا، ان کو معاف کر دے اے ...القادر! صبح و شام کے احترام میں۔

رباعی

عبدالقادر کریم عبدالقادر
عبدالقادر عظیم عبدالقادر
رحمانت ربّ و رحمت عالم اب
رحمت رحمت رحیم عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کریم ہے عبدالقادر عظیم ہے۔ تیرا ربّ رحمٰن ہے تیرا باپ رحمت عالم ہے، رحمت ...حمت کرا اے عبدالقادر تُو رحیم ہے۔

رباعی

در جود سمر اے یم عبدالقادر
صد بحر ببر اے یم عبدالقادر
دور از تو سگ تشنہ لبے می میرد
یک موج دگر اے یم عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر کے دریا تُو مجھے سخاوت کا افسانہ شمار کر، اے عبدالقادر کے دریا تُو مجھے سو سمندروں میں لے جا۔ تیرا پیاسا کتا تجھ سے دُور تشنہ لب مرتا ہے، اے عبدالقادر کے دریا اک دوسری موج اور بھیج دے۔

رباعی

صدیق صفت حلیم عبدالقادر
فاروق نمط حکیم عبدالقادر
مانند غنی کریم عبدالقادر
در رنگ علی علیم عبدالقادر

یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اوصاف رکھنے والا بُردبار عبدالقادر ہے، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے روش کی حکمت رکھنے والا عبدالقادر ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مثل عبدالقادر کریم ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رنگ میں عبدالقادر علیم (علم والا) ہے۔

ردیف النون (ن)

دستے ز دم اے ضامن عبدالقادر
در دامن جاں بامن عبدالقادر
یارب چو خود ایں دامن گسترده تست
گسترده مچنین دامن عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر کے ضامن! میں نے ہاتھ مارا ہے اپنی جان کے دامن پر اور میرے ساتھ عبدالقادر ہیں۔ اے اللہ! جب خود تُو نے اس دامن کو بچھایا ہے تو اس بچھے ہوئے دامن عبدالقادر کے دامن کو مت اُٹھا، بچھا رہنے دے۔

رباعی

یا رب قرصے ز خوان عبدالقادر
داریم حقے بنان عبدالقادر
ایں نسبت بس کہ عاجزاں اویم
رحمے بر عاجزاں عبدالقادر

یعنی اے اللہ! عبدالقادر کے دستر خوان سے روٹی کی ٹکیہ عطا کر دے۔ میں بھی عبدالقادر کی روٹی پر حق رکھتا ہوں۔ بس اتنی نسبت کافی ہے کہ ہم اُن کے عاجز نمک خوار ہیں عبدالقادر کے عاجزوں پر رحم فرما۔

رباعی

جو دست بارث شان عبدالقادر
بو دست و بود ازان عبدالقادر
جنت بگداد ہند و منت نہ نہند
وہ سنت خاندان عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کی وراثت کی شان کے لائق ان کی سخاوت ہے اور عبدالقادر کی اجازت دینی ان کا حق ہے وہ مجاز ہیں۔ اپنے فقیروں کو جنت دیتے ہیں اور احسان نہیں جتاتے یہ عبدالقادر کے خاندان کی سنت وطریقہ ہے۔

ردیف الواؤ (و)

خوبان خو بند نے چو عبدالقادر
شیرنیاں قند نے چو عبدالقادر

محبوباں یکد گر بہ افزائش حسن

چند و صد چند نے چو عبدالقادر

یعنی بہتروں سے بہتر ہیں مگر عبدالقادر کی مثال نہیں ہے ان کی مٹھاس قند کی طرح ہے مگر عبدالقادر کی طرح نہیں ہے۔ حسن کی فراوانی میں وہ محبوب ایک دوسرے سے بہتر ہیں زیادہ ہیں سو درجہ زیادہ ہیں مگر عبدالقادر کے مثل نہیں ہیں۔

رباعی

خواہی کاہی علو عبدالقادر

نامی سامی سمو عبدالقادر

ہشدار کہ با خدائے خود می جنگی

مت غیظا اے عدو عبدالقادر

یعنی کسی کی خواہش کے مطابق گھٹنے سے بلند ہے عبدالقادر مشہور، بڑھنے والا، اُونچا عبدالقادر کی رفعت سب سے ہے۔ ہوش میں رہ کہ تُو اپنے خدا سے جنگ کرنا چاہتا ہے تُو اپنے غصہ میں مر جائے عبدالقادر کے دشمن!۔

رباعی

مہ فرش کتاں در دو عبدالقادر

خود شپرہ ساں در جو عبدالقادر

آشفتہ مہ و شیفتہ می گردد مہر

در جلوۂ ماہ نو عبدالقادر

یعنی کتان میں وہ چادر ہے جو چاند کی روشنی میں پھٹ جاتی ہے عبدالقادر وہ چاند ہیں کہ ان کے چلنے سے کتان کا فرش پھٹ جاتا ہے۔ عبدالقادر کی فضا میں سورج شپرہ (چمگاڈر) کی طرح دوڑتا ہے۔ چاند فریفتہ عاشق ہے اور سورج مدہوشی کی حالت میں ان کے گرد گھومتا ہے عبدالقادر نئے چاند کی نئی چاندنی میں۔

ردیف الہاء (ہ)

حمداً لک اے الٰہ عبدالقادر
اے مالک و بادشاہ عبدالقادر
اے خاک براہ تو سر جملہ سراں
کن خاک مرا براہ عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر کے خدا تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں، اے عبدالقادر کے مالک اور بادشاہ، اے خاک! تمام انسانوں کے سر تیرے اوپر سجدہ ریز ہیں میری خاک کو عبدالقادر کے راستہ میں ڈال دے تاکہ ان کے پاؤں میں آئے۔

رباعی

بے جان و بجانم شہ عبدالقادر
کس جز تو ندانم شہ عبدالقادر
بد بودم و بد کردم و بر نیکی تو
نیک ست گمانم شہ عبدالقادر

یعنی میں بے جان ہوں کسی جگہ پر نہیں ہوں شاہ عبدالقادر میں تیرے سوا کسی کو نہیں جانتا۔ اے شاہ عبدالقادر! میں بُرا تھا بُرائی کی تیری نیکی پر بھروسہ کر کے میرے گمان میں تُو نیک ہے اے شاہ عبدالقادر!۔

رباعی

بہر سر ہو تجلیہ عبدالقادر
ہم تجلیہ را تحلیہ عبدالقادر
بر متن متین احدیت احمد
شرح ست و بران منہیہ عبدالقادر

یعنی عبدالقادر ''ہو'' کی تجلی کے سرے پر ہیں اس کے جلال کو عبدالقادر جمال ومٹھاس میں بدلوا لیتے ہیں۔ احدیت کے مضبوط متن پر احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں اس کا علم رکھتے ہیں اور اس کی شرح اس پر عبدالقادر خبر دینے (روکنے) والے ہیں۔

رباعی

از عارضہ نیست وجہ عبدالقادر
ذاتی ست ولائے وجہ عبدالقادر
ہر کس شدہ محبوب بوجہ صفتے
عبدالقادر بوجہ عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کا یہ طریقہ کسی عارضی وجہ سے نہیں ہے، عبدالقادر کی محبت کی وجہ طریقہ ذاتی ہے۔ ہر آدمی کسی صفت کی وجہ سے محبوب ہے مگر عبدالقادر عبدالقادر ہونے کی وجہ سے محبوب ہیں۔

رباعی

خور نورستد از رہ عبدالقادر
ہم ازن طلوع از شہ عبدالقادر
ماہ است گدائے در مہر و ایں جا
مہر ست گدائے مہ عبدالقادر

یعنی سورج' عبدالقادر کی راہ سے نورانیت لیتا ہے اور شاہ عبدالقادر کی اجازت سے طلوع ہوتا ہے۔ چاند گدا ہے سورج کے در کا اس جگہ عبدالقادر کے گھر کے چاند کا سورج فقیر ہے۔

رباعی مستزاد

ہر اوج ترقی شدہ عبدالقادر تا نام خدا
خیمہ مستول زدہ عبدالقادر ناس اندو ہدیٰ
بالجملہ بقرآن رشاد و ارشاد در بدو و ختام
بسم اللہ و ناس آمدہ عبدالقادر حمد ست ابدا

یعنی عبدالقادر ترقی کی بلندیوں پر ہیں خدا کا نام لینے تک خیمہ سے نازل ہوا عبدالقادر لوگوں کی ہدایت وراہبری کے لیے۔ حاصل کلام قرآن کا آسانی سے راستہ دکھانے والا بدوں کو مہر لگانے والا بسم اللہ سے والناس تک عبدالقادر ہدایت کے لیے تشریف لائے ہیں اور ہمیشہ اس کی تعریف کرتے رہے ہیں۔

ردیف الیاء (ی)

اے قادر و اے خدائے عبدالقادر

قدرت دہ دست ہائے عبدالقادر

بر عاجزی ما نظر رحمت کن

رحم اے قادر برائے عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر کے قادر خدا عبدالقادر کے ہاتھوں بازوؤں کو قدرت دے۔ ہماری عاجزی انکساری پر رحمت کی نظر فرما اے قادر مطلق رحم کر عبدالقادر کے طفیل۔

رباعی

جان بخش مرا بپائے عبدالقادر

جا بخش تہ لوائے عبدالقادر

از صد چو رضا گزشتے از بہر رضاش

ایں ہم بعلم برائے عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کے قدموں کے طفیل مجھے جاں بخشی عطا ہو۔ عبدالقادر کے سایہ تلے جگہ عطا فرما۔ احمد رضا جیسے سینکڑوں گزرے ہیں اس کو راضی کرنے کے لیے یہ بھی عبدالقادر کے طفیل ان کے علم میں لا۔

رباعی

عین آمدہ ابتدائے عبدالقادر

از رویت امر رائے عبدالقادر

از رویت او عین مرا روشن کن

روشن کن عین و رائے عبدالقادر

یعنی ابتدا میں عبدالقادر عین ذات آیا، تیرے دیدار کا حکم ہے عبدالقادر کی رائے میں، اس کے دیدار سے میری آنکھوں کو روشن کر میری آنکھوں کو اور عبدالقادر کی رائے کو روشن کر۔

رباعی

عید یکتا لقائے عبدالقادر ❁ دُر بار و دُر عطائے عبدالقادر
عبدا بہ لقائے او چو ہمزہ گم شد ❁ تا در یابی بپائے عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کی ہمت بے مثال ولا ثانی ہے عبدالقادر موتی برساتا اور موتی دیتا ہے۔ اے بندے تُو اس کی ملاقات سے ہمزہ کی طرح گم ہوگیا یہاں تک کہ تُو نے عبدالقادر کے پاؤں میں موتی پالیا۔

رباعی

دل حرف مزن سوائے عبدالقادر ❁ حاجت داند عطائے عبدالقادر
پیشش ہم از و شفیع انگیز و بگو ❁ عبدالقادر برائے عبدالقادر

یعنی اے دل عبدالقادر کے سوا کوئی حرف زبان پر مت لا، عبدالقادر کی عطا اور سخاوت تیری ضرورت وطلب کو جانتی ہے۔ اس کے سامنے اسی سے شفاعت کر اور کہہ اے عبدالقادر عبدالقادر کے واسطے دو۔

رباعی مستزاد

اُفتادہ در اوّل ہدایت باساں الصادق طلب
گر دیدہ باٰخر تجس خنداں سیں سان بطرب
یعنی شہ جیلان ز شہاں بس کہ ہمونست در مصحف قرب
بسم اللہ و ناس را شروع و پایاں الحمد الرب

یعنی طلب صادق کی وجہ سے شروع میں ہدایت آسان معلوم ہوئی اور آخر میں تجس کی وجہ سے ہنستا ہوا واپس چلا گیا۔ یعنی جیلان کا بادشاہ بادشاہوں میں بس کہ یکی ہے مقربین کے صحیفہ میں۔ بسم اللہ سے والناس اور تمام تعریف رب العالمین کے لیے ہے۔

◘◘◘ (تمام شد)

اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً وَاِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا

مثنوی فارسی بنام تاریخی

صمصامِ حسن بردابرِ فتن

{1318ھ}

-: تصنیف لطیف :-

فصیح بے مثال، بلیغ نازک خیال، محبِ سنت، عدوِّ بدعت جناب مولانا مولوی محمد حسن رضا خان حسنؔ قادری برکاتی بریلوی صین عن المحن

ن من الشعر لحکمۃ و ان من البیان لسحرا

یہ قصیدہ و مثنوی کا مجموعہ و جواب قصیدہ و مثنوی ندوہ کا جواب ہے

قصیدہ مدحت دنیا بغیب مطیب قدح ندوہ بدعت در مدح بانی علماء کے

... المظم ... قرآن صحیح ... کتاب ضروریات ...

اردو با محاورہ سلیس ... تکرار قافیہ ۔ ۱ اشعار ... التفصیل تمام ذکر کی

ال الابرار و آلام الاشرار

... سنت و الجماعت محمد ... حنفی ...

مثنوی فارسی بنام ...

صمصام حسن بر دابر فتن

۱۳ ھ ۱

لطیف فصیح جمیل ... خیال ... مصنف ... قدوہ بدعت ... جواب ہوا

ی محمد حسن رضا خان حسن قادری برکاتی بریلوی ... حسن ...

... و بیان ... ندوہ ...

ال مصنف ... باہتمام ...

مطبوع مطبع حنفیہ واقع عظیم آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاتحۂ درس (۱) حدیث و قدیم

اے کرمت مطلع خورشید ہا ۞ وے حرمت م

اے ہمہ از تو و تر او بتو ۞ نہ پدر (۲) و مام

جلوت تشبیہ ز شمعت منیر ۞ خلوت تنزیہ

برق تجلی تو گیتی فروز ۞ شمع منور کن

ہم ز تو (۳) پیوند حدوث و قدم ۞ ہم ز تو ایجادِ (۴

زور دہ زارے بے چارگاں ۞ زار کن زورِ

ملک تو از وہم تصور بری ۞ حکم تو از عی

آدم و عالم ہمہ در درک گم ۞ گرچہ فی الآفاق

ذاتِ تو از حد صفاتش بروں ۞ حد صفاتِ تو ز

رشحۂ (۵) جام کرمت سلسبیل ۞ کو تر بام حر

قہر اتم مہر جلال از تو یافت ۞ اوجِ کرم بدر جمال

جلوہ نما (۶) ز ہمہ عالم توئی ۞ جلوہ بعالم کنی

فرض خود آورد بجا آں قدیر ❁ کرد علی (۲۳) را پس مولیٰ امیر

خواستہ ایں و ہمیں خواستہ ❁ شیر خدا از امر خدا خاستہ

نازم نیروے عمر را کو زد ❁ خط بمرادات خدا و اسد

خواستۂ شیر چہ باشد کہ خود ❁ خواستۂ حق بر او دم نزد

انچہ عمر خواست ہماں شد بلند ❁ شیر بنا چار شدش گوسپند (۲۴)

رافضیاں ترس ز غالب خورید ❁ سجدہ بفاروق بجا آورید

سوے خدا چیست نماز و نیاز ❁ سوے عمر باید کردن نماز

آنکہ بمعبود شما چیرہ شد ❁ شیر وے از ہیبت او خیرہ شد

زہ عمر و امر (۲۵) مُرِّ آں دلیر ❁ واے شما اینت خدا اینکٹ شیر

وعدۂ (۲۶) تنزیل لہ حافظون ❁ گشت بر قابوے عثماں زبوں

حفظ خدا خواست وعثماں نخواست ❁ خواستہ اش رو شد و قرآں بکاست

آیت قرآں (۲۷) نہ اگر دانیش ❁ کافرے از قولِ بشر دانیش

ورنہ وفا کرد خدا وعد او ❁ کفر تو لا یخلف میعادہ

ور بہ وفا آمد و قادر نشد ❁ کفر بہ تعجیز چہ ظاہر نشد

مُلْغِزِشْ (۲۸) ایں گاہ ز وحیِ خبیر ❁ رَبٌّ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ (۲۹) قدیر

حاصل ازیں سہ بچہ رو آوری ❁ کافری و کافری و کافری

حمد خدا را و نبی را درود ❁ شاش بریں مذہب جد وجود (۳۰)

نیچریاں راست خدا در کمند ❁ نیچر و قانون و را پاے بند

سر نتواند کہ ز نیچر کشد ❁ خط بخدائیش سنیچر کشد

کیست سنیچر ی والیس آئی ست ❁ گول بکول آمدہ نیچر پرست

گشت چو استارۂ ہندآں زحل ❁ نجس و بلند آمدہ ہچوں زحل

عرش و فلک جن و ملک حشرتن ❁ نار و جناں جملہ غلط کردو ظن
کیست نبی پر دل پر جوش گو ❁ وحی چہ باشد سخن جوش او
برزدہ برہم ہمہ از اصل و فرع ❁ دین نوادر دو نو آورو شرع
ریش حرام ست و دُمِ فرق فرض ❁ حج سوے انگلینڈ بود قطع ارض
گفت بیا قوم شنو قوم من ❁ ہیں موے اعزاز پدو قوم من
ذلت تان دین مسلمانی ست ❁ واے برآنکس کہ نہ نصرانی ست
خوانِ خلیل ست نہ چندان لذیذ ❁ غایت او جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ (۳۱)
ہیں بہِ ما مرغ فشردہ گلو ❁ ہیچ ز تنزیل مخواں جز کلوا
خرقِ (۳۲) عوائد نتواند خداش ❁ معجزہا شعبدہا بود فاش
جوف تہی داشت عصاے کلیم ❁ کرد ز سیماب پرش آں کلیم
پردہ خور از تاب کشادے برو ❁ لرزہ ز سیماب فتادے درو
وہ کہ چناں شعبدہ پست و دنی ❁ گشت چساں چیرہ (۳۳) بران جادوی
شعبدہ بازی ز پے نیم پول ❁ صدرہ ازیں بہ بنماید بکول
قوم کہ ہفتاد ہزار آمدند ❁ چوں ز چنیں وسوسہ پس پاشدند
پرس ز کافر حرکت بد چنوں ❁ رفت کجا تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُوْنَ (۳۴)
وان شق دریا کہ بہ تنزیل بود ❁ معجزہ نے جزر و مدنیل بود
حمد خدا را و رسل را درود ❁ لعن بریں کفر بتر از یہود
ندویہ راہست الٰہی ذلیل ❁ با گورنمنٹ (۳۵) نصاری عدیل
نا حق و حق پیش نگاہش یکے ❁ از ہمہ راضی بود آن بیشکے
بہر رضا دانی او خوان (۳۶) زرند ❁ یازدہ و دوصد تعزیرِ ہند
جملہ ضلالت زدگانراست دوست ❁ ہر کہ اہانت شدہ توہین اوست

کفر عمر رافضہ تحقیق کرد ❁ لعن بصدیقہ و صدیق کرد
کافرک آن رافضی بدنہاد ❁ لعن بران لاعن ملعون نژاد
ندوہ (۳۷) خدا ایں ہمہ آساں نہاد ❁ فرض برفاض نمودہ و داد
لیک برفضی چو نباشی نکو ❁ کافرت اودانند و ندوی او
حمد خدا را و نبی را درود ❁ وائے بریں مسلک کرمان ودود (۳۸)
ایست خداہائے چنیں قوم گم ❁ اِتَّخَذُوْا (۳۹) رَبُّهُمْ اَهْوَائَهُمْ
من بخدائے خود ازیں ہا پناہ ❁ می برم (۴۰) اِذْ لَیْسَ اِلٰهٌ سِوَاه
ندوہ کہ جمع متخالف شدہ ❁ طائفہ پیدا ز طوائف شدہ
ایں ہمہ ہا قدوۂ آں ندوہ اند ❁ ندوہ بہ بیں تاش چساں قدوہ اند
اے حسن ایں جملہ سر دار دار ❁ روئے سوئے سید ابرار آر

نعت شریف

اے کرمت اوج دہ فرشیاں ❁ وے حرمت سجدہ گہِ عرشیاں
زیر نگینت ز عرب تا عجم ❁ شاہ نشینت ز حرم تا حرم
فاتحۂ مصحفِ ایمان توئی ❁ خاتمۂ سفر رسولان توئی
جاں بفدائے تو چہ پیغمبری ❁ در تکیے از رگ و پے غم بری
مجرم و جرم از توچہ باشد کمی ❁ کفر (۴۱) بکیفر نرسد تا توئی
تا تو نبودی نہ بدہ ہیچ چیز ❁ گر تونباشی نبود ہیچ نیز
رخ تو نمودی زنخستیں (۴۲) پرند ❁ جملہ برویت نگران آمدند
رخ چو بپوشی ہمہ حیران روند ❁ سر بگریباں فنا در شوند
دررہِ ہستی رخ تو شمع دار ❁ شمع نباشد کہ رود راہ تار

ہے (۴۳) چہ بگویم کہ توئی شمع جمع ❁ سوختہ پروانہ تو جمع شمع

شمع رسولاں کہ ہدایت نماست ❁ لمعہ از نورِ تو یا مصطفیٰ ست

ہست (۴۴) کسے غیر خداے تو نیست ❁ ہست شدہ ہیچ وراے تو نیست

کون و مکاں جان و جہاں کلہم ❁ ہم (۴۵) ز تو پیدا شدہ ہم در تو گم

دور زماں در خط امکان تو ❁ کون و مکان بندۂ فرمانِ تو

شمع رخت رونق بزم شہود ❁ ہستی تو وجہ وجیہ وجود

زیر لواے تو کہان و مہاں ❁ محو ثناے تو زمین و زماں

بندۂ پاے تو سر سروراں ❁ از سرپاک تو چہ سازم بیاں

من چہ سرایم کہ چہا آمدی ❁ آمدی و جملہ عطا آمدی

وجہِ فروغ ید موسیٰ توئی ❁ زندہ کن معجز عیسیٰ توئی

ہست بجانت قسم کردگار ❁ جانِ من و جانِ دو عالم نثار

ملک خدا زیر خط کلکِ تو ❁ ز فلک و ہشت جنان مِلک تو

خنگ فلک راست بدستت عنان ❁ ابلق ایام ترا زیر ران

ذرۂ درگاہِ تو گردوں جناب ❁ سایہ نشینِ حرمت آفتاب

جانِ جہانی و حیاتِ انام ❁ درلب تو مایۂ یُحْیِ الْعِظَام

بدر جمیل اتی و قدرت جلیل ❁ مژدۂ عیسیٰ و دعاے خلیل

نفحہ و بوے تو وقارِ بہشت ❁ بلبل روے تو بہارِ بہشت

چونکہ ز رحمت ہمہ سو روے تست ❁ وقت مصیبت ہمہ رو سوے تست

زیب دہِ اوّل و آخر توئی ❁ روشنیِ باطن و ظاہر توئی

من ز گدایانِ تو اے تاجور ❁ تاجورا سوے گدایان نگر

نوش مرا تلخی من کردنیش ❁ زہر مرا شہد کن از لطف خویش

ر تو چہ ذکر نہیب ❁ نے غم دربان و نہ فکر نہیب
ہر دو جہاں انس وجاں ❁ بر سر خوانِ کرمت میہماں
س نیست کہ مہماں شود ❁ ہرو مہمانت سر خواں شود
ادب آموختہ ❁ بر رخ تو چشم طمع دوختہ
ف تو و خوے تو ❁ می نگرم لا بہ کناں روے تو
الات جہانِ کرم ❁ بہرے دو بہر سگانِ حرم
وانِ شہِ عالم پناہ ❁ تا کہ ز قطمیر برم گوے جاہ
ژدہ برد رنج ولہف ❁ من سگِ تو او سگِ اصحاب کہف
بر تو و یارانِ تو ❁ نیز بر آن کو شدہ از آنِ تو

کشف استارِ ندوۂ نابکار

الرحمٰن الرحیم ❁ سر شکن دیوِ مَرید و رجیم
ایدوں بظہور آمدہ ❁ آمدہ و جملہ شرور آمدہ
آمدہ اکنون خرش ❁ آگہم از اوّل و از آخرش
بو جہل ز خاکِ حجاز ❁ خاک ز خوکش بغم جاں گداز
کان دین خدا را عدو ❁ تیرہ دلانِ خیرہ سرانِ کینہ جو

قہر خداداد سزائے عناد ❁ کیفر کفرش

مکر سگان ہم بسگاں مار شد ❁ ندوہ و ندوی

حق سخن کافر کان پست کرد ❁ دار و در از ج

ندوہ و دارش ہمہ ناکام رفت ❁ بود بد آغاز

باز سوے ہند تناسخ کناں ❁ آمدہ برکیش

ہند چو از فتنہ پر آوازہ یافت ❁ بارِ دگر کالبد

منقلبش ہند بجا شد بجا ❁ الفت قلبی

پا یک او بر سرک او بنہ ❁ ندوہ شود ہندو

بر سر او پاے نہ و حکمراں ❁ جزیہ ازیں ہن

ندوہ کہ شد ہند و نودہ ہنود ❁ وصف کنندش بج

مولویاں نے کہ ورا ہند واں ❁ سرفگندش تہِ

لا جرم آں نوبت ہندو نژاد ❁ نازکنان پاے

زیں بت سیم انجمنے گرم شد ❁ دیں شد و آزر

نیچریاں مدح نگارش شدند ❁ رافضیاں ہمدم

آمدہ از کافر کولی سلام ❁ جانب دے بر

نے غم عقبیٰ و نہ از دیں خبر ❁ حاصل بے حا

خواستہ ہر چیز بہ آز طعام ❁ خاستہ تمیز حلال و حرام

صورتِ رقاصہ چو دامن گرفت ❁ صد بہ بریلی زنجبیں گرفت

ہر دو درم در علما شد شمار ❁ صد دو علامہ بہ پنجہ شمار

لکھنؤ و مطربہ اش یاد گیر ❁ مخنۂ ندوہ بمالِ کثیر

آں زنِ مدخولۂ ہندوے رام ❁ ندوہ شدش بندہ و ہندو درام

ندوہ ازیں بار چو حمال شد ❁ خرشد و آخر خر دجال شد

دہ کہ چناں کسب و چنوں دسترس ❁ داد کس و کسب کس و دست کس

مفت کساں محنت کس روز و شب ❁ مردم ازیں واقعہ در صد عجب

سورۂ (۵۲) نور آمد و عقدہ کشاد ❁ ربطِ خبیثین بخبیثات داد

مرجع ہر شے بود اصلش مدام ❁ مالِ حرام آمدہ جاے حرام

اجر چناں محنت و کسبے چناں ❁ نیست عجب بہر چنیں عالماں

آب کہ آید ز نجاست سرائے ❁ ہم سوئے بالوعہ بود رہ گرائے

ندوہ چہ گویم چہ ستم گارۂ ❁ کان فریبی و فسوں کارۂ

ہیں کہ ترا حضرتِ خسرو چہ گفت ❁ قدس سرہ گہر چند سفت

اے (۵۳) شدہ ز اسلام و سلامت بری ❁ دین تو فارغ ز دیانت گری

آستن زلہ کشانت دہاں ❁ اُسترۂ کیسہ بُرانت زباں

ترس نداری کہ فنائیت ہست ❁ شرم نداری کہ خدائیت ہست

روز قیامت بخطا و صواب ❁ گر ز تو پرسند چہ گوئی جواب

چند بسرمایۂ خلقت گماں ❁ چند نظر در گرہِ مردماں

اسپرٹ (۵۴) آمد چو بر ندوہ پاک ❁ ندوی اگر بادہ بنو شد چہ باک

نیچریاں کانفرنسے کنند ❁ ندوگیاں گام بگامش زنند

نیچریاں جملہ عیاں در خروش ❁ ندوگیاں پردگیانِ خموش (۵۵)
نیچریاں فاعل آموز گار ❁ ندوگیاں قابل آمادہ کار
تخم کہ نیچر بدل شانِ فگند ❁ ندوگیانش بدروں پرورند
چشم برہ باش کہ ہنگام بار ❁ بار رگ و ریشہ کند آشکار
رستنی از تخم نباشد بری ❁ بر زہد ندوہ بجز نیچری
نیچریش بیں کہ چساں میچکد ❁ انچہ بظرف ست ہماں میچکد
بر ز مضامین ثلاثہ بچیں ❁ پردہ کشا نیچری ندوہ بیں
مد نظر نیست چو طولِ بیاں ❁ مشت نمونہ بتو کردم عیاں
ندوہ چناں ست و چنیں کارِ اُو ❁ اَبۡعَدَھَا اللّٰہُ عَلا شَانُہٗ
شکر خداوند عطا و کرم ❁ سنّیم و خاکِ رہِ سنّیم

باحکیم پریشاں مداح ندوہ خطاب دوستانہ نمودن بار بحال ندوہ رجوع فرمودن

ندوہ کہ بدبود و درونش سقیم ❁ بہ نشد از چارۂ تو اے حکیم
جمع ز سعی تو نشد کارِ اُو ❁ ہم تو پریشاں شدی و کارِ تو
خوابِ پریشاں کہ بدش در نظر ❁ گشت ز تعبیر تو آشفتہ تر
آں بت نوخیز چو کاکل شکست ❁ بارِ پریشانی اُو بر تو بست
اے شدہ حمالۂ (۵۶) بارِ سیاہ ❁ کارِ سیاہ است چو مارِ سیاہ
مارسیاہ (۵۷) از تو ہمیں جاں برد ❁ کارِ سیہ جان وہم ایمان برد
زلف پریشاں پری شانِ صنم ❁ کرد پریشانت و کند نیز ہم
زلف کشاد او بکشیدن مخیز ❁ مار گزیدی ز گزیدن گریز

این سیہ از سعی نگردد سپید ❁ بید(۵۸) حکیمی تو شد بادو(۵۹) بید

ندوہ ستودی و سزایش نبود ❁ مدح نمودی و بجایش نبود

نسخہ نوشتی و نوشتی غلط ❁ چارہ نمودی و نبود این نمط

زار(۶۰) تو بود از تپ صفرا حزیں ❁ ریختی اندر دہنش انگبیں

باطنِ او پُر ز فسادِ مواد ❁ حابس و قابض تو نمودی زیاد

مادۂ او شدہ زیں(۶۱) سوے رائے ❁ یخ زدہ افسردہ تحجر گرائے

کم دہ برقاب(۶۲) کہ بارد برد(۶۳) ❁ تنقیہ کن تنقیہ تا جاں برد

مسہل اخلاط فشانش بدہ ❁ از شکم درد دہ کشایش گرہ

در بہ نمو شد ز رہِ آشتی ❁ حق ندہی دست اگر داشتی

از رہِ(۶۴) دیگر کہ تو دانی بریز ❁ راہِ قبول ار نہ براو ستیز

پند کن و بند کن و صبر(۶۵) دہ ❁ صبر بفرما و بصد جبر دہ

زور کن و زیر کن وزار را ❁ زہر مدہ زہر دہ آزار را

ہر کہ نکوئی بکند بابداں ❁ گوہرِ اُو صرف شود رائگاں

لیک تو ہیہات کجا بگروی ❁ خود بغلط پے بہ پیش میروی

کرد نگوں کار ترا و الٰہی(۶۶) ❁ اوست طبیب و تو مریض ولی

کارِ مریضاں اطبا عریض ❁ وائے براں کوست مریض المریض

حیف چنان محو اَدایش شدی ❁ گرد سرش گشتہ فدایش شدی

ہر بد او در نگہت خوب شد ❁ خوب نشد زشت چو محبوب شد

او ز صفا دور صفا خوانیش ❁ او شب بے نور و ضحیٰ دانیش

او بجفا شکر جفایش کنی ❁ گم ز وفا دم ز وفایش زنی

ظلم وے انعام فزاید ترا ❁ کفر وے اِسلام نماید ترا

رہزنی و دیں شکنی کار اُوست ❁ وائے بر آنکس کہ گرفتار اوست
او ہمہ مبتدعاں در و داد ❁ گول برد تہمت سنت نہاد
سنیہ اش داند و آں غول وش ❁ سنت او خورد و مسلمانیش
گر بہ بصیرت نگرد در سلف ❁ روئے بگرداند ازیں ناخلف
واغلظ (۶۷) و اعرض چو بیارو بیاد ❁ قطع کند رشتۂ حب و وداد
زمرۂ شر را شہِ خیر البشر (۶۸) ❁ کرد بشدت ز در خود بدر
شب چو نبایست بہم شد بہور ❁ اہل فتن دور فتادہ ز نور
بیں کہ باآں رحمت و رفق عظیم ❁ دور نمود از برِ خود شانِ کریم
چوں بہ ابوبکر خلافت رسید ❁ طائفہ گشت بعہدش پدید
مائل انکار وجوبِ زکوٰۃ ❁ کور ز حسن رخ خوب زکوٰۃ
مصحف و پیغمبر ایشاں ہمیں ❁ بود ہمیں قبلہ و یزداں ہمیں
رفت ز صدیق محبت کہ بود ❁ بہر خدا قطع اُخوت نمود
دعوے اسلام نہ زیشاں شنید ❁ لشکر اِسلام بر ایشاں کشید
اخوۂ (۶۹) ندوہ کلمہ گوے زر ❁ تیغ حق اند اختہ شان بارسر
گرچہ زبانہا کلمہ گوئے بود ❁ سر بر چوگاں بدے گوئے بود
گوئے چہ گویم کہ ثوابیش نیست ❁ سرکہ برید اجر ازاں بیش نیست
واں عمر آں فارق ہر رشد و زیغ ❁ کرد چساں چارۂ فرق (۷۰) صُبیغ
صبغ سرش درّہ نمودے بخوں ❁ تا ز سرش رفت بدرآں جنوں
دورِ خلافت چو بہ حیدر رسید ❁ فتنۂ نو خاستہ دید انچہ دید
خارجیاں عالمکاں (۷۱) نژند ❁ دست بقرآں بغلط برزدند
شب ہمہ شب بودہ بذکر و نماز ❁ روز ہمہ روز بدرس دراز

عالم و عابد ہمہ بودند شاں ❁ لیک جدا از روشِ سنیاں
حیدر صفدر اسد ذی الجلال ❁ ہیچ ندید آں ہمہ فضل و کمال
خویش ندانست و برادر نخواند ❁ تیغ غضب بر سر اشرار راند
ندوہ (۷۲) بزرگاں ہمہ را خاک کرد ❁ خاک ز آلائش شاں پاک کرد
بود ہمیں کار امامانِ ما ❁ خاک رہ شاں سرو سامانِ ما
نیست چو بر نیزہ و شمشیر دست ❁ خامۂ من نیزۂ و تیغ من ست
نیزہ ہمیں گوشت و پے را بُرد ❁ نیزۂ کلکم دلِ اعدا برد
داشتن اسلحہ گر ناروا ست ❁ خامۂ من خنجر شریاں کشاست
خامہ بگیریم و سیاست کنیم ❁ چاک دلِ اہل ضلالت کنیم
نیزہ دلم در دلِ اعدا شکست ❁ انچہ ز دل آمدہ در دل نشست
من نروم جز بہ پے رہبراں ❁ گو تو مرو ندوۂ گمرہ براں
بر پے نیکاں چوسگان میروم ❁ میروم و راہِ امان میروم
رہ بخدائے ست گر ایں رہ روی ❁ پائے کشی زین رہ گرہ شوی
ندوہ (۷۳) رواندوہ خلا ہیست تیر ❁ پائے میالا و سر خویش گیر
ہر کہ بدان را چو عزیزاں شمرد ❁ چوں پسر نوح بطوفاں بمرد
گر نہ چو دنیاش بدے مکر و کار ❁ ندوہ بہ دنیا نشدے ہم شمار
ندوہ چناں ست و چنیں حالِ او ❁ قاتلها اللّٰه تعالٰی اسمہٗ

بزم آرائی خامۂ مشکیں سواد در مدح طرازیِ مجلس علمائے اہل سنت واقع عظیم آباد

چاشنے تازہ دہم کام را ❁ مدح کنم مجلس اسلام را
انجمنے حامیِ رشد و رشاد ❁ انجمنے ماحیِ شر و فساد

گلشن شاداب بہشت ہدی ❁ روضۂ سیراب ریاضِ رضا
آب و ہوا عطر فشاں مشک پاش ❁ نار(۷۴) ہوئی سردز آب و ہواش
طرفہ شبستانِ سراپا سرور ❁ جلوہ گہِ شمع تجلی طور
شمع وے از نور صفا تابناک ❁ آنجنائیش ہمہ از زنگ پاک
طور نما جلوۂ سنت درو ❁ نور فزا شمع ہدایت درو
مجلسیانِ حامیِ دین متیں ❁ پاک دل و پاک نفس پاک دیں
افسر کل گوہر تاجِ فحول ❁ مظہرِ حق شاہ محبّ الرسول(۷۵)
نورِ الٰہی ز جبینش عیاں ❁ شوکت اسلام زونیش عیاں
شد سر بدعات ز کلکش قلم ❁ علم و عمل گشت ز علمش علم
جان ودل عین(۷۶) و معین(۷۷) آمدہ ❁ جان بفدائیش کہ چنین آمدہ
واں چمن آرائے بہارِ بہار ❁ شاہ امین احمد عالی وقار
حامیِ دیں اختر برجِ شرف ❁ پیر ہدیٰ گوہر درجِ شرف
واں گل شاداب گلستان دیں ❁ شمع فروزندۂ ایوانِ دیں
کعبۂ دیں حضرتِ احمد رضا ❁ عالم سنت ہمہ نور و ضیا
ماہِ دل افروز عروجِ جمال ❁ مہر عدو سوز بروجِ جلال
رفعت او بیں کہ بملکِ حجاز ❁ دست(۷۸) بزرگاں بدعائیش دراز
از عمل و علم سرافراز گشت ❁ معجزۂ صاحب اعجاز گشت
آیۂ رحمت ز کتابِ کرم ❁ مایۂ نعمت پے خیر الامم ﷺ
حامی و دمسازِ طریق حسن ❁ خانہ بر انداز شرور و فتن
ابتری نجدیہ از نامہ اش ❁ رفض کش و ندوہ شکن خامہ اش
وقف ثنائیش ز عرب تا عجم ❁ گمرہ اگر مدح نگوید چہ غم

گو بد و بد گوئے بشو طعنہ زن ❁ مردِ خدا را چہ غم از طعنہ (۷۹) زن
خاک سوئے ماہِ جہاں تاب ریز ❁ ہم سرِ رُوئے تو شود خاک بیز
بدر کہ تابید بہ انوار خوش ❁ کار ندارد بہ سگ وعوعوش (۸۰)
شیر نہ ترسد زہیا ہوئے خوک ❁ بحر نہ رنجد ز لکد کوبِ غوک
واں مہِ اسلام (۸۱) مطیع الرسول ❁ شمع فروزانِ حریمِ قبول
زینتِ علم ست و بہارِ عمل ❁ از عملِ اوست وقارِ عمل
واں مہِ خوش رو ونکو خوے من ❁ یارِ من و قوتِ بازوے من
بندۂ قیوم (۸۲) وجوانِ سعید ❁ حامیِ دین و بروحق شہید
عالمِ دیں سید عبد الصمد (۸۳) ❁ حفظ و حج و علم و عمل را سند
واں کہ مسٹے بہ سراج حق ست (۸۴) ❁ بزمِ ہدیٰ را چو سراج حق ست
آں وصی احمد (۸۵) اسد اوحد ست ❁ حامیِ دیں زیغ وفتن را سد ست
داد (۸۶) خدا حسن سلامت بما ❁ نیز عنایت ز ہدایت بما
بندہ (۸۷) غفار و ظہور حسین ❁ حسن جرہوہ ز محمد حسین
شاہ (۸۸) اویسی روش احمد علی ❁ عبد سلام آں برکاتی ولی
نوگل (۸۹) پھلواری و محسن بما ❁ بندۂ واحد چو کریم رضا
شاہ (۹۰) سماعیل وعزیز وامیر ❁ سید اعظم شہہ وسید بشیر
حق (۹۱) بہ شہود ست نصیر وحید ❁ فاضل امیراللہ و فضل المجید
خان (۹۲) خلیل آں سوے رحمٰن مضاف ❁ مومن ساجد رمضان عبد کاف
آنکہ (۹۳) لطیف ست وعزیز ومجید ❁ جملہ بشارت زعبیدش رسید
بخش (۹۴) بہ حافظ چونبی وصلہ گیر ❁ دین بہ امام و بہ مسیح و بشیر
بہر حسین (۹۴) آں کہ غلام نکوست ❁ عبد مظفر شدہ ز اعجازِ اوست

حامد (۹۵) ما عالم علم ہدیٰ ❁ نو گل گلزارِ جنابِ رضا

حسن بہارش ز خزاں دور باد ❁ چوں اب وجد ناصر و منصور باد

نیز عبید اللہ (۹۶) و عبد الرحیم ❁ آں علی ارشد و جمعے عظیم

ایں ہمہ پنجاہ و سہ پنجہ ۵۰ دگر ❁ تافتہ سر پنجۂ آں شور و شر

از اثر کوشش عبدالوحید ❁ خلد ہم گشت بہ پٹنہ پدید

یا رب ازیں گلشن مینو نہاد ❁ دست دے وجورِ خزاں دور باد

مدح علو ہم ایں وحید ❁ ہست ز یارائے زبانم بعید

اکرمک اللہ وحید زمن ❁ ندوہ شکن ہستی و ندوی فگن

اے حسن احسنت حسن کن ختام ❁ بر شہِ دیں باد درود و سلام

---

(۱) درس قدیم کتاب اللہ کہ ازلی وغیر مخلوق ست و درس حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم با سائر علوم دینیہ۔ ۱۲ منہ

(۲) یعنی افلاک تسعہ و زمین و موالید ثلثہ کہ عبارت از حیوانات و نباتات و جمادات ست۔ ۱۲ منہ

(۳) یعنی ربط معلولات کہ حوادث ست بعِلل قدیمہ کہ صفاتِ قدرت و تکوین ست بواسطۂ تعلقات ارادۂ الٰہیہ بخلق مخلوقات یا وصل عباد باصل مراد کہ معرفت و وصول الی اللہ است۔ ۱۲ منہ

(۴) قال تعالیٰ: خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ۔ ۱۲ منہ

(۵) پس از چند روز بمطالعہ تحفۃ الاحرار حضرت مولانا جامی قدس سرہ السامی متشرف می شدم کہ در نعت مبارک ایں شعر بنظر آمد۔ رشحہ ز جام کرمش سلسبیل ☆ مرغ ہوائے حرمش جبرئیل
شکر خداوندی بجائے آوردم کہ پرتوے از مہر جہاں تاب حضرت مولانا قدس سرہ بر من ذرۂ بے مقدار یافت کہ از اج بام کرم رشحہ یافت خواستم کہ ایں شعر آورم باز دلم گفت بحمد اللہ مبارک ست و ہمہ از فیض آنحضرت پس برقرار داشتن اولیٰ۔ ۱۲ منہ

(۶) زیرا کہ عالم ہمہ مظہر ذات و صفات اوست۔ ۱۲ منہ

(۷) کان اللہ و لم یکن معہ شیئی۔ ۱۲ منہ

(۸) کل شیيء ھالک الا وجھہ۔ ۱۲ منہ

(۹) کرّامیہ بالفتح و تشدید را، گروہے از بدمذہباں کہ صفاتِ الٰہیہ معاذ اللہ حادث و نو پیدا دانند۔ ۱۲ منہ

(۱۰) بدو بالفتح و دال مہملہ ساکن پیش آمدن رائے رائے درائے رائے پیشیں۔ رافضیاں گویند حق جل و علا حکم فرماید باز ازاں پشیمان شدہ حکمے دگر آرا دین خود کفر جلی بود۔ متاخرین ایشاں از لفظ پشیمانی پشیمان شدہ گویند حکمے کند دباز مصلحت درامر دیگر معلوم شود تبدیلش دہد انچہ کفر نیست کہ جہل باری عزوجل لازم مے آید ایں را مسئلہ بدو گویند۔ ۱۲ منہ

(۱۱) صفات الٰہیہ راجز بذات او سبحانہ ہیچ غیر او نیاز نیست وذات کریم خود از صفات خویش ہم غنی و بے نیاز ست زیرا کہ حاجت بغیرے منافی وجوب الوہیت ست۔ ۱۲ منہ

(۱۲) اضافت نسبت میان دو چیز تا آں ہر دو موجود نبود امر اضافی متحقق نشود صفات الٰہیہ از جملہ اضافات مستغنی ست کہ در وجود خود بغیر ذات اصلا احتیاج نیست۔ ۱۲ منہ

(۱۳) یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ۱۲ منہ

(۱۴) ضمیر سرش بسوئے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا بحضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تا بمعنی مادام و پیداست کہ بسر پاکش تاج کرامت تا ابدالآباد نہادہ اند، پس افادۂ معنی دوام وابدیت کرد۔ ۱۲ منہ

(۱۵) پیشوائے ایشاں در تقویۃ الایمان گفتہ است کہ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ الخ یعنی بالفعل نے دانداما اختیار رواردکہ ہرگاہ خواہد دریابد۔ ۱۲ منہ

(۱۶) در تقویۃ الایمان گوید جو کہ اللہ کی شان ہے اُس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اُس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملاوے گو کیسا ہی بڑا اور مقرب ہو مثلاً کوئی شخص کہے فلاں درخت میں کتنے پتے ہیں تو اُس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے! کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر!۔ الخ ہمیں پید گفتہ است کہ شمار برگ ہیچ درختے دانستن خاص شان الٰہی ست ہیچ مخلوق را دراں دخلے نیست پس ہر کہ برگ شجرے شمرد لاجرم گوئے خدائی برد۔ ۱۲ منہ

(۱۷) مصرع اوّل بمطالعہ تقویۃ الایمان و دوم بمطالعہ صراط مستقیم کہ ہر دو تالیف آں نجدی ست واضح و منجلی ست۔ ۱۲ منہ

(۱۸) امام طائفہ وہابیہ در رسالۂ یک روزی گوید لانسلم کہ کذب محال باشد عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر ملئکہ وانبیا خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی از ید از قدرت ربانی باشد اھ۔ ۱۲ منہ

(۱۹) سماعیل مخفف اسماعیل و موالید اولاد یعنی اتباع۔ ۱۲

(۲۰) ایمان اہل سنت آن ست کہ بر حضرت حق عزوجل ہیچ چیز واجب نیست یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ۔ می کند آنچہ خواہد و حکم میدہد آنچہ ارادہ فرماید۔ رافضیاں از پیش خود بروعدل ولطف راصلح را واجب کردہ از یعنی مہر در حق بندہ نکوتر ست بروتعالیٰ واجب ست کہ ہمان کند پس خدائی خود را زیر حکم خود شان گرفتند۔ ۱۲ منہ

(۲۱) رافضیان گویند افعال مارا خدائے خالق نیست ماخود خلق کردہ ایم و می کنیم۔ ۱۲ منہ

۲۲) پیش برافضیاں بدی و معصیت را کہ از بندہ ظہور یابد ہمیں ارادۂ وقدرت بندہ بود ارادہ الٰہیہ را در و دخل نیست بخدا از بندہ ہمیں ارادۂ حسنات میکند بندہ بہ ارادۂ خود بر خلاف مراد خدا میرود۔۱۲منہ

۲۳) اعتراض دوم یعنی چوں فعل اصلح بر خدا واجب بود و اصلح ہمیں خلافت بے فصل امیر المؤمنین علی بود کرم اللہ وجہہ لاجرم خدائے فرض خود ادا کرد و علی را پس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلیفہ نمود ہمیں خواست و برائے امضاں ہمیں خواستہ مولیٰ علی برخاست فاما فاروق اعظم مراد خدا و مراد علی ہر دو را برہم زد و صدیق اکبر را خلافت داد۔۱۲منہ

۲۴) زیرا کہ براہ تقیہ عمرش در اتباع و فرمان برداری بسر برد اگر دست یافتے سرتافتے۔۱۲منہ

۲۵) امر حکم ومُر بالضم تلخ یعنی حکم ناحق کہ کسے خلافش نتواند۔۱۲منہ

۲۶) اعتراض سوم: قال اللہ تعالیٰ: اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۔ ہر آئینہ ما فرود آوردہ ایم قرآن و ہر آئینہ ما ایم مر او را نگاہبان کہ زنہار تحریف و تبدیل و نقص و زیادت را، ہمچو کتب سابقہ۔۔ ماو کتاب کریم راہ نباشد فاما رافضیان گویند امیر المؤمنین عثمن قرآن را تحریف کرد جا بجا آنجا تبدیل نمود بلکہ سورتہا بالکلیہ کاست۔۱۲منہ

۲۷) یعنی آیہ کریمہ وانا لہ لحفظون۔ را اگر کلام خدا ندانی کافری و اگر گوئی کلام خداست و خدا وعدہ حفظ قرآن کرد اما بجا نیاورد نیز کفرست قال اللہ تعالیٰ: اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ ۔ ہر آئینہ خدا وعدہ خود را اخلاف نکند و اگر گوئی کہ وعدہ ہم کرد و وفا ہم خواست فامادست نیافت او حفظ خواست و عثمن بکاست ناگاہ بعجز خدا قائل شوی و بہ انکار آیہ ان اللہ علی کل شیء قدیر کافر باشی۔۱۲منہ

۲۸) مکفر بضم میم و سکون کاف و کسر فا حکم کنندہ بکفر کسے۔۱۲

۲۹) مشئی بروزن مبیع بمعنی خواستہ۔۱۲

۳۰) انجد بالفتح جحود بالضم بدانستگی منکر آمدن۔۱۲

۳۱) آورد گوسالہ بریاں یعنی برائے میہمانی ملئکہ کہ بصورت بشر نزد خلیل آمدہ بودند علیہم الصلاۃ السلام۔۱۲منہ

۳۱) خلاف کردن عادتہا چنانکہ در معجزات و کرامات بہ ظہور آید۔۱۲منہ

۳۲) جادو ئی یای مصدری بمعنی ساحری زیرا کہ جادو بغاری ساحر را گویند۔۱۲منہ

۳۴) آں عصا فرو مے برد دروغ بستہ ہائے ساحران را یعنی عصاہا در سنہا کہ جادواں افگندہ بودند بجادوی در نگاہ مردم مار مینمودند عصائے موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اژدہا شدہ آں ہمہ را خوردہ فرو برد۔ میگوید کہ کافر اگر حرکت عصا را از سیماب گرفت این خوردن و فرو بردن کجا رفت لاجرم قطعا تکذیب قرآن عظیم و استہزا بہ آیات اللہ میکند۔۱۲منہ

۳۵) ایں لفظ بہم میان دونوں ساکن و سکون راست و فتح ایں یا حذف نون اول جہید و جملہ مضامیں کہ دریں

اشعار مذکورست در روداد دوم ندوہ رسالہ اتفاق وغیرہ بالتصریح مسطورست۔ ۱۲منہ

(۳۶) رند آزاد و لوند مراد در رسالہ اتفاق ندوہ کہ در ثبوت ایں مطلب بدفعہ ۲۱۱ تحریرات ہند حوالت کردہ۔ ۱۲منہ

(۳۷) اضافت مقلوب اے خدائے ندوہ۔ ۱۲منہ

(۳۸) دود بالضم جمع دودہ بالضم بمعنی کرم بالکسر۔ ۱۲منہ

(۳۹) خواہشہائے خود را خدائے خود گرفتہ قال اللہ تعالیٰ: اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَهٗ ھَوَاهُ۔ ۱۲منہ

(۴۰) زیرا کہ بجز او خدائے نیست۔ ۱۲منہ

(۴۱) قال اللہ تعالیٰ: مَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَ اَنْتَ فِیْھِمْ۔ ۱۲منہ

(۴۲) بفتحتین حریر منقش در غایت لطافت و نزاکت مراد ظہور اولین کہ ظہور نور محمدی ست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۱۲منہ

(۴۳) ہے بالفتح کلمہ زجر مرادف کلّا در عربی۔ ۱۲منہ

(۴۵) اول مرتبہ وجود ست وجود حقیقۃ خاصہ خداست و ہست شدن مرتبہ حدوث وایجاد ست و دریں مرتبہ ہمیں حقیقت محمدیہ است علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ کہ سرساری در ہمہ ذرات عالم است۔ ۱۲منہ

(۴۶) از برائے سببیت ست وگم شدن ہم چو گم شدن صبح در نور شمس ست برائے کوتاہ بیناں ہمیں قدر مثال بس ست۔ ۱۲منہ

۴۷۔ جمع کافر کہ بکاف تصغیر برائے تحقیر

۴۸۔ گول بضم کاف و واؤ مجہول احمق بے خرد کول بضم کاف عربی و واؤ مجہول بمعنی پشتہ وریگ تودہ کہ در عرب بسیار ست غول بضم واؤ معروف قسمے از شیاطین کہ در شعا کوہہا باشند و باشکال مختلفہ خود را وانمایند غول بالضم بواؤ مجہول انبوہ سپاہ و لشکر ۱۲منہ

۴۹۔ یعنی سورہ براءت شریف از برات ونصیبہ اش سخن راند کہ وَ جَعَلَ کَلِمَةَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی وَ کَلِمَةُ اللّٰهِ ھِیَ الْعُلْیَا ۱۲منہ

۵۰۔ یعنی کریمہ اِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الایۃ کہ در وے ذکر مکر اہل ندوہ باسید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در وجوہ ایذا رسانی مشورہ نمودن و آخر باشارات آن پیر کہن رائے ہمہ بر قتل افتادن و حفظ الٰہی بکار حبیب خود کفیل شدن سخن اہل ندوہ راپست افگندن مذکورست ۱۲منہ

۵۱۔ نہود بالضم نو خاستگی پستان اہل ندوہ در قصیدہ مدح ندوہ گفتہ اند ع فصار جمیلة ولها نهود ۔ یعنی زنے صاحب جمال شد و پستانہائے او را نو خاستگی ست ۱۲منہ

۵۲۔ قال اللہ تعالیٰ: اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ.

۵۳۔ ایں بیچ شعر از مطلع الانوار حضرت امیر خسرو قدس سرہ العزیز ست ۱۲منہ

٥۔ درمضامین اربعہ ندوہ تقریر شیخ جی سلیمان گھگٹی پھلواری باید دید ۱۲ منہ

٥۔ در کتب ندوہ سکوت مقرر شدہ است ۱۲

٥۔ التاء للمبالغۃ وقد کثر مثلہا فی العجم ۱۲ منہ

٥۔ حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی فرماید. تا توانی دور شو از یار بد   یار بد بدتر بود از مار بد   مار بد تنہا ہمیں بر جان زند   یار بد بر جان و بر ایمان زند

٥۔ بید بیائے مجہول ہوش ۱۲ منہ۔

٦۔ باد و بید بیفائدہ و ناسود مند۔ ۱۲ منہ

۔ زار مریض۔ ۱۲ منہ

۔ سوئے بدی۔ ۱۲

۔ برفاب آب برف مقصود معنی حقیقی ست بر سبیل استعارہ وطرفے ایما بمعنی اصطلاحی ہم دارد برفاب دان و مایوس و ناامید نمودن ۱۲

٦۔ برد بفتحتین ژالہ ۱۲

۔ شرح این دوراہ در مصرع دوم ست ۱۲ منہ

۔ صبر بفتح اول وکسر دوم وسکون دوم نیز دارو ے تلخ معروف ۱۲ منہ

۔ والہی سرگشتگی ۱۲ منہ

۔ قال اللہ تعالیٰ: یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ وَمَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ وقال تعالیٰ: فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ وقال تعالیٰ: وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰھِلِیْنَ

۔ در حدیث ست کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در مجمع عام بمسجد اقدس بر سر منبر منافقین را یگان یگان نام بردہ از مسجد بدر فرمود اے فلان برخیز بردن شو کہ تو منافقی اے فلان برخیز بردن شو کہ تو منافقی ۱۲

۔ اخوہ بکسرہ سکون خا برادران ۱۲

۔ صبیغ بالضم نام مرد یمنی کہ در سرش چیزے از بدعات گردیدن گرفت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ را خبر رسید ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ را فرمان فرستاد کہ صبیغ را بحضور خلافت گسیل کند چون حاضر آمد طلبید وشاخہائے خرما از پیش مہیا فرمودہ بود پرسیدش کیستی گفت منم بندہ صبیغ فرمود منم بندۂ خدا عمر وشاخہائے خرما برسرش زدن گرفت باز بمحبس فرستاد روز دوم و سوم بحضور خواند و ہم چنان کرد تا آنکہ صبیغ گفت واللہ یا امیر المؤمنین از سرم بدر رفت انچہ می یافتم آنگاہ اورا بہ یمن باز فرستادہ و ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ را نوشت کہ مسلمانان را باز دارد کہ تردا و نہ نشینند تا آنکہ صلاحش ظاہر شود ائمہ ہدی در زمانہ غلبہ اسلام و

سطوت حق از بد مذہبی ہم چناں پر ہیز فرمودہ اند چہ جائے این زمن محن وشیوع فتن ولکن من لم یجعل اللہ نورا فالہ من نور ۱۲ منہ

۷۱۔ جمع عالمک تصغیر عالم ۱۲

۷۲۔ بالقلب اضافت یعنی بزرگان ندوہ را کہ خارجیان عالم وعابد بودند بخاک برابر فرامود ۱۲ منہ

۷۳۔ الف ندا یعنی اے روندہ مجلس ندوہ وتیر بمعنی تیرہ وتاریک ۱۲ منہ

۷۴۔ ہوے بالفتح والف مقصورہ خواہش نفس وبدمذہبی ۱۲

۷۵۔ اعلی حضرت عظیم البرکۃ مولانا مولوی حافظ حاج شاہ محمد عبدالقادر صاحب قبلہ بدایونی امام اہلسنت دام ظلہم العالی مظہر حق [۱۲۵۳] نام تاریخی آن حضرت ۱۲

۷۶۔ یمین الحق حضرت ارفع واجل مولانا مولوی شاہ محمد عبدالمجید قدس سرہ الحمید ۱۲ منہ

۷۷۔ معین الحق والا حضرت عظیم الدرجۃ خاتمۃ المحققین غیظ المبتدعین سیف اللہ المسلول حضرت مولانا شاہ محمد فضل الرسول قدس سرہ ۱۲ منہ

۷۸۔ چنانچہ بحمد اللہ تعالی بمطالعہ فتاوی الحرمین لرجف ندوۃ المین آشکار ست ۱۲ منہ

۷۹۔ کلمہ کہ در آخرش ہائے مختفیہ باشد فک اضافت در امثال آن شائع وذائع ست قال المولوی قدس سرہ القوی
چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکان برد ۱۲ منہ

۸۰۔ عوعو بفتح ہر دو عین بانگ سگ قال المولوی قدس سرہ القوی
مہ فشاند نور وسگ عوعو کند ہر کسے بر خلقت خودمی تند ۱۲ منہ

۸۱۔ مولانا مولوی محمد عبدالمقتدر صاحب خلف ارشد اعلی حضرت تاج الفحول قبلہ مد ظلہم العالی ۱۲

۸۲۔ مولانا مولوی محمد عبدالقیوم بدایونی شہید مرحوم

۸۳۔ سہوانی صدر مجلس علمائے اہل سنت دام فیضہ ۱۲

۸۴۔ مولانا مولوی حکیم محمد سراج الحق مقیم علی گڑھ ۱۲ منہ

۸۵۔ فاضل ومحدث سورتی۔ ۱۲ منہ

۸۶۔ اشارہ بہ سہ اسم مولانا مولوی ابو الذکاء سراج الدین شاہ سلامت اللہ صاحب رامپوری ومولانا مولوی حافظ عنایت اللہ خان صاحب رامپوری ومولانا مولوی ہدایت اللہ خان صاحب جونپوری ۱۲

۸۷۔ سہ نام مولانا مولوی عبدالغفار خان صاحب رامپوری ومولانا مولوی ظہور الحسین صاحب رامپوری ومولانا مولوی سید شاہ محمد حسین صاحب مہتمم مدرسہ ۱۲

۸۸۔ دو اسم۔ مولانا مولوی شاہ احمد علی صاحب نقشبندی اویسی ومولانا مولوی حافظ محمد عبدالسلام صاحب قادری برکاتی جبلپوری

٨۔چار نام۔مولانا شاہ محی الدین صاحب خلف الرشید حضرت والا مولانا مولوی شاہ بدرالدین الدین صاحب سجادہ پھلواری شریف ومولانا حاج سید فہد محسن صاحب صاحبزادہ حضرت شاہ ابوالعلاء محمد اکبر صاحب داناپوری ومولانا مولوی محمد عبدالواحد خان صاحب رامپوری بہاری ومولانا مولوی سید کریم رضا صاحب مقیم صاحب گنج ۱۲ منہ

٩۔پنج نام۔حضرت مولانا مولوی ۔۔۔ اسمٰعیل حسن میاں صاحب مارہروی ومولانا سید شاہ عزیز الدین صاحب قمری ابوالعلائی زیب سجادہ متین گھاٹ ومولوی سید شاہ محمد امیر صاحب سجادہ تکیہ ومولوی سید اعظم شاہ صاحب شاہجہانپوری ومولوی سید محمد بشیر صاحب الہ آبادی ۱۲ منہ

۔پنج نام۔مولانا سید شاہ شہود الحق صاحب ومولانا سید شاہ نصیر الحق ومولانا سید شاہ وحید الحق صاحب بہاری و مولانا مولوی حافظ حاج حکیم محمد امیر اللہ صاحب مدرس اول مدرسہ عربیہ مارہرہ شریف ومولانا مولوی محمد فضل المجید صاحب بدایونی ۱۲ منہ

۔چار نام۔مولانا مولوی حکیم محمد خلیل الرحمٰن خان صاحب پیلی بھیتی ومولانا حکیم مومن سجاد صاحب کانپوری و مولانا مولوی رمضان صاحب مدرس جامع اکبر آباد ومولانا مولوی عبدالکافی صاحب الہ آبادی ۱۲ منہ

۔چار نام۔مولوی محمد عبداللطیف صاحب برادر مولانا محدث سورتی ومولوی محمد عبدالعزیز صاحب مظفر پوری و مولانا مولوی حافظ عبدالمجید صاحب متوطن آنولہ ومولوی محمد بشارت کریم صاحب ساکن صاحب گنج ۱۲ منہ

۔پنج نام مولانا حافظ بخش صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ بدایون ومولوی نبی بخش صاحب بہاری ومولوی امام الدین صاحب مدرس اناولہ ومولوی مسیح الدین صاحب الہ آبادی ومولوی بشیر الدین صاحب جبلپوری ۱۲

۔سہ نام۔سید شاہ غلام حسین صاحب بہاری وسید شاہ غلام مظفر صاحب بلخی ومولانا مولوی اعجاز حسین صاحب رامپوری ۱۲

۔محمد معروف بمولوی حامد رضا خان صاحبزادہ حضرت عالم اہل سنت ۱۲ منہ

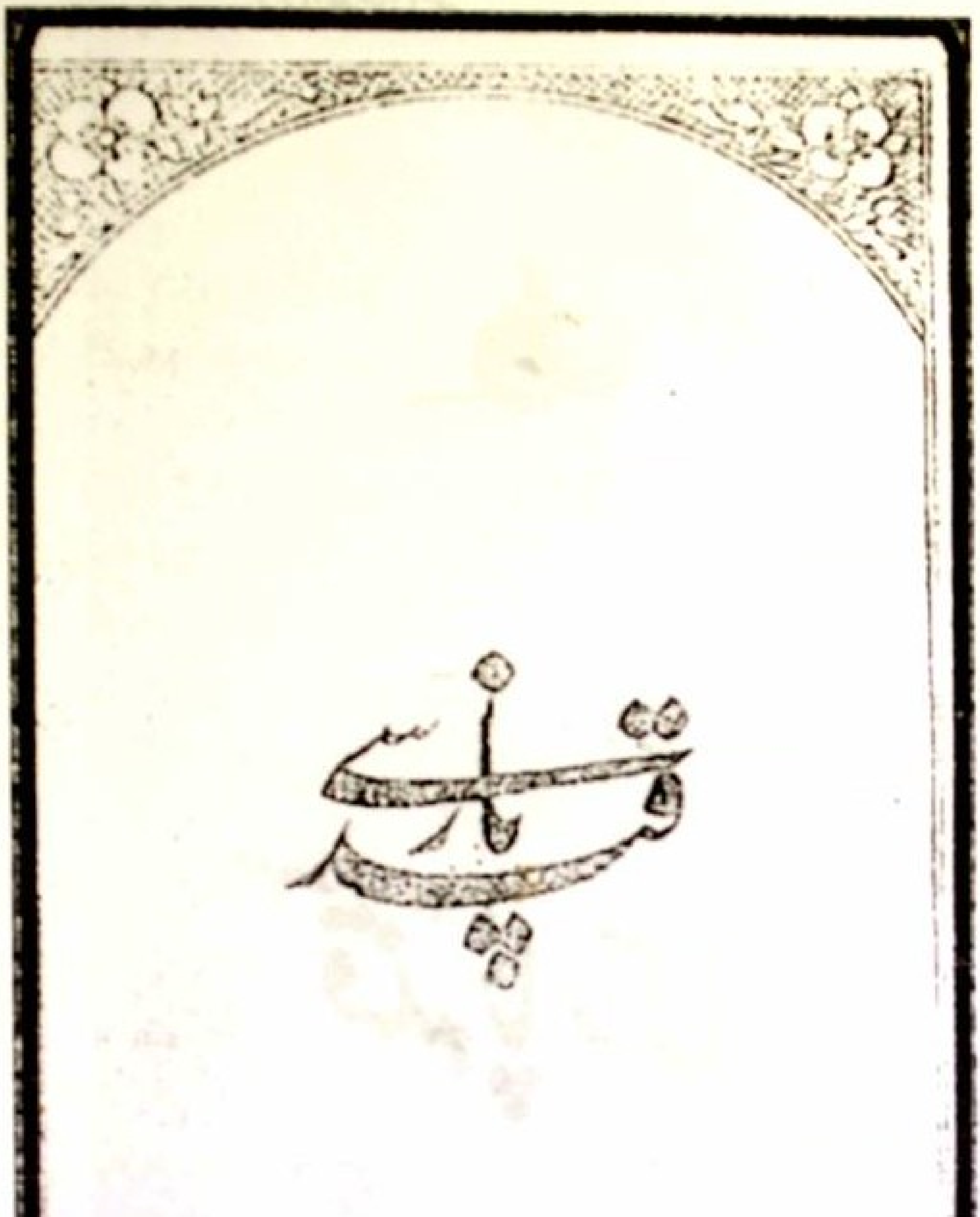
۔سہ نام۔مولوی محمد عبید اللہ صاحب الہ آبادی ومولوی عبدالرحیم صاحب ہروی ومولوی محمد علی ارشد صاحب رامپوری

بفیضِ حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سلسلۂ اشاعت نمبر 731

قندِ پارسی

مولانا محمد حسن رضا خان قادری برکاتی ابوالحسینی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ


قند پارسی

[مطبع اہل سنت و جماعت بریلی، سے شائع شدہ نسخے کا سرورق]

اگر در سوز میخواہی دل پرہیزگاراں را
بنوشاں ساقیا ساغر پیا پے مے گساراں را

برائے یک نگاہِ نازنینے فتنہ سامانے
خدارا اے صنم مشکن دل اُمیدواراں را

زمی صد بار توبہ کردہ ام لیکن پشیمانم
چہ سازم زاہدا فصل گل و ابر بہاراں را

تجلّی تو کز آئینہ ہم پرہیزہا دارد
نوید یاس می گوید نگاہ بے قراراں را

بیا از خانہ بیروں وز نگاہے فتنہ آگینے
ببیں اے بت تماشائے ہجوم بے قراراں را

نثارِ ایں ادائے پائمالی صد چو من لیکن
ز کوئے خود جدا مپسند خاک خاکساراں را

تجلّیِ رُخت اے برق وش بنما مگر اول
بدہ تابِ نظارہ چشم ہائے بے قراراں را

خطا کردیم در ہجر تو اے بت چوں نہ جاں دادیم
مکن دیگر خجل بہر خدا ما شرمساراں را

سرت گر دم رقیب رُو سیہ را امتحانے کن
چہ بنمائی صفائے تیغ ابرو جان نثاراں را

حسنؔ از ناز برداری دلِ بے اختیارِ من
ترقی بر ترقی داد جورِ عشوہ کاراں را

سوئے افسردگانِ خود بسیر آ ❁ تو فرو دیں بکن ایام دی را
بجائے آب ساقی بادہ دادی ❁ جَزَاکَ اللّٰہُ فِی الدَّارَیْنِ خَیْرًا

-: دیگر :-

سراز تنم جدا کن واز خود جدا مکن ❁ خونم بریز ولیک مریز آبروئے ما

-: دیگر :-

جسمِ پاکِ تو کہ از عالمِ جاں آمدہ است ❁ جانِ عالم بفدایش کہ چناں آمدہ است

-: دیگر :-

ہر کہ را درماں نمودی دردش از پایاں گزشت
ہر کہ را دردِ تو شد ہمدرد از درماں گزشت

درد منداں را دوائے کن کہ بے درمانِ تو
اے دوائے درد منداں دردم از درماں گزشت

-: دیگر :-

چوں جدا گشت دست یار از دست ❁ دست از کار رفت و کار از دست

-: دیگر :-

فلکا باش کہ ہنگامِ دعا می آید ❁ بہر پاداشِ جفا آہ رسا می آید
پائے کوباں مگذر گوشِ دل اندک واکن ❁ بشنو از گورِ غریباں چہ صدا می آید
جگر و دل زمنِ خستہ بود ست اکنوں ❁ بازِ تیرِ نظرِ شوخ چرا می آید

می دہد مژدۂ صد یاس بخونِ جگرم ❁ بہر پا بوسیِ آں گل چو حنا می آید
ایں نسیمِ سحر از مشک شمیمے دارد ❁ مگر از کوچۂ گیسوئے دوتا می آید
گل رُخاں ایں دلِ خوں گشتہ بپامال دہید ❁ تا بہ بینید چساں رنگ حنا می آید
بوئے گل باز بجوئید و بیادش میرید ❁ ہم صفیرانِ قفس مژدہ صبا می آید
قاتلا ہوش بکن مست مشو لطف بہیں ❁ کز گلِ زخم دلم بوئے وفا می آید
نازداریم حسنؔ بردلِ زحمت کش ازانکہ ❁ بہرش آں شوخ پے مشق جفا می آید

بیا ساقی کہ ابر تند خوش مستانہ می آید
برو زاہد کہ وقت شیشہ و پیانہ می آید

کدامی دل ربا بے پردہ از کاشانہ می آید
نظارہ دست و پا گم کردہ بے تابانہ می آید

بہار تازہ دارد عشق حسنِ شمعِ رُخسارش
صدائے خندۂ گل از پرِ پروانہ می آید

ندارم شکوہ از زلفش ز دل برخویش می پیچم
بلاہا برسرم از دست ایں دیوانہ می آید

شب غم از جفاہایش بگوائے قصہ خواں چیزے
کہ خوابِ مرگ در چشم ازیں افسانہ می آید

عجب شمعِ دل افروزی بہار صد چمن داری
کہ بلبل پیش رویت صورتِ پروانہ می آید

مپندار ایں مئے گلگوں درونش شد نہ غم پر خوں
مگر حالِ دلِ من بر لبِ پیمانہ می آید

متاعِ صبر خواہد برد اینک از دلِ عاشق
کہ گنجِ حسن بہر غارتِ ویرانہ می آید

ز پردہ جلوۂ بنمودی و محشر بپا کردی
صدائے نالہ و فریاد از ہر خانہ می آید

ستم گارے کہ دیشب از حیا سر بر نمی کردی
برائے کشتنم امروز بے باکانہ می آید

قیامت می رود ہر روز بیتو بر سرِ عاشق
مگر وقتِ وفائے وعدۂ فردا نمی آید

دلِ سوزاں بیاد کوئے تو خوش مے کشد آہے
ہوائے گلشنِ جنت ز آتش خانہ می آید

مگر آں شوخ در ہر جلوہ حسنِ شمع و گل دارد
کہ گلبانگِ عنادل از پرِ پروانہ می آید

قیامت سر بروں می آرد از ہر نقشِ پائے او
کدامی فتنہ با انداز معشوقانہ می آید

نفس در سینہ ام صد جا شکست از گریۂ وحشت
خوشا آہے کہ تا لب از دلِ دیوانہ می آید

مدار از قاصدِ خود اے حسن چشمِ وفا ہرگز
ز بزمش ہر کہ مے آید وفا بیگانہ می آید

زاہدا گلشنِ فردوس فراموش کنی ۔ ❁ گر نشینی بسر کوچہ اش ایاے چند

-: دیگر :-

ناکامیم فرود حسنؔ ناتوانیم ❁ آن طاقتم کجا کہ رسم بر مرادِ خویش

-: دیگر :-

بہار ھشت جنت ہمچو رنداں مست از بویش
برنگِ عندلیباں رنگِ گلہا والۂ رویش

نگہدارد خدا عشاق را از دامِ گیسویش
بلا میبارد از رنگش جنوں می خیزد از بویش

-: دیگر :-

مشق یک رنگی بجوشِ عشق پیدا کردہ ایم
صورتِ خود را بچشمانت تماشا کردہ ایم

ایں دلِ پُر آرزو و سینۂ پُر داغ بیں
انجمن ہا بہر تفریح تو برپا کردہ ایم

-: دیگر :-

بختم نہ چناں است کہ من پائے تو بوسم ❁ گر دست دہد خاک قدم ہائے تو بوسم

-: دیگر :-

شعلۂ بر طور بیدا بود و من می سوختم ❁ اخگرے در دست موسیٰ بود و من می سوختم

او بہ دشمن بادہ پیا بود و من می سوختم ❁ آتشے در جانِ اعدا بود و من می سوختم
یار شمعِ بزمِ اَعدا بود و من می سوختم ❁ ایں دو چشمِ من دو دریا بود و من می سوختم

-: دیگر :-

گریہ در چشم شکستن نتواند دلِ من ❁ کار این ست و دگر کار نداند دلِ من
گر تو اے روحِ رواں عزم سفری داری ❁ ایں چنیں از دلِ من رَو کہ نداند دلِ من
در رہِ خویش من بے سر و پا را دریاب ❁ تا کیم پائے ز سر کردہ دواند دلِ من

-: دیگر :-

نقاب از عارضِ رنگینِ خود اے جانِ گل وا کن
بدامِ غم طپیدنہائے بلبل را تماشا کن

بعشقِ قد بالائش علوِ جاہ پیدا کن
سرِ دار آ و پستیہائے عالم را تماشا کن

بیا اے خوش خرام زندہ اعجازِ مسیحا کن
سرِ خاکِ غریباں بگورد اِحیائے موتیٰ کن

-: دیگر :-

بگلشن می رود آں گل بہار صد چمن با او
برنگِ عندلیبان ست بویش جانِ من با او

زہر نقش قدم سر می زند گلدستۂ خوبی
کہ از رنگیں خرامی می خرامد صد چمن با او

-: دیگر :-

تا شد جمال روے تو مہمان آئنہ ❁ آبِ بہشت برد گلستان آئنہ
اے برقِ حسن در تو کہ بیند مجال کیست ❁ رحمے نما بدیدۂ حیران آئنہ
بر چشمِ شوقِ من گزرے کن ز راہِ لطف ❁ تا کے علاج دیدۂ حیران آئنہ
روئے نماؤ کارِ جہاں را خراب کن ❁ برہم چہ میزنی سر و سامان آئنہ
خاکِ درت کہ آیۂ تطہیر دل بود ❁ نازل شدہ ز کوئے تو در شان آئنہ
در بزم خویش پردگیاں راہ می دہند ❁ از عکس تست پاکیِ دامان آئنہ
یوسف توئی و ما ہمہ حیرانِ ہجرِ تو ❁ بفرست بوئے خویش بکنعان آئنہ
بر حیرتم ز خندۂ دندان نما بخند ❁ کانِ گہر بریز بدامان آئنہ
دکانِ اہلِ حسن ز آئینہ زیب یافت ❁ حُسنِ تو گشت زینت دکان آئنہ
قلبِ سیہ بکوئے تو زین رو بیفگنم ❁ جویم ز خاکِ پائے تو درمان آئنہ
ہر ذرہ از فروغِ خرامت ضیا گرفت ❁ شد رہگوار تو ہمہ دکان آئنہ
خاکِ درت کہ صیقلِ آئینۂ دل ست ❁ ہم جان آئنہ شد و ہم شان آئنہ
گاہے بہ نقش پات نگاہش فتادہ ست ❁ آئینہ شد ز دیدۂ حیران آئنہ
برگیر پردہ جلوہ نما در دلِ حسنؔ ❁ تنگ ست بر تو وسعتِ میدان آئنہ

در منقبت حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ

طوطیا زمزمہ کن رفت الم ہائے شبی ❁ صبح آئینہ دمیدست ز شرقِ حلبی
مژدہ اے مردہ زمیں رفت دمِ تشنہ لبی ❁ آمد ابرِ حلبی در پسِ برقِ عربی
غم مدار ایکہ مدار ست مدارِ ملت ❁ کہ مرادست مریدت اگر از وے طلبی

چہ رفیع است مزار و چہ بدیع است مدار ❁ ایں سپہرِ شرف آں نیّرِ عالی نسبی
پرتوِ خسرو دارین علیہ الصلوات ❁ پس رَو پیش رَو خلق باِبی و اُمی
اے نکن پور کمیں شاہ زماں ماہ زمیں ❁ سید جید دہر ابن علی آلِ نبی
ظاہر طاہر تو راہ متیں ماہ مبیں ❁ باطن فاخر تو سرّ خفی رمزِ خبی
مہری بارد از بامِ تو بر جوشِ ادب ❁ قہری جوشد از جامِ تو بر بے ادبی
چہ صفا جویمت اے سایۂ تو مہرِ منیر ❁ چہ ثنا گویمت اے مایۂ صد بوالعجبی
وصف وصّاف تو حسن فلق (۱) و دیدۂ کور ❁ درح و مدّاح تو معنیِ اَدق و ذہن غبی
من چہ گویم چہ کسم رو سیہے بُرگنہے ❁ از رہ امر جداؤ بچہ نہیِ نبی
خاری کارم و غافل ز خلشہائے درو ❁ خواری گردم و فارغ ز غم بدلقبی
ناکسم بلکہ خسم و ایں قدرم بس کہ بود ❁ بحر را باخسِ بے چارہ سرِ بے سببی
قطبی و قادریم قادریاں را جا ہست ❁ پیشِ ہر قطب بہ آں طجائے ہر شیخ و صبی
ثمرۂ مدح کرام ست حسن آنکہ بخلق ❁ نخلِ کلکِ تو سر گشت بشیریں رطبی

-: دیگر :-

جانِ جہاں فداتِ جہاں را تو جاں شدی
عمرت دراز باز کہ جانِ جہاں شدی

-: دیگر :-

بر درت آمدہ ام طوقِ معاصی بگلو ❁ سرِ دبستانِ کرامت شہ جیلاں مددے
ہمہ خوئے حسنی خلق حسینی داری ❁ چاک شد سینہ زغم بہر شہیداں مددے
نا خدا نیست خدارا کرے بر حالم ❁ کشتیم غرقِ الم بحر بطوفاں مددے

(۱) سپیدۂ صبح صادق ۱۲ منہ

رباعی

ہیچ ست جہاں غمش نخوردن بہتر ❁ بر پشت خم ایں بار نبردن بہتر
از زندگی و جلوسِ تختِ شاہی ❁ بر خاکِ درِ حبیب مردن بہتر

❁

❁

تقریظ کتاب مستطاب ہشت بہشت ثانی قصۂ خضر خان و دول رانی
مصنفہ: طوطیِ ہند حضرت مولانا امیر خسرو قدس سرہ

سپاسِ خالقِ کون و مکانے ❁ نہ آید راست از کج مج بیانے
براہِ کنہ اسرارش چہ پویم ❁ ز خود آگہ نیم از وے چہ گویم
دریں یم عقل را کشتی شکستند ❁ دریں منزل خرد را پائے بستند
کجا یارائے آں کایں خستہ و زار ❁ زند دستے بشاذروانِ اسرار
بہ بزم کنہ ذات کبریائی ❁ رسائی راست عذرِ نا رسائی
براہش رہرواں گم کردہ ہوشند ❁ بہ بستانش نوا سنجاں خموشند
چہ یارا دست و پا گم کردۂ را ❁ زند گامے دریں رہ بے محابا
بہ بحرش آشنا را وقت تنگ ست ❁ کہ اوّل گام در کامِ نہنگ ست
پس آں بہ کز رہِ عجز و نیازے ❁ رسم در درگہ بندہ نوازے
بر آں درگاہِ عالی در مناجات ❁ فقیرانہ نمایم عرضِ حاجات

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

الٰہی روشنائی دہ دلم را ❁ بآسانی بدل کن مشکلم را
الٰہی پائے بند حرص و آزم ❁ گرفتارِ ہوسہائے درازم
نمازم خالی از لطف نیاز ست ❁ نیازم مملو از صد حرص و آز ست
الٰہی چارۂ کن درد ما را ❁ دلے دہ جان غم پُر درد ما را
گرفتارم بدست نفس خود رائے ❁ خدایا بر گرفتاراں بہ بخشائے
شب دیجور دارم خانہ بے نور ❁ بہ مہرت صبح کن شبہائے دیجور
حسنؔ را از تو رحمت آرزو ہست ❁ کہ خود فرمانِ تو لَا تَقْنَطُوْا ہست
مسلماں را چو داد ایں مژدہ یزداں ❁ چرا مایوس بنشیند مسلماں
بری از عیب کفر و شرک ہستم ❁ بحمداللہ کہ من یزداں پرستم
خداوندا خودی از من جدا کن ❁ بہ بند خود ز آزادی رہا کن
زہے طالع زہے ایں بخت فیروز ❁ کہ دادندم چراغ عالم افروز
گزشت از چرخ ہفتم اوج جاہم ❁ کہ محبوب خدارا خاک راہم

زمزمہ پیرائی عندلیب خامہ در لغت گلعذاری کہ بہار باغ فردوس جلوۂ از عارض رنگین اُوست

محمد آبروئے دین و ایماں ❁ سرورِ قلبِ محزوں راحتِ جاں
فلک را فرق زیرِ پائے جاہش ❁ بہارِ ہشت جنت خاک راہش
سرگردن فرازاں خاک اویست ❁ دو عالم بستۂ فتراک اویست
جمال و عشق را دادند پیوند ❁ چو شد پیوند احمد نام کردند
لطافت را من حیراں چہ گویم ❁ ز جاں بہ جسم او از جاں چگویم
نوا سنجا کہ غم از دل ربایند ❁ بیادِ روے رنگیں تر نوایند
بہارِ ہشت جنت مست بویش ❁ ضیائے مہر و مہ قربان رویش
بجست وجوش سرواز خاک برخاست ❁ بعشقش گل گریباں چاک برخاست
چمنہا سبز و شاداب از گلِ او ❁ بہارِ باغِ رضواں بلبلِ او
نہ تنہا خسرو روے زمین ست ❁ مکاں تا لا مکاں زیرِ نگیں ست
ملاذِ بے کساں فرخندہ شاہے ❁ غریب و خستہ حالاں را پناہے
شہے کو کرد اندر فقر شاہی ❁ بفقرش دولتِ شاہی مباہی
جہاندارے سریرش مسند خاک ❁ رواں فرمانِ او بر عالم پاک
کہن دلقے بچندیں رقعہ دربر ❁ بدلقش حلۂ شاہی گداگر
دریں گفتار رمزے ہست پنہاں ❁ کہ ہست آں مہ پناہِ خستہ حالاں
غریباں بر درِ او ایستادہ ❁ سراں دہر در پایش فتادہ
زبس مارست زو اُمید اِحساں ❁ کہ حاجت مند او حاجت روایاں
بہر جا کافتدش یک قطرہ خوے ❁ ہزاراں کانِ گوہر جو شد از وے
چو آں جانِ جہاں باشد خراماں ❁ دمد از نقشِ پایش صد گلستاں
جز ایں یک جملہ نتوانم ثنائش ❁ خدا زوبیش داد از ماورائش
مگو کز خاک بر افلاک بنشست ❁ کز وہم خاک وہم افلاک شد ہست

بیانِ شب معراج و عروج صاحب تاج

شبے از اختراں گل پوش ماہے ❁ ہزاراں صبح در آغوش ماہے

نہ شب چشم جہاں را سرمۂ نور ❁ سویدائے دل ما گیسوئے حور

ز شب چوں مردمک منظور دیدہ ❁ دل از تاریکی غمہا خریدہ

بریں شب ہر کہ اندر گفتگو بست ❁ سواد الوجہ فی الدارین اویست

بشکل صبح روشن شد زمانہ ❁ پریدہ مرغ سدرہ ز آشیانہ

بباغ خلد رفت اندر چراگاہ ❁ براق آورد و آمد بر در شاہ

شہ بیدار بخت از خواب برخاست ❁ بشوق دید حق بیتاب برخاست

بہ پشت رخش بنشست و رواں شد ❁ بیک ساعت مکانش لامکاں شد

ہمی دادش عطیہ بر عطیہ ❁ ندائے اُدْنُ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃ

ندای آمد و او پیش می رفت ❁ بپائے خویشتن از خویش می رفت

خدارا دید و خوش خوش باز برگشت ❁ سراپا عزت و اعزاز برگشت

چناں آمد ز دولت خانۂ غیب ❁ دلش معمور تر از دامن و جیب

کریما سرورا بیکس نوازا ❁ غریبانِ امم را چارہ سازا

گزشتی بر گدا یانت زر افشاں ❁ زر از تابِ جمالت گوہر افشاں

حسن چوں سگ فتادہ بردرت پست ❁ سگے را ہم نواز آخر سگت ہست

بدامانِ فقیراں گوہرے ریز ❁ بکام تلخ کاماں شکرے ریز

مدحِ مثنوی شریف

دول رانی خضر خاں را چو دیدم
بہر بیتش ز دل آہے کشیدم

ہمہ اشعار او دِل ہائے رنجور
ز سوزِ جانگدازِ عشق معمور

بہر شعرش نہاں صد جان ناشاد
ز ہر بیتش بلند افغان و فریاد

کتاب ست ایں کہ معشوقیست طناز
سراپا آفتِ جاں عشوۂ و ناز

کم از نشتر نمی ماند ادایش
ہمیشہ در رگ جانہا ست جایش

دریں گلشن بہشیاری قدم زن
کہ می گیرد گلش چوں خار دامن

نگویم رنگِ رعنائی نظر کن
تماشائے تماشائی نظر کن

اگر دیدی ز راہِ دیدہ مردی
ز چشمِ خویش چشمِ زخم خوردی

ز عاشق نالۂ غم دام کردند
دریں گلزار سروش نام کردند

ز خونِ بسملش گل آفریدند
ز دودِ آہ سنبل آفریدند

بخاکِ عاشقاں نخلش نشاندند
ز آبِ چشمِ گریاں آب دادند

ربودند اشک از چشمِ گرفتار
بہر جانب رواں کردند انہار

ز آہِ دردمنداں شد ہوایش
ز خونِ کشتگاں رنگِ حنایش

فراہم شد چو شورِ نالۂ دل
ازاں کردند گل بانگِ عنادل

اگر اہلِ دلے زانوئے منگر
بہیں حالِ منِ بیتاب و مضطر

چوں از جاں سیر گشتی سیر او کن
وگرنہ رو براہِ خویش رو کن

بہیں اہلِ نظر را وقتِ دیدن
ز غمِ خوں گشتن و در خوں طپیدن

نہ چوں عالم شود از نور معمور
ز سوزِ خسروؔ ست ایں شمع پر نور

ہمیں دلہا نہ بے تاب و قرار ست
کہ جانہا گردِ او پروانہ وار ست

زہے خسروؔ کہ از رنگیں کلامی
گرفت از فصلِ گل خطِ غلامی

زہے خسروؔ زہے شیریں بیانی
کہ شد ہر سنگ دل فرہادِ ثانی

چو بہر نخل بندی خاست خسرو
بہ دنیا جنتے آراست خسرو

ز سوزِ دل کلامش کامیاب ست
برو ہر دل کہ مے افتد کباب ست

کتاب ست ایں کہ شمع خانۂ عشق
کزو ہر شمع رو پروانۂ عشق

بماند ایں داستاں تا دورِ دوراں
خضر را داد خسرو آبِ حیواں

ز خسرو نامِ شاں باقی ست ہر سو
دول رانی کجاؤ خضر خاں کو

مسلم گشت بر خوبانش شاہی
کہ شد محبوبِ محبوبِ الٰہی (ؒ)

زہے بخشش کہ کارش با نظام ست
زہے بخشش کہ کارش با نظام ست

خوشا طالع کہ پیر راز دانش
توسل کرد از سوزِ نہانش

الٰہی ز آتش و سوزِ جہنم
بحق سوزِ خسرو دہ امانم

الٰہی بہر سوزِ دل نوازے
بدہ جانِ مرا سوز و گدازے

گدازد جاں شب و روزم بعشقت
بعشقت سازم و سوزم بعشقت

بسوز عشق سوز ایں جان بے نور
بآں سوزم بساز از سوختن دور
بدہ سوزے کہ آتش بر فروزد
ہمہ ناپاکیم را پاک سوزد
چوراز عشق نور دل فزاید
ازیں دوزخ بہار خلد زاید
کجا بودی کجا رفتی دریں جوش
مگر رفتی حسنؔ از خویش خاموش

تاریخ وصال سیدنا مولانا حضرت شاہ آل رسول رضی اللہ عنہ

کرد عزمِ آخرت چوں شاہِ ما آلِ رسول
خلق در روزِ سیہ بنشست با بخت سیاہ
ہاتفِ غیبی بمن فرمود وقتِ فکرِ سال
"با خدا پیوست جان عالم ملکوت آہ"
۹ ۷ ۰ ۸ ۱

-: دیگر :-

آں آلِ رسول آں ماہِ مبیں
چوں رفت ز دنیا زیرِ زمیں
گفتیم حسنؔ تاریخ چنیں
"اللہ معک در خلد بریں"
۶ ۹ ھ ۲ ۱

قطعہ تاریخ وصال اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سیدی و ماوائی مرشدی و مولائی عالیجناب مولانا مولوی سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب رضی اللہ عنہ

مرشد ما شیخ اقطابِ زمانہ بوالحسین
نورِ آگیں نور اَفزا نورِ رب نوری لقب

کاشف استار پنہاں واقف اَسرارِ غیب
منزل انوار سبحاں مہبط افضالِ رب

آنکہ ہر دم لطف فیضش بر غلاماں بے غرض
آنکہ پیہم فیض لطفش بر گدایاں بے سبب

آنکہ مہرش کِشتِ دین منیاں را ابرِ جود
آنکہ قہرش زشتِ اہلِ زیغ را برقِ غضب

آنکہ کرد از نفحۂ مو عرصۂ جانہا تتار
آنکہ کرد از لمعہ رو کشورِ دلہا حلب

جودِ او حاجت روائے مستمنداں بے سوال
لطفِ او مشکل کشائے دردمنداں بے طلب

ملتِ بیضا منور کرد و جانِ تازہ داد
سطوتِ موسیٰ بدستش رحمت عیسیٰ بلب

نورِ چشم مصطفیٰ چشم و چراغ مرتضیٰ
شمع ایوانِ ہدیٰ مہرِ عجم ماہِ عرب

رفت زیں دارِ فنا وا حسرتا وا حسرتا
آں شہِ والا حسب عالی گہر بالا نسب

شد جہاں بے نور بے نور و چناں بے نور شد
شب چو بخت تیرہ بختاں روز روشن ہمچو حب

اے حسنؔ گفتیم صوری معنوی تاریخ نقل
بست و چار و سیزدہ صد دورۂ ماہِ رجب
۴ ۲ ۵ ۳ ۱

-: دیگر :-

چوں بگل گشت خلد رفت ز دہر
سیدی بوالحسین احمد نور

بن نقلش حسنؔ بگوش رسید
نَوَّرَ اللّٰہُ سِرَّہُ الْمَنْثُوْر
۴ ۲ ۵ ۳ ۱

تواریخ مساجد حسب فرمائش جناب حکیم احمد رضا خان صاحب

از کمالِ کوشش و سعیِ حکیم احمد رضا
خانۂ پاک خدا تعمیر شد در رام پور
فکرِ سالِ ابتدائے کار دامن گیر بود
''گفت رضواں اے حسنؔ فردوس ثانی بے قصور''

۱۳۱۹ھ

-: دیگر :-

بانی مسجد حکیم احمد رضا
مہبط اکرام و لطف سرمد ست

گر زمن تاریخ می پرسی حسنؔ
مطلع انوار فیضِ ایزد ست

۱۳۱۹ھ

-: دیگر :-

زمینِ بیت رب بر خویشتن بالیدہ می گوید
کہ اے احمد رضا از سعی پاکت شد سعید ایں جا
حسنؔ مژدہ رساں گفت از دلش تاریخ تعمیرش
دلا بے زاد منشیں از کشایش تا امید ایں جا

۹ ۱ ھ ۳ ۱

تاریخ نثر

جزاھم اللّٰہ في الـــدارین خیرا

۱۳ھ۱۹

قطعہ تاریخ وفات محبوب خان حسب فرمایش منشی اِحسان علی خان صاحب احسانؔ شاہجہانپوری

بست چو محبوب خان رخت سفر اے حسنؔ
بر رخ بابائے خود صد در زحمت کشاد

ہاتف غیبی ز من گفت دعائیہ سن
''تربت محبوب خان منزل محبوب باد''
۱ ۹ ۰ ۰ ۳

تاریخ انتقال پُر ملال محبی حکیم عبدالسلام صاحب مرحوم

آں نوجواں طبیب کرم پیشہ مہرباں
کز فیض عام خاص خواص و عوام شد

بر بست رخت خویش ازیں دہرِ بے ثبات
بگوشت زیں حضیض و معلی مقام شد

تاریخ فوت گفت حسن از سر بکا(۲)
عبدالسلام رہرو دارالسلام شد(۱۳۲۰)
۲ + ۱۳۲۰ ـــــــ ۱۳۲۲ھ

تاریخ واسوخت عزیزی سید برکت علی صاحب نامی سلمہ اللہ تعالی

نامی من خوش ادا واسوختے تصنیف کرد
کز بہارش تازہ شد سرسبزی ریحانِ عشق

سال طبعش از دلم چوں آہ سر برزد حسن
شمع بزم حسن و چاک سینۂ سوزانِ عشق
۶ ۲ ۵ ۳ ۱

تاریخ گلدستہ غنچۂ جاوید میر کاظم حسین صاحب لکھنوی
کہ از بمبئی اشاعت پذیرست

چمن حُسن غنچۂ جاوید
فرح بخش از گل و ریاحین ست

از سر انبساط سال دوم
''چمن بوستان رنگیں'' ست
۱ + ۱۹۰۷ ـــــــ ۱۹۰۸ء

تاریخ انتقال سید محفوظ علی صاحب برادر خورد
سید تہور علی صاحب تہورؔ تلمیذ مصنف

محفوظ علی چو رفت زین دار
از منظر خلد گشت محظوظ

گفتیم حسنؔ سن وفاتش
''با امن مقام اوج و محفوظ''
۱۳۲۵ھ

تاریخ طبع دیوان نعتیہ مصنفۂ جناب قاضی خلیل الدین صاحب حافظؔ

طبع حافظ کہ بحر شعر ست
دارد ہر گونہ جوشِ مضموں

ہم موجہ زور شاعرانہ
ہم گوہر مدحت ہمایوں

گفتم تاریخ آنچہ نعت ست
'مضمونِ نفیس و مدح موزوں'
۱۳۰۲ھ

تاریخ کتاب مسمی بہ (ترقی وتنزلی کے سبب)
مصنفہ نواب عبدالعزیز خان صاحب مرحوم

دہ چہ کتاب عزیز آبروئے طبع شد
کاشف استار خوش مظہر اسرار خوش

طوطی شکر شکن طرفہ نشیدے کشید
برد زدل صبر و تاب شوخیِ گفتار خوش

ملہم غیب اے حسنؔ کرد دو تاریخ بذل
'شمع شبستان طبع' ۔ 'نامۂ افکار خوش'
۱۳۰۴ھ ۱۳۰۴ھ

تاریخ انتقال سید فضل غوث صاحب ساقی بریلوی

چوں قضا کردند سید فضل غوث
در جہاں رسمِ خوش اخلاقی نماند
جان و دل از بادہ شد اے مے کشاں
آں قدح بشکست آں ساقی نماند
۵ تخرجہ ۱۳۰۷ھ

تاریخ انتقال حکیم محمود خان صاحب مرحوم مغفور دہلوی

زیں دہر بے ثبات چو محمود خاں حکیم
بربست رخت خویش سوئے دارِ آخرت
چوں فکر سال دامن طبع حسؔن گرفت
گفتا سروش۔ ''رحلت محمود عاقبت''
۹ ۰ ھ ۳ ۱

تاریخ طبع دیوان محمد احسان خان صاحب احساؔن شاہجہانپوری

چو مصر شدند احسان پے سال طبع دیواں
سخن شگرف گفتم۔ سخن شگرف گفتم
۰ ۱ ھ ۳ ۱

تاریخ طبع دیوان منشی محمد الیاس صاحب برقؔ ساکن شہر بمبئی

ز رنگینی برق رنگیں بیاں
بہار آمد و باغ دیگر شگفت
چو تاریخ جستم ز ہاتف حسنؔ
بیار است طور سخن برق گفت

۱۹۰۱ء

شجرہ نسبی سید حبیب اللہ صاحب دمشقی حسب ارشاد (سید صاحب)

محمد راحت دیں جانِ ایماں ❀ محمد قوتِ ایمان ایماں
علی و فاطمہ نور الٰہی ❀ مرایناں را سرو عالم پناہی
حسنؔ آں قرۂ چشمانِ زہرا ❀ شہید زہر و روحِ جانِ زہرا
حسن را باثنی شد چو پیوند ❀ حسن راگشت نور چشم و دلبند
ثنی را بہ طلعت چوں مہ آمد ❀ چو عبداللہ محض انور شہ آمد
چو عبداللہ یافت از بخت انوار ❀ ز موسیٰ الجون شد چشمش ضیا بار
ز موسیٰ گشت عبداللہ پیدا ❀ ز عبداللہ شد موسیٰ ہویدا
چو شد داؤد موسیٰ را دلآرام ❀ محمد خاطر داؤد را کام
چو یحییٰ زاہد آمد از محمد ❀ مجد شد مجد شد مجد
ابی عبداللہ آں آرامِ یحییٰ ❀ دل یحییٰ رواں کام یحییٰ
ابی صالح ز عبداللہ ذی جاہ ❀ کزو چوں مہر می یابد ضیا ماہ
خوشا بختِ ابی صالح ز تقدیر ❀ کہ طالع شد از و ماہے جہانگیر

حضور عبدِ قادر غوث اعظم ❁ پناہِ مستمنداں قطب عالم
جواں بختانِ عرفاں راست پیرے ❁ ز پا افتادگاں را دستگیرے
جناب غوث را ایں خوش اخلاق ❁ امام عہد سید عبد رزّاق
ز شیخ عبد رزاق مجد ❁ منور شد وجود سید احمد
ز احمد نصر دین و ز نصر خوش خو ❁ جمال سیف دیں دلچسپ و دل جو
بر آمد شمس دین از مشرق سیف ❁ ز عبداللہ حاصل شمس را کیف
ز عبداللہ نور دیں شد اظہار ❁ ز نور دیں شرف با دیں نمودار
شرف را نورِ دیدہ قاسم آمد ❁ سرورِ جانِ قاسم سید احمد
ز احمد گشت یحیٰ جلوہ فرما ❁ ز یحیٰ شد علی جانِ تمنا
بچشمانِ علی نور از محمد ❁ محمد را چو یوسف ابن ارشد
علی شد گرمی بازار یوسف ❁ عزیز خاطر و دلدار یوسف
علی را بوالوفا نورِ نگاہست ❁ کہ نور دین و عز عز و جاہ ست
بچشم نور دیں از مصطفیٰ نور ❁ ز عز دیں بجانِ مصطفیٰ سور
باوج از عز دین انوارِ محمود ❁ حبیب اللہ شد دلدار محمود
الٰہی حرمتِ آلِ پیمبر ❁ دل ما را ز عرفان کن منور
حسنؔ را بخش و حُسن خاتمت بخش ❁ سرورے خاطرش را از غمت بخش

(قند پارسی تمام شد)

تاریخ از نتائج طبع وقاد مولوی حسن رضا خاں حسن بریلوی غلام حضرت مصنف مدظلہم و برادر و شاگرد مولوی صاحب ممدوح سلمہما اللہ تعالیٰ

مژدہ مسلماں تازہ شد ایماں نوگل خنداں جلوہ نما
از چمن مارہرہ دمید و آمدہ موسم نے یاسے

حمرِ شریعت، بحرِ طریقت، بدرِ حقیقت ابرِ کرم
احمد نوری آں کہ بہ عالم دارد جلوہ نبراسے

زد بکرم در ساغر اوفی شہد مصفی جان صفی
راحی راحت روح مسلماں قاطع شک وسواسے

آب زلال صافی سبطی جرعہ خوں ناب قبطی
شیرۂ جان مؤمن صادق تلخی زہری برقاسے

کان حلاوت جان ملاحت شان فصاحت سرتاپا
زاجر قاہر ذاکر قاصر ذکر مذکر ہر تاسے

متن مجمل و شرح مجمل کاشف معضل بے مشکل
ہمچو شگفتن غنچہ وے از باد بہار عباسے

قوت سنت قوت ہدایت فوت ضلالت موت ضلال
طرفہ کتابے صدق مآبے کوہ صوابی بس راسے

از ہمہ اعلیٰ، اعلیٰ داوئی حسن تصانیف موئے
وز ہر باطل عاری و عاطل حلہ خوبی راکاسے

بندہ حسن یک زمزمہ زن ہیں شور فگن کائے اہل زمن
ھن لکم نھر من عسل فیہ شفاء للناس ☆

☆ (العسل المصفی فی عقائد ارباب سنۃ المصطفیٰ (۱۲۹۸ھ) تصنیف حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہ۔ ص ۲۳/۲۴۔ مطبع جماعت تجارت حنفیۃ اسلامیہ میرٹھ لمیٹڈ)

فیضِ حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ — سلسلۂ اشاعت نمبر 732

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

{دراصل اُستاذِ زمن کی یہ کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے؛ بلکہ مختلف کتابوں کے اَواخر میں ضمیمے کے بطور' علامہ کے یادگار قطعاتِ تواریخ، رقعات، رباعیات اور متفرق بکھرے ہوئے اشعار وغیرہ کو یکجا کر کے ایک حسین گلدستے کی شکل میں پیش کر دیا گیا ہے؛ تا کہ اہل ذوق کے لیے ایک ہی پنگھٹ سے تشنگی شوق کی سیرابی کا سامان میسر آسکے}

قطعات واَشعارِ حسن

رشحاتِ قلم

مولانا محمد حسن رضا خان قادری برکاتی ابوالحسینی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تضمین بر نعت

مرحبا سید مکی مدنی العربی ☆

اے کہ از بہر وجود ہمہ عالم سببی ❁ شافع روز جزا دافع رنج و تعبی
ہمہ خوانند بشوقت چہ ولی و چہ نبی ❁ مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

یعنی اے وہ ذات اقدس کہ جس کے وجودِ باجود سے سارے عالم کا وجود و نمود ہے۔ وہ بازار قیامت میں شفاعت فرمانے والے، اور رنج و تھکن کو دُور و کافور فرمانے والے ہیں۔ خواہ وہ کوئی نبی ہو یا ولی، ہر کوئی بصد شوق یوں نغمہ سرا ہے: 'اے عربی النسل مکی و مدنی آقا، آپ کو خوش آمدید ہے، میری جان و دل آپ پر وارے وارے جائیں، آپ کتنے حسین و عظیم القاب کے حامل ہیں!۔

گفتمت شمس و قمر کہ نہ پسند و جانم ❁ نسبت حور و ملک با تو محقر دانم
چہ بگویم چہ نویسم چہ بکست خوانم ❁ من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال ست بدیں بوالعجبی

یعنی اے سرکارِ ذی وقار! آپ کو شمس و قمر سے تعبیر کرنا میرے قلب و روح کو کبھی نہ بھایا۔ میں تو حور اور فرشتوں کو بھی آپ کی جناب کے آگے حقیر وارزاں تصور کرتا ہوں۔ (کچھ نہیں سمجھ میں آرہا ہے کہ) آپ کے حسن و جمال کو میں کس چیز سے تعبیر کروں، اور اس کی توصیف میں کیا لکھوں۔ (بتا نہیں سکتا کہ) آپ کے جمال و کمال کی بابت میں کیسا حیران و ششدر ہوں۔ خدا معلوم! یہ کیسا تعجب آفریں جمال ہے!۔

☆ فارسی کا یہ معروف و مشہور کلام غالباً خواجہ جان قدسی کا ہے۔ مولانا حسن رضا بریلوی کی تضمین نے اس میں جان ڈال دی ہے۔ اور پھر اس پر مفتی ظہور احمد جلالی کا ترجمہ قند مکرر کا مزا دے گیا۔ بشکریہ: مکرمی منیر شاہ صاحب

اے فلک اوج و ملک فوج و شہِ ہر دو سرا ❁ بشری را بتو ہم پلہ شمارم حاشا
عالم پاک کجا مرتبۂ خاک کجا ❁ نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را
بہتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

یعنی اے آسماں کی بلندیوں والے!، فرشتوں کی افواج رکھنے والے!!، اور دونوں جہاں میں ...ومت کرنے والے!!!، میں تو ان میں سے کسی کو آپ کے ہم پلہ شمار کرنے کو ہر گز تیار نہیں۔ کہاں وہ عالم ...، اور کہاں یہ مرتبہ خاک!۔ اولادِ آدم کی آپ کی ذات کے (علومرتبت کے) ساتھ نسبت ہی کیا ...ہے!!۔ آپ تو حضرت آدم علیہ السلام اور تمام عالم سے بہت اعلیٰ ہیں، اور آپ کا نسب کتنا بلند ہے!۔

عذر تقصیر چہ آدم کہ سراسر خجلم ❁ جرم نسیان و خطا ریختہ در آب و گلم
ما دم نادم ازیں رو کہ زمانے بدلم ❁ نسبت خود بسگت کردم و بس و فعلم
زانکہ نسبت فسگ کویتو شد بے ادبی

یعنی میں اپنی کوتاہی و درماندگی کا کیا عذر پیش کروں، میں تو سرتا پا شرمندہ ہوں، نسیان و خطا کا پتلا، ...آب و گل (کیچڑ) میں لتھڑا ہوا ہوں۔ میں شرمندہ ہوں اور اس بات پر شرمندہ ہوں کہ ایک وقت میں ...اپنی نسبت آپ کے کتے سے کردی اس پر بہت پریشان ہوں؛ کیونکہ آپ کی گلی کے کتے سے نسبت کرنا ...بے ادبی ہے (کہاں وہ اور کہاں میں!)۔

ہر قدر ہست رضا جوے تو خلاق غفور ❁ آدمی را چہ مجالست کہ سازد محصور
شمہ اینست از انجملہ کہ اے معدنِ نور ❁ ذاتِ پاکِ تو کہ در ملک عرب کرد ظہور
زاں سبب آمدہ قرآں بزبانِ عربی

یعنی پیدا کرنے اور بخشنے والا اللہ تعالیٰ یقیناً آپ کی رضا و خوشنودی چاہتا ہے۔ آدمی کی کیا مجال جو ...کے کمالات کا احاطہ کر سکے۔ اے سرچشمہ نور! ان کمالات میں سے ایک حصہ یہ ہے کہ آپ کی ذات ...نے ملک عرب میں جلوہ نمائی فرمائی تو قرآن پاک عربی زبان میں نازل ہو گیا۔

قابِ قوسین پئے قربِ تو ادنیٰ ست مقام ❁ بہرہ یاب از کرمِ تو چہ خواص و چہ عوام
اے کہ از رحمتِ تو جملہ رسیدند بکام ❁ نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام
زاں شدہ شہرۂ آفاق بشیریں رطبی

یعنی آپ کے مقامِ قرب کے سامنے تو قابَ قوسین بھی ادنیٰ مقام ہے۔ آپ کے کرمِ عمیم سے ہر خاص و عام متمتع و فیض یاب ہو رہا ہے۔ اے وہ ذات کہ جس کی رحمتِ کاملہ کے سبب ہر کوئی مراد آشنا اور مقصد رسا ہو گیا۔ باغِ مدینہ طیبہ کی کھجوریں آپ ہی کی بدولت سرسبز و شاداب ہیں۔ بس اسی باعث وہ اپنی مٹھاس اور تر و تازگی میں شہرۂ آفاق ہیں۔

من دلِ باختہ در ہجرِ تو ام باز نظر ❁ ہر طرف داشتہ چوں گوش برآواز نظر
رحم فرمائے بحالم بکن از ناز نظر ❁ چشمِ رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقب و ہاشمی و مطلبی

یعنی آپ کے ہجر و فراق میں بندہ دل کی بازی لگا چکا ہے، پھر نظر فرمائیں کانوں کی طرح ہر طرف آواز پر نظر جمائے بیٹھا ہے۔ میرے حال پر رحمت کرتے ہوئے اپنی نگاہِ ناز مجھ پر ڈال دیں۔ اور چشمِ رحمت سے نواز دیں۔ اے قریشی ہاشمی اور مطلبی لقب والے!۔

ساقیا بی تو نداریم کنوں تابِ حیات ❁ سوخت از آتشِ شوقت ہمہ اسبابِ حیات
جرعۂ وصل کہ باشیم ز اربابِ حیات ❁ باہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبِ حیات
لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

یعنی اے حوضِ کوثر کے ساقی! اب تو میں تابِ زندگی نہیں رکھتا، آپ کے شوق کی آگ سے میری زندگی کے تمام اسباب جل چکے ہیں۔ اپنے وصالِ باکمال کا ایک گھونٹ عطا فرما دیں تا کہ ہم بھی زندوں میں شامل ہو جائیں، ہم تو (جنم جنم کے) پیاسے ہیں اور آپ آبِ حیات ہیں۔ اب لطف و کرم فرما دیجیے کہ میری پیاس حد سے سوا ہو چکی ہے۔

می نگر دیدز ادریس و مسیحا ایں دشت ❁ جز دو سہ چار کسی نہ نہ نور دید و نہ ہشت

سرعت سیر تو ناریم کہ بیک دورہ وگشت ❁ شب معراج عروج توز افلاک گذشت

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

یعنی آپ کی سیر کی تیز رفتاری ہم کسی اندازے میں نہیں لا سکتے کہ آپ تو ایک دورے اور گشت میں معراج کی رات آسمانوں سے بھی بلند پرواز فرما گئے۔ جس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچے ہیں وہاں کسی نبی کی رسائی ممکن نہیں۔

جِدْ اَسِیْراً هُوَ بِالْهِجْرِ سَلِیْبُ الْقَلْب ❁ اَحْرَق الْمُهجَةَ وَالْجِسْمِ لَهِیْبُ الْقَلْب

نَضَبَ الْیَوْمَ لَهُ مَارُ قَلِیْبِ الْقَلْبِ ❁ سَیِّدِیْ اَنْتَ حَبِیْبِیْ وَ طَبِیْبُ الْقَلْبِ

آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

یعنی ایسے قیدی پر جود و کرم کی نگاہ فرمائیں جو آپ ﷺ کے لیے ہجر و فراق میں دل سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے، جس کے دل کے شعلوں نے جان و جسم کو جلا کر راکھ کر دیا ہے۔ دل کے چشمے کا پانی آپ ﷺ کی محبت میں آج بہہ گیا ہے۔ اے میرے آقا! آپ ہی میرے محبوب اور میرے دل کے طبیب ہیں۔ آپ کی بارگاہ میں تو قدسی بھی پناہ کے طلب گار حاضر ہوتے ہیں۔

رباعیات[1]

جانِ گلزار مصطفائی تم ہو ❁ مختار ہو مالکِ خدائی تم ہو
جلوے سے تمہارے ہے عیاں شانِ خدا ❁ آئینۂ ذاتِ کبریائی تم ہو

-: دیگر :-

یارانِ نبی کا وصف کس سے ہو ادا ❁ ایک ایک ہے ان میں ناظمِ نظمِ ہدیٰ
پائے کوئی کیوں کر اس رُباعی کا جواب ❁ اے اہلِ سخن جس کا مصنف ہو خدا

-: دیگر :-

بدکار ہیں عاصی ہیں زیاں کار ہیں ہم ❁ تعزیر کے بے شبہ سزاوار ہیں ہم
یہ سب سہی پر دل کو ہے اس سے قوت ❁ اللہ کریم ہے گنہگار ہیں ہم

-: دیگر :-

خاطی ہوں سیاہ رُو ہوں خطا کار ہوں میں
جو کچھ ہو حسنؔ سب کا سزاوار ہوں میں
پر اُس کے کرم پر ہے بھروسہ بھاری
اللہ ہے شاہد کہ گنہگار ہوں میں

---

(1) یہ رباعیات وقطعات،تواریخ وقصائد اور متفرق اشعار ذوقِ نعت مطبوعہ حزب الاحناف لاہور، کے اخیر سے ماخوذ ومستعار ہیں۔

-: دیگر :-

اس درجہ ہے ضعف جاں گزاے اسلام
ہیں جس سے ضعیف سب قواے اسلام
اے مرتوں کی جان کو بچانے والے
اب ہے ترے ہاتھ میں دواے اسلام

-: دیگر :-

کب تک یہ مصیبتیں اُٹھائے اسلام ❁ کب تک رہے ضعف جاں گزاے اِسلام
پھر از سرِ نو اِس کو توانا کر دے ❁ اے حامیِ اسلام خداے اسلام

-: دیگر :-

ہے شام قریب چھپی جاتی ہے ضو ❁ منزل ہے بعید تھک گیا رہرو
اب تیری طرف شکستہ حالوں کے رفیق ❁ ٹوٹی ہوئی آس نے لگائی ہے لو

-: دیگر :-

برسائے وہ آزادہ روی نے جھالے ❁ ہر راہ میں بہہ رہے ہیں ندی نالے
اسلام کے بیڑے کو سہارا دینا ❁ اے ڈوبتوں کے پار لگانے والے

-: دیگر :-

سن احقرِ افرادِ زمن کی فریاد ❁ سن بندۂ پابندِ محن کی فریاد
یا رب تجھے واسطہ خداوندی کا ❁ رہ جائے نہ بے اثر حسنؔ کی فریاد

-: دیگر :-

جو لوگ خدا کی ہیں عبادت کرتے ❁ کیوں اہلِ خطا کی ہیں حقارت کرتے
بندے جو گنہگار ہیں وہ کس کے ہیں ❁ کچھ دیر اُسے ہوتی ہے رحمت کرتے

-: دیگر :-

دنیا فانی ہے اہلِ دنیا فانی ❁ شہر و بازار و کوہ و صحرا فانی
دل شاد کریں کس کے نظارہ سے حسنؔ ❁ آنکھیں فانی ہیں یہ تماشا فانی

-: دیگر :-

اس گھر میں نہ پابند نہ آزاد رہے
غمگین رہے کوئی نہ دل شاد رہے
تعمیر مکاں کس کے لیے ہوتا ہے
کوئی نہ رہے گا یہاں یہ یاد رہے

اشعار متفرقات

یہ رحمت ہے کہ بے تابانہ آئیں گے قیامت میں
جو غل پہنچا گرفتارانِ اُمت کے سلاسل کا

-: دیگر :-

ہے جمالِ حق نما بارہ اماموں کا جمال
اس مبارک سال میں ہے ہر مہینہ نور کا

-: دیگر :-

ملک ہفت آسماں کے جبہ سا ہیں ❁ تعالی اللہ یہ رُتبہ آستاں کا
ابھی روشن ہوں میرے دل کی آنکھیں ❁ جو سُرمہ ہو غبارِ آستاں کا
حسؔن ہم کو نہیں خوفِ معاصی ❁ سہارا ہے شفیعِ عاصیاں کا

-: دیگر :-

خوفِ محشر سے ہے فارغ دلِ مضطر اپنا
کہ ہے محبوبِ خدا شافعِ محشر اپنا

-: دیگر :-

داغ دل یادِ دہانِ شہ میں مرجھائیں گے کیا
جن کو دیں کوثر سے پانی گل وہ کمہلائیں گے کیا

جس قدم کا عرش پامالِ خرامِ ناز ہو
اُس کے نیچے موم یہ پتھر نہ ہو جائیں گے کیا

جن کی پیاری اُنگلیوں سے نور کے چشمے بہے
اُن سے عصیاں کے سیہ نامے نہ دُھل جائیں گے کیا

کوثر و تسنیم کس کے ہیں ہمارے شاہ کے
حشر کے دن پھر ہمیں پیاسے بھی رہ جائیں گے کیا

-: دیگر :-

کیا بیاں ہو عز و شانِ اہلِ بیت
کبریا ہے مدح خوانِ اہلِ بیت

-: دیگر :-

لاش میری ہو پڑی یارب میانِ کوے دوست
پڑتی ہو اُڑ اُڑ کے گرد رہروانِ کوے دوست

-: دیگر :-

مولیٰ دکھا دو جلوۂ دیدار الغیاث
بے چین ہے بہت دلِ بیمار الغیاث

-: دیگر :-

کیا خوف ہو خورشیدِ قیامت کی تپش کا ❁ کافی ہے ہمیں سایۂ دامانِ محمد
ہوتے ہیں فدا مہر و قمر حسنِ بیاں پر ❁ پڑھتا ہوں جو مدح رُخِ تابانِ محمد

-: دیگر :-

رنگ چمن آرائی اُڑانے کی ہوا میں
چلتی ہے صبا دامن مولی سے لپٹ کر

-: دیگر :-

رو رہا ہوں یادِ دندانِ شہِ تسنیم میں
عین دریا میں ہے مجھ کو آبِ گوہر کی تلاش

سایۂ نخل مدینہ ہو زمین طیبہ ہو
تخت زرّیں کی مجھے خواہش نہ اَفسر کی تلاش

چھوڑ کر خاکِ قدم اکسیر کی خواہش کرے
خاک میں مل جائے یارب کیمیا گر کی تلاش

ان لبوں کی یاد میں دل کو فدا کیجے حسنؔ
لعل پتھر ہیں کریں ہم خاک پتھر کی تلاش

-: دیگر :-

ہے شادیِ تجلّیِ جاناں مآلِ عشق
کیوں کر نہ ہو خوشی سے گوارا ملالِ عشق

لا پھول ساقیا کہ گل داغ کھل گئے
آئی ہے جوبنوں پہ بہارِ جمالِ عشق

جس کو یہ سرفراز کرے دار ہو نصیب
کیا کیا بیان کیجیے اَوج و کمالِ عشق

مدہوشیوں کے لطف اُٹھاؤں میں اے حسنؔ
دل پر مرے گرے کہیں برقِ جمالِ عشق

-: دیگر :-

شمس العلما امام اعظم ❁ بدر الفقہا امام اعظم
مقبولِ جنابِ مُصطفائی ❁ محبوبِ خدا امام اعظم
چالیس برس نہ سوئے شب بھر ❁ تاج العرفا امام اعظم
گمراہ ہوں کس طرح مقلد ❁ ہیں راہ نما امام اعظم

-: دیگر :-

کیا کہوں کیا ہیں مرے پیارے نبی کی آنکھیں
دیکھیں اُن آنکھوں نے نورِ ازلی کی آنکھیں
نیم وا غنچۂ اَسرارِ الٰہی کہیے
یا یہ ہیں نرگسِ باغِ اَزلی کی آنکھیں
ڈھل گئی ظلمتِ اعمال پڑی جس پہ نظر
عینِ رحمت ہیں شہِ مطلبی کی آنکھیں
چشم بد دُور عجب آنکھ ہے ماشاء اللہ
ہم نے دیکھیں نہ سنیں ایسی کسی کی آنکھیں

-: دیگر :-

کس کا جلوہ نظر آیا مجھ کو ❁ آپ میں دل نے نہ پایا مجھ کو
لب و حسنِ نمکیں کے آگے ❁ نمک و قند نہ بھایا مجھ کو

اے مرے ابرِ کرم ایک نظر ❁ آتشِ غم نے جلایا مجھ کو
جب اُٹھا پردۂ غفلت دل سے ❁ ہر جگہ تو نظر آیا مجھ کو
پردہ کھل جائے گا محشر میں مرا ❁ گر نہ دامن میں چھپایا مجھ کو
کیوں کھلی رہتی ہے چشمِ مشتاق ❁ کون ایسا نظر آیا مجھ کو
کیا کہوں کیسی وہ صورت تھی حسنؔ ❁ جس نے دیوانہ بنایا مجھ کو

-: دیگر :-

گلو! دیکھو ہمارے گل کی نکہت ہو اور ایسی ہو
قمر میری نظر سے دیکھ طلعت ہو اور ایسی ہو
شہا نامِ خدا تیرا تو کیا کہنا کہ خالق کو
ترے پیرو بھی پیارے ہیں محبت ہو اور ایسی ہو

-: دیگر :-

یا رب وہ دل دے جس میں کسی کی ولا نہ ہو
غیر خدا نہ ہو ، کوئی جز مصطفےٰ نہ ہو
صورت بنائی حق نے تری اپنے ہاتھ سے
پیارے ترا نظیر نہ پیدا ہوا نہ ہو
اے بوالہوس نصیب تجھے کیمیا کہاں
جب تک تو خاک پائے حبیبِ خدا نہ ہو
یا ربّ وہ نخل سبز رہے جس کی شاخ میں
جز داغِ عشق اور کوئی گل کھلا نہ ہو

-: دیگر :-

معاذ اللہ اُس دل کو عذابِ حشر کا غم ہو
کہ جس کا حامی و یاور جنابِ غوث اعظم ہو

لبِ جاں بخش نے دی جانِ تازہ دین وایماں کو
محی الدیں نہ کیوں کر پھر تمہارا اسم اعظم ہو

جلا دیتے ہو مردوں کو دلِ مردہ جلا دیجے
تم اِس اُمت میں شاہا یادگارِ ابنِ مریم ہو

-: دیگر :-

اصحابِ پاک میں ہے شمارِ معاویہ
کیوں کر بیاں ہو عز و وقارِ معاویہ

-: دیگر :-

آپ ہیں ختم رُسل ختم رسالت مہر ہے
آپ آئینہ ہیں وہ تصویرِ پشت آئینہ

گر رسالت کی گواہی چاہیے ختم رسل
بول اُٹھتا طوطیِ تصویرِ پشت آئینہ

-: دیگر :-

غبارِ بے کساں کو کوئی پہنچا دے مدینہ تک
لپٹتا ہے ہر اک دامن سے سب کے پاؤں پڑتا ہے

-: دیگر :-

فانی فانی ہستی فانی ❁ باقی باقی باقی فانی
ہستی کی پھر ہستی کیا ہو ❁ ٹھہری جب یہ فنا بھی فانی
نفسِ کافر ناز ہے کس پر ❁ ہے سب رام کہانی فانی
میرا تیرا کب تک پیارے ❁ میں بھی فانی تو بھی فانی
طعمۂ خاک ہیں شاہ و گدا سب ❁ تخت و تاج و گدائی فانی
نیست ہیں یہ سب مجنوں عاقل ❁ صحرا فانی بستی فانی
دیکھ لے حالِ حباب و شرر کو ❁ دم میں ہو گئی ہستی فانی
ایک بقا ہے ذاتِ خدا کو ❁ باقی ساری خدائی فانی
قولِ حسؔن سن قولِ حسن ہے ❁ باقی باقی فانی فانی

تواریخ از مصنف

تاریخ مثنوی شفاعت ونجات
مصنفہ مولانا مولوی محمد محسن صاحب کاکوروی وکیل مین پوری

حسؔن اپنے محسن کی ہو کچھ ثنا
جو احسان حسنِ طبیعت کا ہو

شفاعت کا لکھا ہے احوال خوب
بیاں کیوں کر اس کی فصاحت کا ہو

دعائیہ تاریخ میں نے کہی
'یہ اچھا ذریعہ شفاعت کا ہو'
۱۸ ۹۳

تاریخ وصال حضرت سیدنا ومولانا شاہ آل رسول رضی اللہ تعالی عنہ ونور اللہ مرقدہ

جب آلِ رسول بحر عرفاں ❋ رونق دہِ خاندانِ برکات
وہ واقفِ رمزِ لا و اِلّا ❋ وہ کاشفِ سرِ نفی و اِثبات
عازم ہوئے سوئے دارِ عقبیٰ ❋ اِس غم کی گھٹا سے دن ہوا رات

رضوان نے کہی حسؔن سے تاریخ
'اب خلد میں دیکھیے کرامات'
۶۳۴ + ۶۶۲ --- ۱۲۹۶ھ

-: دیگر :-

اچھے کے پیارے میرے سہارے
باہر بیاں سے اُن کے مناقب

وہ اور شریعت وہ اور طریقت
دودل یک ارماں یک جاں دوقالب

عبد و خدا میں مانند برزخ
مقصود و قاصد مطلوب و طالب

دریائے رحمت گلزارِ رافت
جانِ مراحم کانِ مواہب

نجم منازل شمع محافل
مہر مشارق ماہِ مغارب

خلق خدا کے کیوں نہ ہوں رہبر
ہیں مصطفےٰ کے فرزند و نائب

ہے اُن کے دم سے عزت کی عزت
تاجِ مراتب راسِ مناصب

جب اُس قمر نے لی راہِ جنت
تھی اشک افشاں چشم کواکب

میں نے کہی یہ تاریخ رحلت
'قطب المشائخ اصل مطالب'

۹۶ ھ ۱۲

تاریخ طبع وتالیف رسالہ نگارستانِ لطافت، مصنفہ خود

ہو گیا ختم یہ رسالہ آج
شکر خالق کریں نہ کیوں کر ہم
سن تالیف اے حسن سن لے
'منبع وصف شہریار حرم'
۱۳ ھ ۰۲

-: دیگر :-

یہ چند ورق نعت کے لایا ہے غلام آج
انعام کچھ اس کا مجھے اے بحر سخا دو

میں کیا کہوں میری ہے یہ حسرت یہ تمنا
میں کیا کہوں مجھ کو یہ صلہ دو یہ صلہ دو

تم آپ مرے دل کی مرادوں سے ہو واقف
خیرات کچھ اپنی مجھے اے بحر عطا دو

ہیں یہ سن تالیف فقیرانہ صدا میں
'والی میں تصدق مجھے مدحت کی جزا دو'
۱۳۰۲ھ

تاریخ طبع دیوان حضور احمد رضا خان آثم بریلوی

ہے یہ دیوان اُس کی مدحت میں
جس کی ہر بات ہے خدا کو قبول

جس کے قبضہ میں دو جہان کا ملک
جس کے بندوں میں تاجدار شمول

جس پہ قرباں جناں جناں کے چمن
جس پہ پیارا خدا خدا کے رسول

جس کے صدقے میں اہل ایماں پر
ہر گھڑی رحمتِ خدا کا نزول

جس کی سرکار قاضیِ حاجات
جس کا دربار معطیِ مامول

یہ ضیائیں اُسی کے دم کی ہیں
یہ سخائیں اُسی کی ہیں معمول

دن کو ملتا ہے روشنی کا چراغ
شب کو کھلتا ہے چاندنی کا پھول

اُس کے دَر سے ملے گدا کو بھیک
اُس کے گھر سے ملے دُعا کو قبول

اے حسنؔ کیا حسن ہے مصرعِ سال
'باغ اسلام کے کھلے کیا پھول'
۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ وصال اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ سیدی وملجائی مرشدی ومولائی عالیجناب مولانا مولوی سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب ﷫

شیخِ زمانہ حضرت سید ابوالحسینؒ
جانِ مراد کانِ ہدیٰ شانِ اجتدا

نورِ نگاہ حضرتِ آلِ رسول کے
اچھے میاںؒ کے لختِ جگر آنکھوں کی ضیا

خود عین نور سیدی عینی کے نور عین
عشقی کے دل کے چین مرے درد کی دوا

میرے بزرگ بھی اسی در کے غلام ہیں
میں بھی کمینہ بندہ اسی بارگاہ کا

ما بندۂ قدیم و توئی خواجۂ کریم
پروردۂ تو ایم بعزائے قدرِ ما

جانِ ظہور اب کوئی اِخفا کا وقت ہے
حائل جو پردہ بیچ میں تھا وہ بھی اُٹھ گیا

اُسرار کا ظہور ہو شانِ ظہور سے
اُستار سے اُٹھایئے اب پردۂ خفا

اعلان سے دکھایئے وہ قادری کمال
اظہار کیجے شوکتِ قدرت کا برملا

دروازے کھول دیجیے امدادِ غیب کے
کاسے لیے کھڑے ہیں بہت دیر سے گدا

یَا سَیِّدِیْ میں کہہ کے پکاروں بلا کے وقت
تم لَا تَخَفْ سناتے ہوئے آؤ سرورا

داتا مرا سوال سنو مجھ کو بھیک دو
منگتا تمہارا تم کو تمہیں سے ہے مانگتا

آیا ہے دُور سے یہی سنتا ہوا فقیر
باڑا بٹے گا حضرتِ نوری کے نور کا

مجھ سا کوئی سقیم نہ تم سا کوئی کریم
میری طلب طلب ہے تمہاری عطا عطا

للہ نگاہِ مہر ہو مجھ تیرہ بخت پر
آنکھوں کو نور دل کو عنایت کرو جلا

دارین میں علوِ مراتب کرو عطا
تم مظہرِ علی ہو علی مظہرِ علا

خوش باش اے حسنؔ ترے دشمن ملول ہوں
جس کا گدا ہے تو وہ ہے غم خوار بے نوا

تاریخ اب وصالِ مقدس کی عرض کر
حاصل ہو پورے شعر سے خاطر کا مدعا

'وہ سید والا گئے جب بزمِ قدس میں
اچھے میاں نے اُٹھ کے گلے سے لگالیا'

۴۸۰ + ۸۴۴ --- ۲۴ ھ ۱۳

قطعہ تاریخ ولادت باسعادت نبیرہ حضرت اخ الاعظم عالم اہل سنت جناب مولانا حاجی محمد احمد رضا خاں صاحب قادری مدظلہم بخانہ برخوردار مولوی حامد رضا خاں سلمہم اللہ تعالیٰ

شکر خالق کس طرح سے ہو ادا ❁ اک زباں اور نعمتیں بے انتہا
پھر زباں بھی کس کی مجھ ناچیز کی ❁ وہ بھی کیسی جس کو عصیاں کا مزا
اے خدا کیوں کر لکھوں تیری صفت ❁ اے خدا کیوں کر کہوں تیری ثنا
گننے والے گنتیاں محدود ہیں ❁ تیرے الطاف و کرم بے انتہا
سب سے بڑھ کر فضل تیرا اے کریم ❁ ہے وجودِ اقدسِ خیر الوریٰ
ہر کرم کی وجہ یہ فضل عظیم ❁ صدقہ ہیں سب نعمتیں اس فضل کا
فضل اور پھر وہ بھی ایسا شاندار ❁ جس پہ سب افضال کا ہے خاتمہ
اولیا اس کے کرم سے خاص حق ❁ انبیا اس کی عطا سے انبیا
خود کرم بھی خود کرم کی وجہ بھی ❁ خود عطا خود باعثِ جود و عطا
اس کرم پر اس عطا و جود پر ❁ ایک میری جان کیا عالم فدا
کردے اک نم سے جہاں سیراب فیض ❁ جوش زن چشمہ کرم کے میم کا
جان کہنا مبتذل تشبیہ ہے ❁ اللہ اللہ اُس کے دامن کی ہوا
جان دی مردوں کو عیسیٰ نے اگر ❁ اُس نے خود عیسیٰ کو زندہ کر دیا
بے سبب اُس کی عطائیں بے شمار ❁ بے غرض اُس کے کرم بے انتہا
بادشا ہو، یا گدا ہو، کوئی ہو ❁ سب کو اُس سرکار سے صدقہ ملا
سب نے اس در سے مرادیں پائی ہیں ❁ اور اسی در سے ملیں گی دائما

جودِ دریا دل کے صدقہ سے بڑھے ❁ بڑھتے بادل کو گھٹا کہنا خطا
مَــنْ رَّانِیْ والے رُخ نے بھیک دی ❁ کیوں نہ گلشن کی صفت ہو دل کشا
جلوۂ پارے منور کے نثار ❁ مہر و مہ کو کتنا اُونچا کر دیا
اپنے بندوں کو خدائے پاک نے ❁ اس کے صدقہ میں دیا جو کچھ دیا
مصطفیٰ کا فضل ہے مسرور ہیں ❁ نعمت تازہ سے عبدالمصطفیٰ
عالم دیں مقتدائے اہلِ حق ❁ سُنّیوں کے پیشوا احمد رضا
فضلِ حق سے ہیں فقیرِ قادری ❁ اِس فقیری نے اُنھیں سب کچھ دیا
لختِ دل حامد میاں کو شکر ہے ❁ حق نے بیٹا بخشا جیتا جاگتا
میں دعا کرتا ہوں اب اللہ سے ❁ اور دعا بھی وہ جو ہے دل کی دعا
واسطہ دیتا ہوں میں تیرا تجھے ❁ اے خدا از فضلِ تو حاجت روا
عافیت سے قبلہ و کعبہ رہیں ❁ ہم غلاموں کے سروں پر دائما
دولت کونین سے ہوں بہرہ ور ❁ اخٔ اعظم - مصطفیٰ - حامد رضا
نعمتِ تازہ کو دے وہ نعمتیں ❁ کیں جو تو نے خاص بندوں کو عطا
دوست ان سب کے رہیں آباد و شاد ❁ دشمنِ بد خواہ غم میں مبتلا
آفریں طبعِ رواں کو اے حسنؔ ❁ قطعہ لکھنا تھا قصیدہ ہو گیا
سن ولادت کے دعائیہ لکھو ❁ 'علم و عمر اقبال و طالع دے خدا'

۱۳۲۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم[1]

اے ہوائے شوق اُڑا لے چل مدینہ کی طرف
واسطہ تجھ کو جناب جعفر طیار کا

ڈر ہے تیری نازکی کا ورنہ اے خوں ریز خلق
سخت جانوں سے بگڑے کیا منہ تری تلوار کا

تو بھی چل کر دیکھ آ غافل کہ اب وہ وقت ہے
یاس سے منہ تک رہے ہیں سب ترے بیمار کا

ان کی محفل میں مرا دل رہ گیا اچھا ہوا
روز کے دردِ مصیبت سے چھٹا اچھا ہوا

-: دیگر :-

دل میں یا انجمن ناز میں یا آنکھوں میں
تھی غرض دیکھنے سے ہم کو کہیں دیکھ لیا

ہم سے چھپ چھپ کے رقیبوں سے یہ ملنا کیسا
بس تری شرم کو اے پردہ نشیں دیکھ لیا

ہم نہ کہتے تھے بلائیں ہیں وہ زُلفیں اے دل
کیسی الجھن میں پھنسی جانِ حزیں دیکھ لیا

نامہ بر اُس نے تری بات کو جھوٹا جانا
ہم نہ کہتے تھے نہ آئے گا یقیں دیکھ لیا

چاک کیوں اپنے گریبان کو کرتے ہیں حسنؔ
کیا اُنھوں نے بھی تجھے پردہ نشیں دیکھ لیا

(۱) یہ قطعات ورباعیات، قصائد وتواریخ اور اشعار متفرقہ 'ثمر فصاحت' سے ماخوذ ومستعار ہیں۔

-: دیگر :-

سینہ کے آبلے جو بڑھے لا سکا نہ تاب
آخر کو تنگ آ کے گریباں نکل گیا

ہم مر گئے تو مر گئے کچھ اس کا غم نہ کر
اس کی خوشی منا ترا ارماں نکل گیا

ارماں تڑپتے، حسرتیں منہ تکتی رہ گئیں
دل سے جو تیر یار کا پیکاں نکل گیا

بت خانوں میں پھر آج حسنؔ کی تلاش ہے
کیا جانے کس طرف وہ مسلماں نکل گیا

-: دیگر :-

کسی پہلو پہ نہ تھا اس دلِ مضطر کو قرار
رات مجھ کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
ٹکٹکی تھی نگہ یاس کی شب سوئے قمر
حسرتِ جلوۂ دیدار نے سونے نہ دیا

-: دیگر :-

تمہیں پھرائے گی کیا کیا حسنؔ یہ وحشت دل
عبث ابھی سے ہے شکوہ برہنہ پائی کا

-: دیگر :-

جو میرا دشمن جاں ہے تو اس پر جان دیتا ہے
بس اب جائے دلِ خودسر نہ میں تیرا نہ تو میرا

-: دیگر :-

نگاہِ مست سے اک بار پھر بھی دیکھ لے ساقی
ابھی باقی ہے تیرے رند میں ہوش ایک ساغر کا

-: دیگر :-

دل میں ہم ضبط کیے رہتے ہیں رونا اپنا
ایک کوزے میں لیے بیٹھے ہیں دریا اپنا

ہے الگ گوہر تاثیر سے رونا اپنا
آج پھر شوخی سنانے کو ہے دریا اپنا

محوِ گریہ مجھے دیکھا تو گئے غیر کے گھر
کیوں نہ ڈوبے عرقِ شرم میں دریا اپنا

ہو گئی مانع دیدار صفائے عارض
نظر آتا ہے تری شکل میں چہرہ اپنا

بے اثر گریۂ فرقت کو وہ فرماتے ہیں
نقش بر آب ہوا جاتا ہے دریا اپنا

جانبِ دشت چلا گریۂ وحشت لے کر
خاک چھنوانے پر آمادہ ہے دریا اپنا

-: دیگر :-

دیکھا جو اُس نے طائرِ بسمل کا اِضطراب
قاتل کو یاد آیا مرے دل کا اِضطراب

-: دیگر :-

آ گئی آہ دل میں کچھ تاثیر
جو نہ ملتے تھے اب ملیں گے آپ

-: دیگر :-

دل نہیں تو نہیں کوئی کھٹکا ❁ دل سلامت تو اِضطراب بہت
اپنے منہ سے اُٹھا دو اَب پردہ ❁ سر چڑھا ہے یہ آفتاب بہت

-: دیگر :-

اے چارہ ساز! دردِ جدائی ہے لا علاج
جو درد لا علاج ہو پھر اس کا کیا علاج

-: دیگر :-

کیسا پلا دیا مجھے ساقی نے جام آج ❁ مشکل ہے میکشوں کو مری روک تھام آج
کوئی قیامت آئے کہ دل پائمال ہو ❁ کچھ ہو بلا سے یار دکھا دے خرام آج
اس بانکپن نے ہائے یہ کیسا غضب کیا ❁ کرتے نہیں کسی سے وہ سیدھا کلام آج
محروم پھر کے جاتے ہیں اُمیدوارِ دید ❁ کیوں جلوہ طور کا نہیں بالائے بام آج

-: دیگر :-

وہ گیسو کر رہے ہیں پیچ پر پیچ ❁ ہمارا حال ہے اب پیچ در پیچ
وہ بے چارہ ہے سیدھا سا مسلماں ❁ حسنؔ سے او بت کافر نہ کر پیچ

-: دیگر :-

اپنے دل پر یار کی تصویر کھینچ
نقش یہ عامل ہے تسخیر کھینچ

-: دیگر :-

اے خدا اور کوئی مجھ سا بنا میرے بعد
رہیں آرام سے کیوں اہلِ جفا میرے بعد

-: دیگر :-

اُجاڑ ابھی سے نہ بلبل کا آشیاں صیاد
خدا کے واسطے آنے تو دے خزاں صیاد

-: دیگر :-

کیا دل کو تصدق جان کر ابروے جاناں پر
کتابِ عقل رکھ دی ہم نے قصداً طاقِ نسیاں پر

-: دیگر :-

ہم دیکھتے ہیں حسنِ حقیقی و مجازی
دل اور کسی پر ہے نظر اور کسی پر

میرے سے کوئی زخم جو کھائے تو میں جانوں
چل دیکھے تری تیغ نظر اور کسی پر

-: دیگر :-

کہاں بیٹھے ہو مشتاقوں کے پہلو سے جدا ہو کر
یہ کیا پردہ نکالا تم نے عالم آشنا ہو کر

-: دیگر :-

کیا عجب پہنچے جو تیغ ستم آرا سر پر
دلِ مجروح زبردست کا رستا سر پر

-: دیگر :-

کون جائے سوئے جنت چھوڑ کر ایسی گلی
کون دیکھے حور کو جلوہ تمہارا دیکھ کر

آئینہ کو تھے فروغِ حسن پر دعوے بہت
رہ گیا حیران و ششدر منہ تمہارا دیکھ کر

وہ غریب بے نوا جائے کہاں دیکھے کسے
رہ پڑا جو تیرے گھر اپنا گزارا دیکھ کر

آفتاب و ماہ و شمع و گل یہاں سب ہیچ ہیں
شانِ حق آئی نظر جلوہ تمہارا دیکھ کر

یہ اُدا یہ ناز یہ انداز یہ صورت کہاں
منہ نہ دیکھوں حور کا تکوا تمہارا دیکھ کر

-: دیگر :-

بے گناہوں کے دم پہ بنتی ہے
اُن کو ہوتے ہیں ہر اُدا پہ ناز

بے قضا شیخ کو بھی مار رکھا
ہیں بجا یار کو اُدا پہ ناز

-: دیگر :-

تو نے دل لے کر نہ لی پھر مرتے جیتوں کی خبر
اپنے مطلب کا ہے تو بھی اے ستم ایجاد بس

-: دیگر :-

آسیرِ باغ کے لیے دامن سمیٹ کر
ہر نالۂ ہزار ہے اے گل شرر فروش

بر آئی اب مراد نگاہِ رقیب کی
عشاق سر فروش وہ تیغ نظر فروش

-: دیگر :-

اُن سگانِ کوچہ سے کہنا مری تسلیم شوق
اے صبا جائے اگر تو کوئے جاناں کی طرف

-: دیگر :-

فصلِ چمن میں رنگ پہ آئی بہارِ عشق
گاتی ہے شاخ شاخ ترانے ہزار عشق

-: دیگر :-

بہائے خون مری چشمِ مبتلا کب تک
لگی رہے گی ترے پاؤں میں حنا کب تک

ہمارا جذبۂ دل کھینچ لائے گا سو بار
نہ آنے دے گی اُنھیں دیکھیں یہ حیا کب تک

نقاب اُٹھادے مرے گل کے روئے رنگیں سے
رہیں گی یہ چمن آرائیاں صبا تک

-: دیگر :-

گئی فریاد اے دل لا مکاں تک ❁ کہاں تک نالہ و شیون کہاں تک
دلِ نا فہم سمجھائے نہ سمجھے ❁ اسے سمجھائے گا کوئی کہاں تک
ترے قربان جوشِ بے قراری ❁ وہ پلٹے دے پہنچ جاؤں وہاں تک

-: دیگر :-

وصل میں عذر حیا فرقت میں ظلم ❁ ہیں یہ سب باتیں ہماری جان تک
آہ سے مجھ کو نہیں اتنی اُمید ❁ نا رَسا پہنچے کسی کے کان تک
کیا قیامت تھا پتنگا عشق کا ❁ دل جلا کر اب یہ پہنچا جان تک

-: دیگر :-

تری زُلفوں پہ ہے جب سے فدا دل ❁ بلاؤں کی بلا میں پھنس گیا دل

چرایا کس کی دُزدیدہ نظر نے ❁ ابھی تھا میرے پہلو میں مرا دل
تری قامت کی اُلفت سے ستم گر ❁ قیامت کا نمونہ بن گیا دل
دکھا کر اِک نظر حسنِ تبسم ❁ مرے پہلو سے کوئی لے گیا دل
خدارا ناصحِ مشفق بچانا ❁ لیے جاتا ہے پھر کوئی مرا دل

-: دیگر :-

نہ چھوڑیں گے زندہ یہ نالے ہمیں ❁ خفا جان سے ہیں منا لے ہمیں
اِلٰہی وہ بے مہر شاداں رہے ❁ کیا جس نے غم کے حوالے ہمیں
مرے جب سے ہم گل رخوں پر حسنؔ ❁ پڑے اپنے جینے کے لالے ہمیں

-: دیگر :-

چین آتا نہیں یہاں دل کو ❁ اور وہاں ایک نا ہزار نہیں
لو کہے دیتے ہیں سنبھل جاؤ ❁ آہ ہے نالۂ ہزار نہیں
چھوڑ دے مے کشی حسنؔ اے شیخ ❁ مجھے تو اس کا اعتبار نہیں

-: دیگر :-

دل اور اُن کی نگاہ سے بچ جائے
کس کی ہم دیکھ بھال کرتے ہیں

وہ جو شانِ عتاب رکھتے ہیں
حشر کا کیا جواب رکھتے ہیں

-: دیگر :-

دل کو خانہ خراب کہتے ہیں ❁ بات ہم لا جواب کہتے ہیں
جو مٹا دے خودی کو اے زاہد ❁ ہم اُسی کو شراب کہتے ہیں

جو گدا ہو گئے ترے در کے ❁ اُنھیں عالی جناب کہتے ہیں
مار رکھنے کی اک ادا ہے وہ ❁ آپ جس کو حجاب کہتے ہیں
رُوٹھ بیٹھے سوالِ وصل پہ تم ❁ کیا اِسی کو جواب کہتے ہیں
دے دیا دل حسنؔ نے اُس بت کو ❁ لوگ یوں اے جناب کہتے ہیں

-: دیگر :-

کیوں جھگڑتا ہے ناصحِ ناداں ❁ کیا برائی ہے دل لگانے میں
اے حسنؔ ہم نے خوب دیکھ لیا ❁ کوئی اپنا نہیں زمانے میں

-: دیگر :-

بادۂ ناب کو ہم رُوح فزا کہتے ہیں
آپ اے حضرتِ زاہد اسے کیا کہتے ہیں
ہجر کو زہر میں سمجھا ہوں وہ کہتے ہیں دوا
فیصلہ حضرتِ دل پر ہے یہ کیا کہتے ہیں
منہ نہیں پھیرتا محرابِ خمِ ابرو سے
دلِ بیتاب کو ہم قبلہ نما کہتے ہیں

-: دیگر :-

چمن کی سیر کو چھوڑو ہمارے پاس نہ آؤ
کہ دل کے داغوں سے باغ و بہار ہم بھی ہیں
حسنؔ تمہارا ہمارا ہے ایک ہی اَحوال
کسی حسیں کے لیے بے قرار ہم بھی ہیں

-: دیگر :-

ہم مر رہے ہیں ہجر میں اُن کو خبر نہیں
اس نامراد آہ میں کچھ بھی اثر نہیں
جس کی طرف اُٹھی اُسے بے ہوش کر دیا
پرتو ہے برقِ طور کا اُن کی نظر نہیں
دشمن تمہارے آتے کلیجہ ہی تھام کر
میں کیا کروں کہ نالۂ دل میں اثر نہیں
پروانوں کو نہ سوجھے تو اُس کا علاج کیا
اس شمعِ بزمِ حسن کا جلوہ کدھر نہیں
ناکامیوں پر اُس کی نہ کس طرح رحم آئے
جس نامراد کی ترے در تک گزر نہیں
دیکھو تو اے حسن سرِ بالیں کھڑا ہے کون
تم کو تو بے خودی میں کسی کی خبر نہیں

-: دیگر :-

دلِ ناشاد سے کیا شاد ہوں میں ❁ عدو خوش، وہ خفا، برباد ہوں میں
کہ دشمن خوش رہیں ناشاد ہوں میں ❁ یہی انصاف ہے کیوں او ستم گر!
کبھی گر مائل فریاد ہوں میں ❁ عدو کا دل ہلا دوں تم تو کیا ہو
کسی ڈھب سے تو اُن کو یاد ہوں میں ❁ کروں نالے ہی جا کر اُس گلی میں
اسیر پنجۂ صیاد ہوں میں ❁ خزاں و فصلِ گل سے واسطہ کیا
اُنھیں کا عاشقِ ناشاد ہوں میں ❁ زمانہ میں جو ہیں جلاد مشہور

-: دیگر :-

میری برائی آپ کریں وہ بھی غیر سے
میں بد گماں نہیں مجھے ایسا گماں نہیں

-: دیگر :-

نہ پہنچے قیدیانِ عشق گیسو گر بیاباں میں
اُڑے گی خاکِ وحشت کوچۂ چاکِ گریباں میں

ہوئے اک سرو قد کے عشق کی بیعت سے ہم وحشی
کریں گے ذکر قمری حلقۂ زنجیرِ زنداں میں

ہوا دیں دامنِ زخمِ جگر کی گر ترے وحشی
ہزاروں پھول کھل جائیں ابھی شاخِ غزالاں میں

کیا فصلِ چمن میں کس کے گیسو نے مجھے وحشی
شمیمِ مشک آتی ہے گلِ چاکِ گریباں میں

-: دیگر :-

آفت ہیں الٰہی شبِ فرقت کی بلائیں
اس رات میں ہیں روزِ قیامت کی بلائیں

خورشید و قمر کے جو خدا ہاتھ بنا دے
لے لیں ابھی دونوں تری صورت کی بلائیں

اللہ تری زلفوں کے سائے سے بچائے
پریاں ہیں یہ صورت کی تو سیرت کی بلائیں

-: دیگر :-

پھولوں کے ہوئے چاک جو گلشن میں گریباں
رکھا ترے وحشی نے بھی دامن میں گریباں
کس طرح کہوں غیر کو دیوانہ تمہارا
ہے ہاتھ گریبان میں نہ دامن میں گریباں

-: دیگر :-

اُن کو میرے درد کی خبر ہو ❁ اتنا تو آہ میں اثر ہو
مرتا ہے کون کچھ خبر ہے ❁ کیا تم کو خیال ہے کدھر ہو
اک دیر سے خط لکھا رکھا ہے ❁ بے کس کا کون نامہ بر ہو
مرتا ہے حسنؔ غم و اَلم میں ❁ کیوں حال سے اُس کے بے خبر ہو

-: دیگر :-

تو میری برائی چاہتا ہے ❁ اللہ کرے تیرا بھلا ہو
کون اُس کو اُٹھائے وہ اُٹھے کیا ❁ جو تیری نگاہ سے گرا ہو
دل لے کے خبر نہ لی ہماری ❁ بے درد ہو مطلب آشنا ہو
کیوں دل کہاں کی دوستی کی ❁ اے دشمنِ جاں تیرا بُرا ہو
ہے تجھ سے دعا یہی حسنؔ کی ❁ اللہ بخیر خاتمہ ہو

-: دیگر :-

تم اور بچی ہوئی کسی مے نوش کی پیو
بہکے ہوئے ہو شیخ ذرا ہوش کی پیو

اس مے میں سوزِ دل سے ہے لطفِ کباب بھی
بوتل دبی ہوئی مری آغوش کی پیو

-: دیگر :-

پھرایا ظالم نے آہ بن بن اُٹھا کر اُس آستاں سے ہم کو
بُرا ہو اللہ اِس جنوں کا کہاں یہ لایا کہاں سے ہم کو

-: دیگر :-

قتل کرتے تو ہو تم جور و جفا سے ہم کو
دیکھ لو پھر بھی ذرا ناز و اَدا سے ہم کو

-: دیگر :-

نہیں جو لائقِ اُلفت ملال رہنے دو ❁ کچھ اپنے دل میں ہمارا خیال رہنے دو
فرشتو گلشن فردوس میں نہ لے جاؤ ❁ اسی گلی میں مجھے پائمال رہنے دو
حسنؔ یہ بادۂ اُلفت ہے سوچتے کیا ہو ❁ پیو بھی فکر حرام و حلال رہنے دو

-: دیگر :-

لاش جاتی ہے تیرے عاشق کی ❁ پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی
وہ قدم رکھتے جاگتی قسمت ❁ یہ جبیں آہ سنگِ دَر نہ ہوئی
نالۂ بے اَثر کو کیا کوسیں ❁ سنگ دل کو ذرا خبر نہ ہوئی
راہ رے جذبِ آہ کیا کہنا ❁ مر گئے ہم اُنھیں خبر نہ ہوئی
ہائے اُس بد نصیب کی قسمت ❁ یہ نگاہِ کرم جدھر نہ ہوئی

-: دیگر :-

کون کہتا ہے پھر نگاہ ملے ❁ ہمیں واپس دلِ تباہ ملے
حضرتِ دل کہو تو کیا گزری ❁ پھر کہو یار سے نگاہ ملے
خاکساروں کی آبرو ڈوبی ❁ یا خدا خاک میں یہ چاہ ملے
سب کو دشمن بنایا حضرتِ دل ❁ تم بڑے ہم کو خیر خواہ ملے

-: دیگر :-

میں جو اچھا ہوں تو بُرا ہے کون
تو بُرا ہے تو کون اچھا ہے

میرا کہنا تھا جھوٹ حضرتِ دل
اب کہو کس کا دَم نکلا ہے

دل نہ دینے پہ مجھ سے یہ رنجش
وہ مرا کب ہے آپ ہی کا ہے

-: دیگر :-

کہتے پھرتے ہو حسنؔ لوٹ لیا اُس نے مجھے
کہیے تو کیا ہو جو وہ دشمنِ جانی سن لے

-: دیگر :-

اُلٹ جائیں صفیں لاکھوں بلا سے ❁ اُنھیں سیدھی طرح چلنا نہ آئے
کبھی اَغیار کی محفل میں یا رب ❁ ہنسی اُن کو مجھے رونا نہ آئے
بہار اُن پر اگر صدقے نہ ہو لے ❁ گلوں پر رنگ ہی اچھا نہ آئے
وفائیں میں کروں اور وہ جفائیں ❁ دل ایسے پر کبھی ایسا نہ آئے

-: دیگر :-

ساقیا اور بھی اک ساغرِ پُر جوش مجھے ❁ دیکھ ایسا نہ ہو آ جائے کہیں ہوش مجھے
نگہِ شوخ غضب، جلوۂ رُخسار آفت ❁ اک نظر ہی میں دو عالم تھے فراموش مجھے
سرِ شوریدہ میں تھا قہر ہی جوشِ سودا ❁ تیغِ قاتل نے کیا خوب سبک دوش مجھے
کہہ سناؤں گا جو گزری ہے دلِ مضطر پر ❁ ہم نشیں دَم لے، کہ آ جائے ذرا ہوش مجھے

-: دیگر :-

بھیس بدلے تم حسنؔ جاتے تو ہو ❁ کیا ہو گر وہ فتنہ گر پہچان لے

-: دیگر :-

چشم ما روشن جو آیا دل میں تو ❁ پر ستم گر دل سے جانا چھوڑ دے
دشمنوں کو یاد کرنا بھول جا ❁ دوستوں کو بھول جانا چھوڑ دے
اے حسنؔ اب تو خدا کو مان کر ❁ ان بتوں سے دل لگانا چھوڑ دے

-: دیگر :-

شبِ وعدہ دل کو یہ کہہ کہہ کے روکا ❁ وہ اب آتے ہیں گر خدا چاہتا ہے
وہ بت دشمنوں پر فدا ہو ہم اُس پر ❁ وہ ہوتا ہے جو کچھ خدا چاہتا ہے

-: دیگر :-

کیا پاؤ گے تم ہم سے فقیروں کو ستا کر
بندے کو ذرا خوف بھی لازم ہے خدا سے

اے آہ ٹھہر صبر کر اے نالۂ بسمل
گھبراتے ہیں وہ ٹوٹے ہوئے دل کی صدا سے

للہ دمِ حشر تو فرمایئے اتنا
اُلجھے نہ کوئی آج مرے بے سر و پا سے
ہر لحظہ مری آہ پہ ہیں تازہ جفائیں
ٹھانی ہے لڑائی بتِ بد خُو نے ہوا سے

بس جایئے، دیجے دلِ بے تاب ہمارا
در گزرے ہم اس آپ کے اندازِ حیا سے
تقصیر خدا جانے حسنؔ ہم سے ہوئی کیا
بے وجہ نظر آتے ہیں وہ آج خفا سے

-: دیگر :-

نشۂ بادۂ سر جوش چڑھا ہے بے ڈھب ❁ ساقیا بہر خدا روک مجھے تھام مجھے
دل پُر درد کی فریاد غضب ہوتی ہے ❁ نہ ستا بہر خدا اے بُتِ خود کام مجھے
میں تو آگاہ نہیں شکل سے بھی اُن کی حسنؔ ❁ کیوں خدا کے لیے دیتے ہو یہ الزام مجھے

-: دیگر :-

مسافر خوابِ غفلت سے تجھے ہشیار کرنے کو
جرس کے پردے میں غافل کوئی آواز دیتا ہے

-: دیگر :-

وہ صنم سرگرمِ کیں اے ہم نشیں پہلے سے ہے
آج کیا اُس کی زبان پر تو نہیں پہلے سے ہے
کیا کروں اظہار اپنی خواہشِ دیدار کا
اُس ستم گر کی زباں پر 'تو نہیں' پہلے سے ہے

-: دیگر :-

خوشی تمہاری ہو جس میں پھر اُس میں کیا کہیے
میں یوں بھی راضی ہوں اچھا مجھے بُرا کہیے

-: دیگر :-

ایسے مجرم کا کیا ٹھکانا ہے
جس کی سرکار مدعی ہو جائے

-: دیگر :-

نالے کلیجہ تھام کر اُس کو سنا چکے
وہ بت کبھی نہ آئے گا ہم آزما چکے
اُلفت نہ کی تھی تجھ سے یہ اے شوخ بے وفا
دل خاک میں ملانا تھا ہم کو ملا چکے

-: دیگر :-

دل خفا یار خفا گزرے تو کیوں کر گزرے
ایسی اُلفت سے تو جینے ہی سے ہم در گزرے
غم فرقت میں حسنؔ جان سے تنگ آیا ہے
جلد چلیے کہیں ایسا نہ ہو کچھ کر گزرے

-: دیگر :-

کہیے کبھی تو آپ کو آئے گا ہم پہ رحم
فرمایئے کبھی تو یہ بے داد جائے گی

-: دیگر :-

گھڑی بھر شبِ وصل گزری نہیں ❁ تمھیں شام ہی سے سحر ہو گئی
تصدق میں دو بوسے دے دیجئے ❁ میرے دل کی تم کو نظر ہو گئی
میری جان جو تم پہ مرتے رہے ❁ اُنھیں کی مزے میں بسر ہو گئی
کہاں کی یہ غفلت ہے ہشیار ہو ❁ ارے سونے والے سحر ہو گئی

-: دیگر :-

مسلمانوں کے دل ہیں جس سے بے چین ❁ وہ اس کی اِک اَدائے کافری ہے
بنے دیوانہ دیکھے اُس کو گر شیخ ❁ جو بے خانہ کی شیشوں میں پڑی ہے
گیا ہوں اُس کے گھر تو پاؤں ٹوٹیں ❁ یہ تہمت کس نے میرے سر دھری ہے
حسنؔ سے اور اُن سے واسطہ کیا ❁ وہ اس بہتان سے بالکل بَری ہے

-: دیگر :-

نہ پوچھو دردِ فرقت میں مرے دم پر بنی کیسی
مری جاں تم ہو تم سے دُور رہ کر زندگی کیسی
اُمید و یاس سے ہے کشمکش میں زندگی کیسی
ہُوا ہے سامنا اے مہر کس بحر لطافت کا
یہ کیسا رُعب چھایا ہے چڑھی ہے تھرتھری کیسی

-: دیگر :-

بہاروں پر ہے حسنِ خود نما اُٹھتی جوانی ہے
اوراب تک آپ کے لب پر صدائے لن ترانی ہے

اس اندازِ تغافل کا تحمل ہو نہیں سکتا
وہ مجھ پر ظلم فرمائیں تو اُن کی مہربانی ہے

مصیبت میں پھنسایا جان کو کم بخت دل تو نے
مصیبت بھرنے والے یہ بھی کوئی زندگانی ہے

ملے گا خاک میں شوقِ شہادت خون ہو ہو کر
اگر کم بخت دل ایسی ہی تیری سخت جانی ہے

دل اس پہلو سے مانگا جھانک بھی سکتے نہیں بغلیں
یہ کہنے کو تھے تم نے بھی ہماری بات مانی ہے

-: دیگر :-

وہ اَدا سے ہم کو بسمل کر چلے ❁ ہم قضا سے اُن کو قاتل کر چلے
آبلے سینے کے جب بڑھنے لگیں ❁ پھر گریباں کیوں نہ سِل سِل کر چلے

-: دیگر :-

نظر اُن کی نظر میں پھرتی ہے ❁ اُف چہرے سے جگر میں پھرتی ہے
شبِ غم کی سحر ہے صبحِ اَلم ❁ رُت کہیں رات بھر میں پھرتی ہے

-: دیگر :-

محبت اُن کو نہیں تو نہ ہو ملال رہے
ملال بھی نہ ہو تو کیا مرا خیال رہے

شہید خنجر بیداد کا خیال رہے
خدا کے واسطے پیش نظر یہ حال رہے

یہ میں نے مانا کہ وعدہ ہے آج کی شب کا
خدا ہی ہے جو تمہیں شام تک خیال رہے

رقعہ رجبی شریف

بپاسِ خاطر محمد فصاحت اللہ خان صاحب رئیس شاہ جہان پور

خدا کا شکر پھر فصلِ گل آئی ❁ ہوا بدلی مرادِ بلبل آئی
گھٹا کا چار جانب سے بڑھا جوش ❁ اُمنگیں ہو چلیں غارت گرِ ہوش
جگر ٹھنڈا ہوا فیضِ صبا سے ❁ لگی دل کی بجھی ٹھنڈی ہوا سے
اُمنگوں پر ترنگیں آ چلی ہیں ❁ بہاروں پر اُمنگیں آ چلی ہیں
بڑھائے ولولے دل کے گھٹا نے ❁ گھٹے غم کیف اُٹھے دل کو بڑھائے
ہوا سے ہل رہا ہے پردۂ یار ❁ نگاہیں ہو چلیں مشتاقِ دیدار
تعلّی پر مزاجِ مدّعا ہے ❁ اثر قربانِ اندازِ دُعا ہے
یہ کس گل نے اُٹھایا پردۂ در ❁ بہاریں ہیں اَدائے بےخودی پر
نہ تھی عاشق کی خاک اُس دَر کے قابل ❁ مقدر سے ہوئی معراج حاصل
ترقی زا عروج و اَرجمندی ❁ نصیب بخت اَوج و سر بلندی
یہ سب اَنوار ہیں ماہِ رجب کے ❁ تصدّق عزت و جاہِ رجب کے
شبِ معراج کے پھر آ گئے دن ❁ مہینوں بعد عاشق کے پھرے دن
یہ کہتا ہے دلِ پُر آرزو آج ❁ کہ ہو سامانِ بزمِ ذکرِ معراج
رجب چوبیسویں تاریخ حضرت ❁ شبِ شنبہ سحر تک ہو یہ صحبت

کرم فرمایئے ممنون کیجے
خدا سے دولتِ دارین لیجے

رقعہ شادی کتخدائی سید لیاقت علی ابن سید حامد علی صاحب ساکن بریلی

شکر حق موسم بہار آیا ❁ عہد دلچسپی ہزار آیا
آئی مشاطہ بن کے فصل بہار ❁ شاہد گل کا ہو رہا ہے سنگار
کنگھی شانہ بنا کے لائی ہے ❁ نہر آئینہ لے کر آئی ہے
گجرے ہیں بے شمار پھولوں کے ❁ تو ہزاروں ہیں ہار پھولوں کے
جوشِ عشرت سے ہے چمن آباد ❁ بلبلیں گاتی ہیں مبارک باد
جب چٹکنے پر آتے ہیں غنچے ❁ شادیانے بجاتے ہیں غنچے
ہے خوشی کا یہ حال گلشن میں ❁ ہر شجر ہے نہال گلشن میں
پھول سہرا سجا کے لائے ہیں ❁ پیڑ ڈالی بنا کے لائے ہیں
ہے بہاروں پہ حسنِ فصل بہار ❁ رشکِ شادی سے ہے چمن گلزار
دل کو تفریح دے رہی ہے شمیم ❁ عطر تقسیم کر رہی ہے نسیم
زینتوں سے دولہن بنا ہے چمن ❁ کچھ عجب رنگ سے سجا ہے چمن
ہے غرض ہر طرح سے جوش سرور ❁ ہر طرف ہے مسرتوں کا ظہور
یہ سماں مجھ سے کہہ رہا ہے یہی ❁ جوش ارماں اُبھارتا ہے یہی
کہ لیاقت علی کی شادی ہو ❁ اچھی ساعت خوشی کی شادی ہو
میر انور نظر بنے دولہا ❁ میرا لختِ جگر بنے دولہا
فضلِ خالق سے سرفراز ہوں میں ❁ اس لیے مدعا طراز ہوں میں
ماہ ذی الحجہ میں خدا چاہے ❁ جمعہ کے روز شب کے آٹھ بجے
ہو گی چوبیسویں کو یہ تقریب ❁ مجتمع ہوں گے سب عزیز و قریب
آپ آئیں تو زیب و زینت ہو ❁ یہ مکلف رہینِ منت ہو
رونقِ بزم خاکسار بڑھے ❁ میری عزت بڑھے وقار بڑھے

رقعہ تقریب تسمیہ خوانی مجید الدین
نبیرۂ مولوی بشیر الدین صاحب وکیل بریلوی

خدا کا شکر ہے فصلِ گل آئی ❁ گلستاں پر بہار تازہ چھائی
گھٹاؤں نے قدم آگے بڑھائے ❁ ہوائے جانفزا کے جھونکے آئے
جمالِ سبزۂ و گل ہے طرب خیز ❁ بہاروں کا نظارہ عشرت انگیز
نسیموں سے کھلے گل، مرغ چہکے ❁ شمیموں سے دماغ دہر مہکے
سحر چٹکی کھلا ہے مصحفِ گل ❁ صبا کہتی ہے بسم اللہ بلبل
نوا سنج طرب مرغانِ آزاد ❁ سب اپنا اپنا کرتے ہیں سبق یاد
شگوفہ ہے یہ طبعِ باغباں کا ❁ کہ ہر پتا ورق ہے بوستاں کا
یہ منظر دیکھ کر دل گدگدایا ❁ یکا یک پھر طبیعت میں یہ آیا
ظہورِ سُورِ خاطر خواہ کیجے ❁ مجید الدین کی بسم اللہ کیجے
وہ نورِ چشم ہے نورِ نظر کا ❁ قرارِ دل مرے لختِ جگر کا
لہٰذا عرض کرتا ہوں میں بمنت ❁ کرم فرمایئے حضرت سلامت

اگست اُنیسویں تاریخ اتوار
ہے دن کے نو بجے رسم ضیابار

رقعہ شادی کتخدائی برخوردار نور الابصار حسین رضا خان المعروف بہ رضا حسین خان، ماہ ذی الحجہ ۱۳۲۱ ہجری

شکر ہے شکر ہے بہار آئی ❁ ربطِ بخش گل و ہزار آئی
روے گل پر ملا گیا غازہ ❁ عشق بلبل کا ہو گیا تازہ
بارِ گل سے خمیدہ ڈالی ہے ❁ یا دُلہن سر جھکائے بیٹھی ہے
گلشن آرا ہے نغمہ شادی ❁ بولتا ہے ہزار کا طوطی
ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم کا عالم ❁ بھینی بھینی شمیم کا عالم
حسنِ رُخسارِ گل رُخانِ بہار ❁ دل کشی ترانہ ہاے ہزار
کوکِ کوئل کی دل کشا انمول ❁ اور پپیہوں کے پیارے پیارے بول
یوں طبیعت کو گدگداتے ہیں ❁ یوں اُمنگوں پہ دل کو لاتے ہیں
عیش کے دن ہیں عیش کی راتیں ❁ جمع ہیں فضل حق سے سب باتیں
لطف آگیں چلی نسیم ایسی ❁ کھل گئی ہے کلی کلی دل کی
اس مسرت فزا زمانے میں ❁ خوش ادا خوش نما زمانے میں
فضل و اکرامِ حق تعالیٰ سے ❁ رحمتِ شاہِ دین و دنیا سے
آل و یارانِ مصطفیٰ کے طفیل ❁ جاں نثارانِ مصطفیٰ کے طفیل
غوثِ کونین کی عنایت سے ❁ قطبِ دارین کی حمایت سے
اپنے اچھے میاں کے صدقے میں ❁ شاہ عرش آستاں کے صدقے میں
کروں نورِ نگاہ کی شادی ❁ اور شادی بھی بیاہ کی شادی
میرا لختِ جگر حسین رضا ❁ خیر کے ساتھ اب بنے دُولہا
اس لیے عرض ہے یہ حضرت سے ❁ بڑی منت بڑی سماجت سے
پنج شنبہ کو بعد مغرب کے ❁ سات ذی الحجہ کو کرم کیجے
اے عطا پاش اے کرم گستر ❁ لطف کیجے حسنؔ رضا خاں پر

تواریخ

تاریخ وصال حضرت سیدنا و مولانا شاہ آل رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونور اللہ مرقدہ

عالم وصالِ حضرتِ آلِ رسول سے ❁ سوزِ غمِ فراق میں سینہ کباب ہے
تو عرض کر وصال کی تاریخ اے حسنؔ ❁ 'آغوشِ مصطفیٰ میں مقامِ جناب ہے'

۱۸۷۹ء

-: دیگر :-

مرشدِ مرشد کا ہوا جب وصال ❁ آئی خزاں اُڑنے لگی خاک دھول
دیکھ کے فکر سن تاریخ میں ❁ مجھ سے یہ رضواں نے کہا اے ملول
دیکھ وہ لکھا ہے درِ خلد پر ❁ 'انجمن حضرتِ آلِ رسول'

۱۸۷۹ء

-: دیگر :-

اُس شاہوار گوہرِ جاں کو وصال نے ❁ نظروں سے جب چھپا کے رکھا دُرجِ خاک میں
کہتا تھا آسمان یہ حسرت سے اے حسنؔ ❁ 'تحویل مہر قدس نے کی بُرجِ خاک میں'

۱۸۷۹ء

-: دیگر :-

دیکھ کر جنت سنِ رحلت کہا
'خواب گاہِ مرشد کامل ہے وہ'

۱۲۹۶ھ

تاریخ دیوان نعت شریف شیخ امیر اللہ صاحب لئیقؔ بریلوی

شاعر نکتہ سنج ہیں جو لئیقؔ ❁ اُن کا دیوانِ نعت چھپتا ہے
اے حسنؔ تو بھی کہہ دے اک تاریخ ❁ تیرے آگے یہ بات ہی کیا ہے
سر ایماں کی ہے قسم اے دل ❁ 'نعت کا جو سخن ہے زیبا ہے'

تاریخ رسالہ فقہی مؤلفہ مولوی فدا حسین صاحب

تالیف فقہ میں ہوئی وہ معتبر کتاب
ہر مسئلے کا جس نے کیا انفصال خوب

وہ خوبیاں ہیں اس میں کہ ایک ایک لفظ پر
کہہ اُٹھیں سامعین علی الاتصال خوب

دل نے کہا لکھوں سنِ تاریخ اے حسنؔ
تاریخ بھی ہو وہ کہ ہو بے قیل و قال خوب

بولا سروشِ غیب مؤلف سے عرض کر
فقہی رسالہ آپ نے لکھا کمال خوب
۱۳۰۹ ھ

تاریخ دیوان فصاحت بنیان آفتاب داغ مصنفہ حضرت اُستاذی فصیح الملک بلبل ہندوستان جناب نواب مرزا خان صاحب داغؔ دہلوی

حسنؔ اُستاد سے اپنے مجھے یہ عرض کرنی ہے
کہ سایہ تم پہ ہو یٹین کی ساتوں مہینوں کا
کنارِ طبع سے آج آفتابِ داغ چمکا ہے
کہ گھونگھٹ اُٹھ گیا ہے دفعتاً سو مہ جبینوں کا

نزاکت اور صفائی دونوں اس سے قول ہاری ہیں
نہیں دیواں مگر مکھڑا ہے مہوش نازنینوں کا

زمین شعر کیا کیا جگمگائی اُس کے پرتو سے
یہی سرور ہے بزمِ نظم میں گردوں نشینوں کا

اسی کی روشنی میں معنیٔ نازک چمکتے ہیں
اسی سے گرم ہنگامہ ہے سب باریک بینوں کا

اسی سے پرورش پاتے ہیں لعلِ معنیٔ رنگیں
اسی کی ضو سے گھر روشن ہے مضموں کے خزینوں کا

اسی کی دھوپ میں اُڑتی ہے رنگت روئے حاسد کی
اسی کے آگے فق ہوتا ہے منہ وقت گزینوں کا

اسی کے سامنے آنکھیں جھپک جاتی ہیں اعدا کی
یہیں تو جھلملاتا ہے چراغ اُن عیب چینوں کا

سر بد ہیں کبھی کا اُڑ چکا تاریخ لکھو تم
پری رویوں کا جمگھٹ ہے یہ میلہ ہے حسینوں کا

۱۳۰۲ھ

تاریخ تعمیر مکان منشی بشیر علی صاحب امروہوی

شفیق حالِ حسنؔ منشی بشیر علی
کیا ہے آپ نے تعمیر کیا نفیس مکان

جو فکرِ سالِ بنا نے کیا دماغ میں گھر
صدائے غیب سنی خوش نما نفیس مکان

۱۳۰۸ھ

تاریخ تولد پسر بخانہ منشی محمد حسن صاحب اَثر بدایونی

ہیں محمد حسن جو میرے شفیق ❁ روز ان پر عطا نصیب کرے
ان کو حق نے دیا ہے اک فرزند ❁ خالق اس کا بڑا نصیب کرے
حشمت و جاہ وطولِ عمر کے ساتھ ❁ علم بے اِنتہا نصیب کرے
خیر سے آئے وہ بھی دن کہ خدا ❁ مجھے اس کی لقا نصیب کرے
گود میں لے کے یہ کہوں تاریخ ❁ تجھ کو سطوت خدانصیب کرے

۱۸۹۱ء

-: دیگر :-

حق نے میرے دوست کو بیٹا دیا
خوش ہوئے اُمیدوار خورمی

وجد میں باچھیں خوشی کی کھل گئیں
خورمی ہے خود نثارِ خورمی

مست عشرت ہو کے گاتے ہیں بہار
طائرانِ شاخسارِ خورمی

کھل گئیں اُمید کی کلیاں تمام
رشکِ گلشن ہے دَیارِ خورمی

فرطِ شادی سے ہیں چہرے لال لال
رنگ پر ہے لالہ زارِ خورمی

پوچھے تاریخ ولادت گر کوئی
'ہے گل فصل بہارِ خورمی'

۱۳۰۸ھ

تاریخ انتقال حکیم محمود خان صاحب مرحوم دہلوی

افسوس ہے وہ کشتۂ تیغ قضا ہوا ❁ تھا جس کا زندہ ساز قوی کشتۂ طلا
سونا ہے مرگ نیک کہ نم نومۃ العروس سونا طلا ہے کیوں نہ ہو تاریخ پھر طلا

۱۳۰۹ھ

تاریخ انتقال اہلیہ اختر حسین خان صاحب

افسوس مرگ زوجۂ اختر حسین نے
کی اُن کی بزم عیش و مسرت میں برہمی
دل سے ہو غم دو چار تو لطف طرب ہو گیا
غم سے ہو دل فگار تو پھر کیسی بے غمی
تاریخ کی جو فکر ہوئی اے حسن مجھے
بولا سروش مل گئی 'جنت میں خورمی'

۱۳۰۹ھ

تاریخ انتقال مولوی برکات احمد صاحب مرحوم

مولوی برکات احمد خوش خلق و کریم
دار فانی سے گئے سوئے دیار جنت
اے حسن جلوہ نما جب ہوئی فکر تاریخ
تھا مرے پیش نظر حسن نگار جنت
اس انداز سے کہتی ہوئی حوریں آئیں
مرنے والے کو مبارک ہو بہار جنت

۱۳۰۸ --- ۱۳۰۹ھ

تاریخ انتقال دختر حافظ تصدق حسین سلمہ

دختر نیک اختر حامی جو دُنیا سے گئی
مرغِ بسمل کر چلی ماں باپ کو دل کی تپش

اے حسنؔ مجھ کو ہوئی جب فکر تاریخ وفات
کہہ گیا ہاتف کنارِ حور میں ہو پرورش

۱۳۰۴ ھ

تاریخ طبع دیوان مولوی نواب عبدالعزیز خان صاحب مرحوم

کیا بیاں ہو مدحِ دیوانِ عزیزؔ ❁ ہر ورق ہے تختۂ گلزارِ نظم
اس کی ہر سطر آبروے سلکِ در ❁ طبع تھی یا ابر گوہر بارِ نظم
ان کی تحقیقات کا کیا ہو بیاں ❁ منکشف تھے سر بسر اسرارِ نظم
مشتری ہیں اس کے اربابِ کمال ❁ ہے یہ دیواں رونقِ بازارِ نظم
تھی حسنؔ کو فکر سنِ بولا سروش ❁ طبع کی تاریخ ہے معیارِ نظم

۱۳۱۱ ھ

تاریخ وفات ابن شیخ رضا حسین صاحب میر منشی لفٹنٹی

کچھ زمانہ کے عجب انداز ہیں ❁ ایک پہلو پر نہیں اس کو قیام
رات کو کچھ تھا تو یہ دن کو ہے کچھ ❁ ہیں تلوّن اس کے ظاہر صبح و شام
ایک کے سر پر ہے تاجِ خسروی ❁ سینکڑوں ہاتھ اُٹھتے ہیں بہر سلام
ایک کو کاسہ گدائی کا ملا ❁ ٹھوکریں دَر دَر کی کھاتا ہے مدام
ایک کے سب کام پورے ہو گئے ❁ ہو گیا اک بے نوا کے دل کا کام

ایک گھر سے نالہ ہائے غم بلند ❁ ایک گھر میں شادیوں کا اہتمام
ایک رو رو کر بسر کرتا ہے عمر ❁ ایک ہے عیش و طرب میں شاد کام
ہیں انوکھے رنگ کی نیرنگیاں ❁ ہے نرالے ڈھنگ کی طرزِ خرام
یادرہِ دہر پر نازش عبث ❁ اس سے اُمید رفاقت فکر خام
سینکڑوں دانا مقید ہو گئے ❁ قہر دل کش ہر طرف پھیلے ہیں دام
یہ کسی کا ہو کے رہتا ہی نہیں ❁ اس کی عادت سے ہیں واقف خاص و عام
شب جہاں تھی محفل عیش و نشاط ❁ چل رہے تھے بادۂ گلگوں کے جام
گونجتی تھی نغمۂ شادی سے بزم ❁ ہر طرف تھا گل رخوں کا اژدہام
فرحت و عشرت بغل گیر قلوب ❁ نکہت خوش رُوح افزائے مشام
گدگداتی تھی دلوں کو بار بار ❁ سبزۂ حسن و رحیق لالہ فام
تھا غرض ہر شخص محو خورمی ❁ تھی غرض چاروں طرف اک دھوم دھام
دفعتہً پیدا ہوئے آثار صبح ❁ جھلملائے چرخ پر تارے تمام
ہو گئے منہ سب چراغوں کے سپید ❁ کچھ نسیموں نے دیا ایسا پیام
سینۂ پروانہ سے اُٹھا دھواں ❁ شمع سے سن کر جدائی کے کلام
ہو گیا اک آن میں میدان صاف ❁ اب کہاں محفل اور اُس کا انتظام
وہ جگہ جس میں ابھی تھے چہچہے ❁ دم کے دم میں ہو گئی ہُو کا مقام
آہ وہ سناٹا کہ گھبراتی ہے روح ❁ کاٹ کھائیں گے ابھی یہ قصر و بام
التفاتِ دہر ہے اک خوابِ خوش ❁ آنکھ کھلتے ہی تھی سب تر کی تمام

لاکھوں دل کس نے بنا ڈالے ہدف ❁ ہیں حوادث کس کے ترکش کے سہام
ہیں کہاں وہ خسروانِ ذی حشم ❁ جن کے ساتھ اقبال تھا مثل غلام
اب نشاں ہے بھی کچھ اُن کے نام کا ❁ لوگ لیتے تھے ادب سے جن کے نام
ذکر جن کے ہوتے تھے تعظیم سے ❁ قبر میں شاید ہوں اُن کی کچھ عظام
اب کہاں ہیں وہ شجاعانِ زماں ❁ برق دم تھی جن کی تیغ بے نیام
اب کہاں ہیں وہ حسینانِ جہاں ❁ نیند تھی بے فرشِ گل جن پر حرام
ایسی باتوں کے بیاں سے کیا حصول ❁ جن سے ہے آگاہ جمہورِ انام
سانحہ تازہ بیاں کرتا ہوں میں ❁ ہے بہت افسوس و حسرت کا مقام
میر منشی کا جو تھا لختِ جگر ❁ اُس نے چھوڑا دارِ فانی کا قیام
نوجوان و نیک خُو و خوب رو ❁ ذی لیاقت ذی شعور و نیک نام
کیوں کر ایسا داغ دل سے چھوٹ جائے ❁ کیوں کر ایسا زخم پائے التیام
پھول کھل کھل کر جو مرجھائے تو کیا ❁ کھلنے کا مرجھانے پر ہے اختتام
ادھ کھلے غنچے اگر مرجھا گئے ❁ رہ گئیں ساری بہاریں ناتمام
مرنے والے نے پیا زہر اجل ❁ ہو گئی جان عزیزاں تلخ کام
مرگ غربت پر نہ کیوں کر جی کڑھے ❁ دل دُکھائے کیوں نہ یہ ہجر دوام
اُس کا سایہ بھی نہ آئے گا نظر ❁ آنکھیں اب ڈھونڈھا کریں اُس کو مدام
حکم حق سے آدمی مجبور ہے ❁ کر نہیں سکتا یہ کچھ بھی روک تھام
اُس کی حالت کے مناسب ہے یہی ❁ صبر سے لیتا رہے ہر وقت کام
ہے دعائیہ حسنؔ تاریخ فوت ❁ اے خدا فردوس میں دینا مقام

۱۳۱۲ھ

تاریخ تصنیف کتاب 'ارتباطِ مرد و زن'
مؤلفہ سید برکت علی صاحب نامی بریلوی

مباشرت سے تعلق ہے اس رسالہ کو
مرض بڑھائے ہیں جس کی بدانتظامی نے
حسن لکھو سرِ بقراط سے سن تالیف
نئی روش سے لکھی یہ کتاب نامی نے

۱۳۱۲ ھ

تاریخ وفات سید منور علی صاحب
ساکن اسٹیٹ آمود ضلع بھڑائچ گجرات کلاں

محرم میں ہوئی حاصل شہادت ❁ منور کی لحد کیوں نہ ہو انور
حسن تاریخ کہہ اس واقعے کی ❁ منور تاج شاہی منور

۱۳۱۲ ھ

-: دیگر :-

جب منور علی شہادت پائیں ❁ لطف حق کا نہ کیوں ہو سر پر تاج
اے حسن یوں سنِ وفات کہو ❁ میرے ربّ سے ملے منور تاج

۱۳۱۲ ھ

تاریخ طبع دیوان حکیم علی محمد صاحب شاغل رئیس بمبئی

دیوان ہے کہ باغِ سخن کی بہار ہے ❁ شانِ چمن کہوں اُسے جانِ چمن کہوں
کیا آبدار ہے یہ چمکتا ہوا کلام ❁ میں اُس کے لفظ لفظ کو دُرِّ عدن کہوں

جس شعر میں ہے خونِ شہیداں کا ذکر اُسے ❁ یاقوتِ لب بتاؤں عقیق یمن کہوں
ہے جس غزل میں نالہ و فریادِ ہجر یار ❁ میں اس کی بیت بیت کو بیت الحزن کہوں
تاریخ پوچھیں حضرتِ شاغلؔ تو اے حسنؔ ❁ افسانہ جمالِ عروسِ سخن کہوں

۱۳۱۷ھ

تاریخ طبع کلام مولوی نور محمد صاحب نور مدرس مدرسہ ہاشمیہ بمبئی

کیا ہی دل کش ہے کلام انور ❁ شعرا کا اسے محبوب کہوں
مجھ سے تاریخ جو پوچھے کوئی ❁ اے حسنؔ میں سخن خوب کہوں

-: دیگر :-

زیبِ بزمِ شعرا یوں ہے کلامِ انورؔ
جس طرح ہو گُلِ شاداب چمن کی رونق
اے حسنؔ اس کی چمکتی ہوئی تاریخ یہ ہے
شمع انور سے ہوئی بزمِ سخن کی رونق

۱۹۰۰ء

تاریخ ولادت پسر بخانہ حکیم احمد رضا خان صاحب رامپوری بپاسِ خاطر برادر عزیز ننھے میاں سلمہ

حکیم احمد رضا خاں کو خدا نے
دیا ہے کیا ہی فرخ فال طالع
ملا ہے ان کو فرزند خوش اقبال
ہوا ہے نیر اجلال طالع

حسنؔ تاریخ بھی ہے یہ دعا بھی
خدا دے عمر و علم اقبال طالع

۱۳۱۹ھ

-: دیگر :-

حکیم احمد رضا خاں خوش سیر کو
دیا خالق نے فرزند دل افروز

حسنؔ تاریخ کی تھی فکر مجھ کو
کہا ہاتف نے پایا بخت فیروز

۱۳۱۹ھ

تاریخ انتقال مادر سید پرورش علی صاحب پریس مین مطبع اہل سنت و جماعت بریلی

سدھاریں سوئے جناں پرورش علی کی ماں
بتولِ پاک کی اُن کو نصیب خدمت ہو

سن وفات کی مجھ کو ہوئی جو فکر حسنؔ
کہا ملک نے پیاپے خدا کی رحمت ہو

۱۳۱۹ھ

تاریخ وفات صبیہ شیخ حشمت علی چرمینہ فروش بریلوی

ماہ شعبان کی اکیس تھی شب منگل کی ❁ کہ حسنؔ دختر مرحومہ نے رحلت پائی
ملہم غیب نے مجھ سے کہی تاریخ وفات ❁ حور کی گود میں آرام سے اب خواب آئی

۱۳۱۹ھ

تواریخ مساجد

حسبِ فرمائش جناب حکیم احمد رضا خان صاحب

مرے محسن حکیم احمد رضا خاں
ہوئے تعمیر مسجد سے طرب ناک
حسنؔ میں نے کہی تاریخ اُس کی
عبادت خانۂ ایمانیاں پاک
۱۳۱۹ ھ

-: دیگر :-

احمد رضا کی سعی نہ کیوں کر جمیل ہو
خدمت گزار خانۂ ربِّ وَدُود ہے
اس پاک نیّت سے بنایا خدا کا گھر
ہر دم خدا کے گھر سے کرم کا ورود ہے
تاریخ ابتداے عمارت کہو حسنؔ
بیت خداے پاک مقامِ سجود ہے
۱۳۱۹ ھ

-: دیگر :-

بندۂ شیر خدا خیبر شکن ڈر سے ترے
کج رووں کی کج روی اوسان اپنے تج گئی

تو نے لڑ بھڑ کر بچایا گھر خدائے پاک کا
فتح کی نوبت خدا والوں کے گھر میں بج گئی

راست آئیں حُسنِ نیت سے تری سب کوششیں
رائے کج رو صورتِ دیوار قلعہ کج گئی

اب کہاں وہ بانکپن اب وہ طرح داری کہاں
قلعہ کی دیوار ٹیڑھی ہو گئی بج دھج گئی

اک تجلی سی لکھو تاریخ تم بھی اے حسنؔ
مسجدِ دینِ متینِ اہلِ سنت سج گئی

۱۳۲۰ھ

تاریخ انتقال زوجہ حکیم عرفان علی صاحب ساکن بریلی

خاطرِ محزونِ عرفانِ علی ❁ یا خدا رنج و اَلم سے دُور ہو
اُن کی زوجہ کی لکھوں تاریخ فوت عیش منزل مرقدِ پُر نور ہو

۱۳۲۰ھ

تاریخ ولادت پسر بخانۂ منشی فضل حق صاحب پیش کار

بپاس خاطر عزیز برادر بجان برابر مولوی محمد رضا خان سلمہ

فضلِ حق کو پسر دیا حق نے
کیوں نہ آئے خوشی کی دل میں موج

اے حسنؔ ہے دعائیہ تاریخ
سایۂ فضلِ حق رہے با اَوج

۱۳۲۲ھ

تاریخ ولادت فرزند دل بند بخانہ نور چشم لخت جگر حسین رضا خان سلمہما اللہ تعالیٰ

میرے فرزند کو فرزند دیا خالق نے
اے حسن اس کو ملے دولتِ دین و دنیا

عمر و علم و عمل و عزت و جاہ و منصب
دے اسے اپنے کرم اپنی عنایت سے خدا

مددِ خسروِ عالم ہو مددگار مدام
غوثِ اعظم کا رہے سر پہ ہمیشہ سایہ

پنج تن پاک کی اِمداد سے تاریخ کہی
عید کا چاند خدا نے ہمیں روزوں میں دیا

۱۳۱۷+۵ ـــ ۱۳۲۲ھ

-: دیگر :-

رضا حسین کو حق نے عطا کیا فرزند ❁ الٰہی دولت عیش دوام حاصل ہو
حسن دعائیہ تاریخ ہے ولادت کی ❁ کمالِ فخر و جمالِ سلام حاصل ہو

۱۳۲۲ھ

تاریخ انتقال پُر ملال استاذی نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی فصیح الملک بلبل ہندوستاں ناظم یار جنگ بہادر کہ بماہ ذی الحجہ روز عرفہ از دارِ فانی بعالم باقی مراجعت فرمودند اللّٰھم اغفرلہ و لکل المؤمنین

گئے جنت کو حضرتِ اُستاد ❁ غم فرقت کا حال کیا کہیے
اس قیامت کو حشر زا کہیے ❁ اس مصیبت کو جاں گزا کہیے
فلک نظم پر قمر نہ رہا ❁ شمس (۱) کو آج بے ضیا کہیے

کہتی ہے بزمِ نظم کی حالت ❁ عیش منزل کو غم سرا کہیے
ملک کیسا وہ تھے فصیح زماں ❁ اب فصاحت کا خاتمہ کہیے
بلبلِ ہند اور جہاں اُستاد ❁ بلکہ اس سے بھی کچھ سوا کہیے
یاد ہیں رام پور کے جلسے ❁ اُن کی شفقت کا حال کیا کہیے
'پیارے شاگرد' تھا لقب اپنا ❁ کس سے اس پیار کا مزہ کہیے
پوچھیے کس سے اب رُموزِ سخن ❁ کس سے خاطر کا مدعا کہیے
مر مٹیں نظم کی تمنائیں ❁ آہ کس کس کا مرثیہ کہیے
شدنی وہ جو بے ہوئے نہ رہے ❁ ایسی صورت میں ہائے کیا کہیے
مرگِ اُستاد کی حسنؔ تاریخ ❁ داغ نواب میرزا کہیے

۱۳۲۲ھ

تاریخ دیوان منشی محمد علی اختر شاہجہانپوری تلمیذ حضرت داغ مرحوم

ہوئی گل فشاں طبعِ رنگینِ اخترؔ
بہار آئی پھولا گلستانِ مضموں
حسنؔ جب ہوئی فکر تاریخ دیواں
کہا دل نے مجھ سے 'عروسانِ مضموں'

۱۳۲۳ھ

تاریخ طبع دیوان میر اختر نگینوی تلمیذ حضرت داغ مرحوم

اختر کا دیوان چھپا ہے ❁ اس کو سخن کا جوہر کہیے
اے حسنؔ اُن کی فکر نکو کو ❁ اچھا کہیے بہتر کہیے
صفحہ کو عارضِ جاناں لکھیے ❁ سطر کو زُلفِ دل بر کہیے

(۱) نواب شمس الدین خان صاحب والد حضرت مرحوم۔

چبھتے ہوئے مضمون جو سنیے ❁ اُن کو مژہ کا نشتر کہیے
فکر اگر تاریخ کی ہو کچھ ❁ شمع منور اختر کہیے

۱۹۰۷ء

تاریخ تولد پسر بخانہ سید نور احمد صاحب ابن قاضی سید مہربان علی صاحب تحصیلدار حسب درخواست سید وہاج احمد صاحب پسر دومی قاضی صاحب المتخلص بہ محشرؔ

میر نور احمد کو خالق نے دیا نورِ بصر
اے حسنؔ دل کا تقاضا تھا کوئی تاریخ دو

مہرباں ہو کر علی کے فیض نے مجھ سے کہا
نورِ چشم نورِ احمد نورِ بزمِ یمن ہو

۱۳۲۴ھ

تاریخ تصنیف واسوخت عزیزی سید برکت علی المتخلص بہ نامیؔ سلمہ اللہ تعالی

میر نامی نے لکھا 'واسوخت' خوب ❁ رُوح بخش و دل کشا ہے بند بند
فکر ہے تجھ کو اگر تاریخ کی ❁ لکھ حسنؔ واسوخت نامی دل پسند

۱۳۲۴ھ

تاریخ گلدستہ نعتیہ گلستانِ رحمت باہتمام مولوی غلام احمد صاحب اخگر امرتسری مہتمم اخبار اہل فقہ جاری ہوا

اخگر نے کیا نعت میں گلدستہ وہ جاری
بلبل کی طرح غنچہ و گل جس پہ ہوں شیدا

اللہ یہ گلزار پھلے پھولے جہاں میں
ہر پھول سے ہو رنگ ترقی کا ہویدا

نکلے گل تاریخ حسنؔ شاخِ قلم سے
انداز گلستاں کے ہیں گلدستہ سے پیدا

۱۳۲۵ھ

تاریخ انتقال زوجہ ہدایت یار خان قیسؔ بریلوی تلمیذ مصنف

زوجۂ قیس نے جو رحلت کی
مضطر ماہ شور و شین ہوا

سُن حسنؔ نے لبِ اجل سے سنے
'خدمت فاطمہ سے چین ہوا'

۱+۱۳۲۴ــــ۱۳۲۵ھ

تاریخ ناول طلسم شرر مصنفۂ عالی جناب صاحبزادہ محمد مصطفےٰ علی خان صاحب بہادر شررؔ پرائیویٹ سیکرٹری ریاست رامپور

قیامِ شہرتِ تصنیف کیا ہی نعمت ہے ❁ مصنفوں کی بقائے دوام کا ہے سبب
اور اپنے صدقہ میں یہ جس کو یاد فرمالیں ❁ ہو اُس کا ذکر بھی زیبِ زبان و زینتِ لب
یہ میں نے مانا کہ زندہ ہیں بعض بے تصنیف ❁ مگر وہ اپنے مورخ سے بے نیاز ہیں کب
خیال کیجیے صد ہا برس گزرنے پر ❁ مصنفین عجم اور مصنفین عرب
ہمارے سامنے یوں آج بیٹھے ہیں گویا ❁ کبھی پڑا ہی نہیں اُن کو موت سے مطلب

دیا ہے خلعتِ عمر دگر سلاطیں کو ❁ اُنھیں کا کام تھا یہ اور اُنھیں کا تھا منصب
شہانِ دہر ہیں اُن کے کمال کے محتاج ❁ کچھ اور کہہ نہیں سکتا زیادہ حد اَدب
اُنھیں میں آج ہیں رونق فزا جنابِ شررؔ ❁ بنی ہے محفل تارخ اشکِ بزمِ طرب
گلاب دیٔ کا جب آپ لکھیں افسانہ ❁ نہ کیوں ہو بلبل دستاں سرا سے دادِ طلب
کھلی طلسم شرر سے گرہ مقدر کی ❁ عجب نہیں جو چمک جائے بخت کا کوکب

حسنؔ دعائیہ تارخ کہیے ناول کی
گلاب شاخِ قلم سے سدا گلاب ہوا ب

۱۳۲۶ھ

فروغ اہل سنت کے لئے امام اہل سنت کا دس نکاتی پروگرام

- عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔
- طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں۔
- مدرسین کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کارروائیوں پر دی جائیں۔
- طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے۔ معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔
- ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعت دین و مذہب کریں۔
- حمایت مذہب و رد بد مذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دیکر تصنیف کرائے جائیں۔
- تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں۔
- شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبی اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔
- جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔
- آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق ﷺ کا کلام ہے۔ (فتاوی رضویہ: جلد ۱۲، ص ۱۳۳)